ڈرامہ ٹیپو سلطان

اردو ترجمہ

ڈرامہ نگار: بشیر　　مترجم: پروفیسر محمد صبغۃ اللہ

ناشر: کرناٹک اردو اکادمی۔ بنگلور

TIPU SULTAN

(Drama)

ನಾಟಕ ಟಿಪ್ಪು ಸುಲ್ತಾನ್

by

BASHEER

Translated by

Prof.Mohammed Sibghathullah

Foreword by

Dr.Ejazuddin M.L.C.

Introduction

Prof.Abdul Gaffar Shakeel

Chairman, Karnataka Urdu Academy, Bangalore.

Published by

Hamid.A.Safi

Registrar, Karnataka Urdu Academy, Bangalore.

ڈرامہ

ٹیپو سلطان

اردو ترجمہ

ڈرامہ نگار

بشیر

مترجم

پروفیسر محمد صبغۃ اللہ

ناشر

کرناٹک اردو اکادمی۔ بنگلور

جملہ حقوق محفوظ ©

کتاب کا نام	:	ڈرامہ "ٹیپو سلطان" (اردو ترجمہ)
مصنف	:	بشیر صاحب
مترجم	:	ڈاکٹر محمد صبغۃ اللہ
کمپیوٹرائز	:	محمد متین الدین ندوی
صفحات	:	130+4
قیمت	:	سو روپے -/100
تعداد	:	1000
سال اشاعت	:	2000ء
مطبع	:	
ناشر	:	حمید۔اے۔ صفی، رجسٹرار کرناٹک اردو اکادمی 14/3، کنارا فائنانس کارپوریشن کامپلکس نرپتنگا روڈ، بنگلور۔560 001

فہرست

تعارف : ڈاکٹر اعجاز الدین

مقدمہ : پروفیسر عبدالغفار شکیل

عرض مترجم : ڈاکٹر محمد صبغۃ اللہ

ڈرامہ ٹیپو سلطان

کردار : صفحہ 8

منظر 1 تا 26 : صفحہ نمبر 9 تا 130

تعارف

بشیر صاحب نے تقریباً ربع صدی سے مختلف تاریخی، سماجی اور عوامی ڈرامے لکھے ان کو ہدایت دی اور نمائش بھی کرتے آرہے ہیں۔ انہوں نے تجرباتی ڈرامے لکھ کر کنڑا ادب کو ایک نئی راہ دکھلائی ہے۔ نت نئے تجربوں سے اس میں ایک نئی جان ڈال دی ہے۔ پدم بھوشن ڈاکٹر راج کمار ڈراما ایوارڈ کے مقابلوں میں ان کے ڈرامے "شیو شکتی" نے پہلا مقام حاصل کیا۔ آل کرناٹک ڈراما مقابلوں میں ان کے چند ڈرامے 'رکتانجلی'، 'وش شرپ'، 'ستنداو یپا' وغیرہ نے پہلا انعام حاصل کیا۔ ان کا ایک اور ڈرامہ 'چندر رودیا' کو میسور مہاراجہ آنجہانی شری جیاچامراج وڈیر نے بھی دیکھا تھا اور اس کی از حد تعریف کی تھی ہملی، کاسوڈ کال راتری، دیوداس بھو کیلاش وغیرہ کئی ڈرامے کامیابی کے ساتھ اسٹیج پر پیش کئے گئے۔

سوامی ویویکانند، ڈاکٹر امبیڈکر، دھرم جیوتی، وَرتے مَنگ، وغیرہ چھوٹی فلمیں بنائی گئیں۔ جنھیں ناظرین نے کافی سراہا مشہور فلمی اور تھیٹر کی ہستیوں اور فنکاروں نے ان کے ڈراموں میں اداکاری کی ہے اور ان کے ڈراموں کو دیکھ کر پسند بھی کیا ہے۔ کل ہند رجیوت مہا سمیلن، کل ہند رہائشی وزراء کی کانفرنس، بیدر اور گلبرگہ میں منعقدہ کنڑا ساہتیہ سمیلن کے موقع پر ان کے ڈراموں کی نمائش کی گئی۔ پڑوسی ریاستوں کی مشہور فلمی ہستیوں، ین ٹی راما راؤ، شیواجی گنیشن، اے ناگیشور راؤ، جیمنی گنیشن، بھانو متی، ساوتری وغیرہ نے ان کے ڈرامے دیکھے اور تعریف کی۔

بشیر صاحب ایک بہترین ادیب ہونے کے باوجود کبھی نام و نمود یا شہرت کے پیچھے نہیں بھاگے۔ خاموشی سے کنڑا اسٹیج کی خدمت میں مصروف ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ میری کوئی شناخت کرے یا چھوڑے میں ایک تخلیق کار کی طرح ڈراما کی تخلیق میں مصروف رہوں گا۔ کنڑا ادب کے لئے یہ میرا چھوٹا سا نذرانہ ہے اور اس عمل سے کنڑا کے ڈرامائی ادب اور اسٹیج میں ایک نئی جان بھر دی۔ کرناٹک ناٹک اکاڈمی نے انہیں اسٹیج اور قلم کے درمیان ایک پل کی حیثیت قرار دی ہے۔

بنگلور کارپوریشن نے انہیں کیمپے گوڑا انعام سے نوازا، کلاکیندرا نے انہیں ساذحن ساہتیہ کلاردھک (وسائل ادب و فن کا پرستار) کا خطاب عطا کیا۔ کرناٹک ناٹک اکاڈمی کے رکن کی حیثیت سے بھی انہوں نے ادب کی خدمت کی ہے۔

لیکن ان کا شہکار کارنامہ 1998 میں شائع ہونے والا ڈراما "ٹیپو سلطان" ہے حضرت فتح علی ٹیپو سلطان شہیدؒ کا نام نہ صرف تاریخ کرناٹک بلکہ تاریخ ہند میں نہایت نمایاں اور امر ہے۔ آپ ایک ایماندار شہری، مخلص، سیاسی ماہر، محب وطن، مجاہد آزادی، دانشور اور بہادر سپہ سالار تھے۔ آپ کے بارے میں بغیر کسی تاریخی کوتاہی کے یہ ڈراما لکھا ہے اور تاریخی حقیقت کو ڈراما کے روپ میں پیش کیا ہے۔ ڈراما کا پلاٹ، اسٹیج کا رابطہ، وحدت زماں و مکاں اور ہدایت کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔

اس ڈراما کے شائع ہونے پر مجھے خیال آیا کہ اگر اس ڈرامے کا اردو اور ہندی میں ترجمہ کیا گیا تو اردو اور ہندی والے بھی اس سے مستفیض ہوں گے۔ اسی خیال سے ڈاکٹر محمد صبغۃ اللہ، پروفیسر و صدر شعبۂ اردو گورنمنٹ آرٹس کالج بنگلور سے تبادلۂ خیال کے بعد میں نے گزارش کی کہ وہ اس کا اردو میں ترجمہ کردیں۔ انہوں نے اس کام کا بیڑا اٹھایا اور نہایت مختصر عرصہ میں پورا کرلیا۔ میں اور ڈاکٹر صاحب نے کنڑا اور اردو ترجمہ کا لفظ بہ لفظ ترجمہ دیکھا ہے۔ مجھے یہ کہنے میں ذرا بھی تامل نہیں کہ اردو ترجمہ، ترجمہ نہیں بلکہ طبع زاد ڈراما ہے زبان سہل اور آسان ہے جسے اردو ادب کے ہر طبقہ کا قاری بڑی آسانی سے پڑھ کر سمجھ سکتا ہے۔ اس کام پر میں انہیں مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ میری دعا ہے کہ بشیر صاحب ایسے ڈرامے تخلیق کرتے رہیں اور کامیابیوں کی منزل پر گامزن رہیں۔

کرناٹک اردو اکاڈمی نے ڈراما "ٹیپو سلطان" کی اشاعت کا اہتمام کیا جس کے لئے میں صدر اکاڈمی پروفیسر عبد الغفار شکیل صاحب و اراکین اردو اکاڈمی کا تہہ دل سے مشکور ہوں کہ حضرت ٹیپو سلطان شہیدؒ کی دو صد سالہ تقریبات پر جہاں بہت سی کتابیں ٹیپوؒ کی نسبت سے شائع کیں اسی قبیل میں یہ ڈرامہ بھی شامل کیا۔ دراصل یہی حضرت سلطان شہیدؒ کی بارگاہ میں صحیح نذرانۂ عقیدت ہے۔

ڈاکٹر اعجاز الدین یم اے پی ایچ ڈی

رکن لجسلیٹیو کونسل۔ بنگلور، رکن کرناٹک اسٹیٹ وقف بورڈ۔ بنگلور

مقدمہ

کرناٹک اردو اکادمی کی جانب سے کنڑا کے مشہور ادیب بشیر صاحب کے تاریخی ڈرامے "ٹیپو سلطان" کا اردو ترجمہ پیش خدمت ہے جس میں مجاہد آزادی، محب وطن، معمار کرناٹک شیر میسور حضرت ٹیپو سلطان شہیدؒ کی داستان ایک مختصر ڈرامے کی شکل میں لکھی گئی ہے۔ اس ڈرامے میں ٹیپو سلطان کی شخصیت، بہادری اور ہندوستان کی آزادی، آبرو اور عظمت کی حفاظت کی خاطر انگریزوں سے جنگوں کی جھلک پیش کی گئی۔ علاوہ اس کے اُن کی بیگم رقیہ بانو کی اپنے شوہر کی جواںمردی، اولعزمی، استقلال اور ملک کی آزادی کے لئے جدوجہد میں حوصلہ افزائی اُن کی حکومت کے وزیروں پورنیا، میر صادق، سپہ سالاروں غازی خاں، سید غفار اور دوسرے جاں نثار، وفادار سپاہیوں اور دوسری طرف غداروں کی انگریزوں سے مل کر ٹیپو سلطان کے خلاف سازشوں کو نہایت مؤثر طریقے پر بے نقاب کیا گیا ہے۔

ڈرامے کے مختلف منظر ٹیپو سلطان کے محل، دربار، میدان جنگ اور جنگوں کی ایسی تصویر پیش کرتے ہیں کہ پڑھتے پڑھتے پڑھنے والے محسوس کرنے لگیں گے کہ وہ ڈرامہ پڑھ نہیں رہے ہیں بلکہ اُن کی آنکھوں کے سامنے ایک متحرک جیتی جاگتی تصویر سامنے یکے بعد دیگرے آرہی ہے۔

شبیر صاحب کا ڈرامہ "ٹیپو سلطان" اگرچہ بہت مختصر ہے مگر ضروری تاریخی واقعات اور حقائق کو پیش کرتا ہے جن لوگوں نے ٹیپو سلطان کی تاریخ پڑھی ہے وہ اس کا اعتراف ضرور کریں گے۔ اور جنہوں نے نہیں پڑھی اس ڈرامے کو پڑھ کر ٹیپو سلطان کے جذبۂ آزادیٔ وطن اور کرناٹک کے ہندو مسلم عوام کی فلاح و بہبودی کے کام اور انگریزوں سے جنگوں کے احوال اور اُن کو شکست دینے اور پھر اپنے ہی غدار سپاہیوں کے دشمن انگریزوں سے ساز باز کر کے ٹیپو سلطان کی عظیم سلطنت خداداد پر انگریزوں کو قبضہ دلا کر ہندوستان کو انگریزوں کا غلام بنانے کی سازشوں کا حال معلوم کر سکیں گے۔

جہاں تک اس ڈرامے کے ادبی محاسن کا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں یہ بشیر صاحب نے ڈرامہ نگاری کے اُصولوں کی پوری پوری پابندی کی ہے۔ پلاٹ، کردار نگاری، مکالمے، منظر نگاری، ابتدا، عروج اور اختتام سب اُمور پر بشیر صاحب نے ایک تجربہ کار فنکار ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ جیتے جاگتے کردار اُن کے خیالات، جذبات اور احساسات کی مکالموں کے ذریعے بہترین عکاسی کی گئی ہے۔ ڈراما کو پڑھنے والوں کی دلچسپی شروع سے آخر تک برقرار رہتی ہے۔ کہیں بھی اکتاہٹ محسوس نہیں ہوتی بلکہ ایک منظر کے بعد دوسرے منظر پھر تیسرے منظر اسی طرح آخر منظر تک پڑھتے چلے جانے کی خواہش ہوتی ہے۔

بشیر صاحب نے ڈرامہ کرناٹک کی علاقائی زبان کنڑا میں لکھا ہے اور میرے دوست اور کرناٹک اردو اکادمی کے رکن ڈاکٹر محمد صبغت اللہ نے ڈاکٹر اعجاز الدین یم یل سی کی فرمائش پر اس کا اردو میں عمدہ ترجمہ کیا ہے جس پر میں انہیں مبارکباد دیتا ہوں۔ ترجمے کی زبان سلیس، سادہ اور بڑی حد تک عام فہم اور کہیں کہیں ایسا لگتا ہے کہ یہ ڈرامہ ترجمہ نہیں اُردو ہی میں لکھا گیا ہے۔ صبغت اللہ صاحب کو ایک کامیاب مترجم کہتے ہوئے مجھے مسرت ہوتی ہے۔

کرناٹک اُردو اکادمی کی جانب سے شائع کردہ ڈرامہ "ٹیپو سلطان" کا کنڑا سے اُردو ترجمہ اُمید کہ دلچسپی سے پڑھا جائے گا اور خصوصاً آنے والی نسلوں کو شہید اعظم ٹیپو سلطان کی ہندوستان کی آزادی کی خاطر عظیم اور یادگار قربانی کو یاد دلا کر نئی نسل میں بھی اپنے وطن کی محبت، عظمت اور آزادی کو بحال رکھنے کا جوش اور جذبہ پیدا کرے گا جس سے ہوگی روح ٹیپو سلطان مسرور و مطمئن۔

عبدالغفار شکیل

عرض مترجم

میرے لئے یہ خوشی کی بات ہے کہ میں نے کنڑا کے مشہور قلم کار بشیر صاحب کے ڈرامے "ٹیپو سلطان" کا اُردو میں ترجمہ کیا۔ اس ترجمے کو ڈاکٹر اعجاز الدین یم یل سی حکومت کرناٹک اور پروفیسر عبدالغفار شکیل چیرمین کرناٹک اُردو اکادمی۔ بنگلور نے نہ صرف پسند کیا بلکہ اکادمی کی جانب سے اس کی اشاعت کا اہتمام کیا میں ان دونوں کا خاص طور پر اراکین اکادمی کا عموماً شکر گذار ہوں کہ میری اس کوشش کو سراہا گیا اور اس کو عقیدت مندان ٹیپو سلطان تک پہنچانے کے لئے شائع کرنا منظور کیا۔ میں حمید اے صفی صاحب کا بھی ممنون ہوں جنہوں نے اس کی طباعت میں خصوصی دلچسپی لی۔ مجھے اُمید ہے کہ بشیر صاحب کا یہ ڈرامہ اور میرا ترجمہ قارئین پسند کریں گے۔ اور آزادی ہند کے اولین مجاہد کرناٹک کے عظیم فرزند حضرت ٹیپو سلطان شہیدؒ کی یاد اپنے دلوں میں تازہ رکھیں گے۔

یکم جنوری 2000ء

ڈاکٹر محمد صبغۃ اللہ

صدر شعبۂ اردو گورنمنٹ آرٹس کالج۔ بنگلور

رکن کرناٹک اردو اکادمی۔ بنگلور

کردار

ٹیپو سلطان : سلطان میسور

رقیہ بانو : سلطان کی بیگم

پورنیا : دیوان

غازی خاں : سپہ سالار

رانی لکشم منی : یدو خاندان کی مہارانی

ترمل رایا : مہارانی کا وزیر

نرسمہا شاستری برہمن : سرینگری مٹھ کے نمائندے

راج آئینگر علی میاں : سلطان کے درباری

معاذ الدین : سلطان کے صاحبزادے

عبدالخالق : سلطان کے صاحبزادے

میڈوز، کیامپ بیل
میاتھیوس، کارنوالس
وِلزلی
| انگریز افسران

میسور اور برٹش سپاہی، عوام

منظر۔1

(پال نور کا معرکہ، انگریزوں اور میسوری فوجوں کا فوجی بینڈ پس منظر میں سنائی دے رہا ہے۔ جنگ کا ہولناک منظر۔اس جنگ کے منظر کے درمیان ٹیپو سلطان ہاتھ میں برہنہ تلوار لئے داخل ہوتے ہیں)

ٹیپو سلطان: کرناٹک کے جانبازو۔ میسور کے بہادرو، کائنات کی سب سے بڑی طاقت بننے کا خواب دیکھنے والی، غرور تکبر میں ڈوبی انگریزی قوم پر باز کی طرح جھپٹو، جوش و خروش سے حملہ کرو، انگریز بیوپاریوں کے حق میں پال نور کے میدان جنگ کو قبرستان بنادو۔ یونین جیک کا جھنڈا اکھاڑ کر پھینک دو۔دشمن کی لاشوں کے ڈھیر پر میسور کا جھنڈا بلند کرو۔

اللہ اکبر (ٹیپو سلطان کا خروج)

(پس منظر میں اللہ اکبر! جے شری رنگا! جنگ کا زبردست شوروغل)

میسور کی فتح ہو!

نواب حیدر علی کی فتح ہو!!

شہزادہ ٹیپو سلطان کی فتح ہو!!

(برہنہ تلوار لئے سپہ سالار غازی خاں اور ٹیپو سلطان داخل ہوتے ہیں)

غازی خاں: سلطان کرنل بیلی نے سفید جھنڈا لہرا لیا ہے۔

ٹیپو سلطان: ہم چاہتے تھے کہ انگریزی فوج ہمارے سامنے گھٹنے ٹیک دے۔

غازی خاں: اب انگریزوں میں مقابلے کی طاقت کہاں رہی؟ ہزاروں سپاہی میسور کے جانباز سپاہیوں کی تلواروں کا شکار ہو چکے ہیں۔لاتعداد سپاہی زخمی ہو کر اپنے ہاتھ پاؤں سے محروم ہو کر دوزخ کا عذاب جھیل رہے ہیں۔ ہماری فوجوں نے دشمن کی فوجوں میں قیامت برپا کردی ہے سلطان؟ یہ جنگ دشمن کے لئے دوزخ بن چکی ہے۔ انگریز سپاہی اپنے اسلحہ سپرد کر کے خود سپردگی اختیار کر چکے ہیں۔

ٹیپو سلطان: کیا؟ انگریزی فوج نے ہتھیار ڈال دیے؟ انگریزوں کے مضبوط بائیونیٹ کو میسور

کی تلوار نے کند کر دیا! جاؤ بہادرو کرنل بیلی اور ڈیوڈ کو حراست میں لے لو۔ بہادری کے ساتھ دشمن کے سپاہیوں کے ہتھیار چھین لو انہیں قید کرلو۔ جنگی قیدیوں کو سری رنگاپٹن کے قید خانے بھیج دیا جائے۔

غازی خاں: کرنل بیلی زخمی ہو چکے ہیں۔اگر اجازت ہو تو۔۔۔

ٹیپو سلطان: انہیں فوراً ان کے حکیم سے علاج کرایا جائے۔

غازی خاں: ان کا ڈاکٹر مارا جا چکا ہے۔

ٹیپو: اگر ایسا ہے تو ہمارے حکیم سے علاج کراؤ۔ جس طرح ہمارے زخمی سپاہیوں کو طبی امداد، غذا اور کپڑے فراہم کئے جاتے ہیں اسی طرح کی امداد دشمن کے سپاہیوں کو بھی فراہم کی جائے۔ دشمن کے جو سپاہی یہ عہد کریں کہ وہ آئندہ ریاست میسور کے خلاف تلوار نہ اٹھائیں گے ان سے اقرار نامہ حاصل کر کے انہیں رہا کر دیا جائے۔

غازی خاں: معاف کیجئے سلطان! یہ نواب کی جنگی پالیسی کے خلاف ہے۔زہریلے مادہ پر مہربانی کرنا ٹھیک نہیں۔

ٹیپو: جنگ میں فتح اور شکست عام بات ہے سپہ سالار غازی خاں! ہمارے خون کا رنگ اور انگریز کے خون کا رنگ جدا نہیں ہے۔انسانی رحمدلی میں سیاسی زہر نہیں ملانا چاہئے۔

غازی خاں: ایک اور خوشخبری ہے۔ سنا ہے کہ آپ کے حملے سے گھبرا کر بکسر کا بہادر ہیکٹر منرو کانجی ورم کے تالاب میں اپنے سارے جنگی اسلحہ کو ڈبو کر اپنی جان کی امان پانے کے لئے مدراس بھاگ گیا ہے۔

ٹیپو: بہت خوب، سلطانی فوج کو حاصل ہونے والی یہ ایک اور اخلاقی فتح ہے۔

منظر۔2

(پونانی میں ٹیپو سلطان کا فوجی کیمپ۔ چاروں طرف سبز رنگ کے ڈیرے لگے ہیں۔ سپاہیوں کی آمد ورفت جاری ہے۔ ڈیروں سے قرآن اور وید منتروں کی آوازیں سنائی دے رہی ہیں۔ ٹیپو سلطان غازی خاں دونوں باتیں کرتے ہوئے داخل ہوتے ہیں)

ٹیپو سلطان: سپہ سالار اعظم! والد صاحب نے انگریزوں سے جب دوسری مرتبہ جنگ کا اعلان کیا تو یہ جنگ مختلف جگہوں پر ہوئی اور اللہ تعالی کے فضل و کرم سے ہمیں کامیابی حاصل ہوئی ہے کہ ملبار کو انگریزوں کے چنگل سے چھڑائیں۔

غازی خاں: پالگھاٹ سے کمپنی کی لومڑیوں کو مار بھگانے کے باوجود انہوں نے سبق نہیں سیکھا۔ اب کرنل ہیرسٹن اپنی فوج کے ساتھ پلنی کے پہاڑیوں میں چھپا بیٹھا ہے۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ انگریز جنگی قیدی افسران نے اپنی رہائی سے قبل یہ اقرار نامہ لکھ دیا تھا کہ اب ہم کبھی میسور کے خلاف تلوار نہیں اٹھائیں گے۔ لیکن اس کے باوجود اب پھر وہ معرکہ آرائی کے لئے آئے ہیں۔

ٹیپو: ہم جانتے ہیں کہ ان کے ساتھ کس طرح کا برتاؤ ہونا چاہیے۔ کیا حملہ کی تیاریاں مکمل ہو چکیں؟

غازی خاں: ہو چکی ہیں۔ میر علی کی فوج تیار ہے۔ گوپال راؤ کی ٹکڑی ہمارے ساتھ آملے گی مقررہ وقت پر حملہ شروع کر دیں گے۔ (گھوڑں کے ٹاپوں کی آواز) سلطان ادھر دیکھیے دونوں طرف سے گھوڑے سرپٹ دوڑے آرہے ہیں۔ شمال کی طرف کا سوار مرزا خاں ہے اور جنوب کی طرف کا شاید تاتھو رام ہوگا۔

ٹیپو: شاید کوئی اہم خبر لائے ہوں گے (غازی خاں بائیں طرف نکل جاتے ہیں اور تھوڑی دیر میں ایک لفافہ کے ساتھ داخل ہوتے ہیں)

غازی خاں: دیوان پورنیا نے ترسنگارایہ پٹن سے یہ خط فوری طور پر آپ کو روانہ کیا ہے۔

ٹیپو: ابا جان خیریت سے تو ہیں؟ ان کی پیٹھ کا ناسور ٹھیک تو ہو گیا ہوگا؟

(غازی خاں خاموشی سے خط آگے بڑھاتے ہیں۔ ٹیپو انہیں یکے بعد دیگرے پڑھ کر ساکت ہو جاتے ہیں۔ آنکھیں بند کر کے زیر لب کچھ پڑھتے ہیں)

غازی خاں: سلطان!۔۔۔۔ کیا خبر ہے؟

ٹیپو سلطان: ابا جان اب اس دنیا میں نہیں رہے۔

غازی خاں: انا للہ وانا الیہ راجعون

(تھوڑی دیر کے لئے اسٹیج پر اندھیرا، پھر روشنی، منظر بدلتا ہے۔ یہاں ٹیپو سلطان پورنیا کے ساتھ باتیں کرتے نظر آتے ہیں)

پورنیا: آپ نواب کے صرف بیٹے ہی نہیں قابل اعتماد سپہ سالار بھی ہیں۔ آپ کو دیس پردیس کا سارا حال معلوم ہے۔ میسور کی امید کی کرن آپ ہیں اس ریاست کے آپ ہی جانشین ہیں اس بات کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ ایسے قابل سردار کا استقبال کرنے کے لئے ایماندار فوجی افسران اور ساری فوج بالکل تیار ہے۔

ٹیپو: بہت سوچ سمجھ کر فیصلہ کرنا ہوگا۔ پورنیا چاچا مجھے فیصلہ کرنے کے لے تھوڑا وقت درکار ہے۔

پورنیا: اب وقت کہاں ہے سلطان؟

ٹیپو: ہم نے جس مخصوص ماحول میں پرورش پائی ہے وہ تو آپ جانتے ہیں کہ ہمیں عہدہ کا کوئی لالچ نہیں۔

پورنیا: ہوگا، لیکن ریاست کے عوام نے آپ کو بہت پہلے ہی اس مملکت کا بادشاہ تسلیم کر لیا ہے۔ عوام کی اس خواہش کو پوری کر کے انھیں عزت افزائی بخشیں۔

ٹیپو: یہ پابندی کیوں؟

پورنیا: اس کا بھی ایک سبب ہے۔ نواب کی موت کی خبر ابھی تک راز میں رکھی گئی ہے اگر یہ خبر پھیل کر پیشوا نظام اور انگریزوں تک پہنچ گئی تو ساری مملکت آپس میں بٹ جائے گی۔

ٹیپو: نہیں۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے۔

پورنیا: اگر ایسا کرنا ہے تو آپ عمل آوری پر تیار ہو جائیے۔ سلطان! میں آپ کو اپنی سگی اولاد سے زیادہ پیار کرتا ہوں۔ آپ کے والد کی روح کو سکون چاہئے، ملک کی حفاظت کرنی ہے، مادر وطن کی آزادی بر قرار رہتی ہے تو آپ کو یہ ذمہ داری نبھانی پڑے گی۔ اور اس کے لئے تیار ہونا پڑے گا۔ اگر ایسا نہیں ہوا تو لالچی سامراج شاہی، ٹھگ بیوپاری سری رنگاپٹن کے قلعہ پر یونین جیک کا جھنڈا لہرا کر رہیں گے۔

ٹیپو: یہ نا ممکن ہے۔ انگریزوں کے خلاف ہم نے تلوار اٹھائی ہے انہیں ہندوستان سے نکالے بغیر یہ تلوار نیام میں نہیں جائے گی۔ یہ ہمارا وعدہ ہے اور ہم اس پر قائم رہیں گے۔

پورنیا: مجھے از حد خوشی ہے شہزادے! اب بغیر کسی تاخیر کے ہمیں نواب کے فوجی کیمپ چتور چلنا چاہئے۔ آپ کی تخت نشینی کی مبارک رسم بھی وہیں ادا کی جائے گی۔

ٹیپو: چاچا! والد صاحب کے انتقال کی خبر سنتے ہی سری رنگاپٹن پر قبضہ کرنے کی کوشش کرنے والے غداروں کو قید کرنے کی خبر سنائی۔ ہم انہیں معاف کرتے ہیں۔ ہمارا مقابلہ تو انگریزوں سے ہے، اپنوں سے نہیں۔

پورنیا: شہزادے۔۔۔۔ ٹیپو۔۔۔۔ او میرے بادشاہ! آپ تو ایک انمول رتن ہیں۔

منظر۔3

چتور ، ٹیپو سلطان کی تخت نشینی، وزراء، امراء اور سپہ سالار دربار میں جمع ہوئے ہیں۔ پروہت ویدوں کے منتروں کا اور مولوی آیات کا ورد کر رہے ہیں۔ پورنیا ٹیپو سلطان کے گلے میں ہار ڈال کر مملکت کا نشان پہناتا ہے۔ سر پر تاج رکھ کر مملکت کی تلوار دیتا ہے۔

نقیب: مملکت میسور کا مرد مجاہد، نواب حیدر علی خاں کا بہادر شہزادہ، بہادری کا سرچشمہ دشمن کے خاندانوں کے لئے بھیانک خواب، بہادر سپاہی، جمیع مذاہب کے امن کا نمائندہ، انسانی حقوق کا محافظ، ہندو مسلم اتحاد کا نشان، کنڑا تہذیب کا محافظ، آزادی کی جنگ کا شیر نر، میسور کے انمول تخت کا مالک عزت مآب ٹیپو سلطان بادشاہ۔

درباری: مرحبا۔۔۔۔ مرحبا۔۔۔۔ مبارک ہو!!!

منظر۔4

(مندر کے قریب راج آئینگر اور علی میاں آتے ہیں)

علی میاں: سلام بھائی آئینگار

راج آئنگر: مندر میں شری رنگا کا درشن ہوا۔ باہر آتے ہی تیری ڈاڑھی مونچھ کا درشن

علی میاں: نہیں نہیں

آئنگر: کیا تو نہیں جانتا کہ تیرے سر میں جٹ نہیں اور مجھے داڑھی نہیں

علی میاں: مذاق نہیں۔ دربار میں کہا تھا۔

آئینگر: وہ کیا ہے۔ بک تو سہی

علی: وہی پیاز لینا لائق سزا ہے۔

آئینگر: پیاز کا مطلب پیاز۔ کیا پیاز لینا لائق سزا ہے۔

علی: نہیں بھائی قرض دے کر پھر اس پر جو نفع لیا جاتا ہے۔ لین دین بیٹا

آئینگر: سود بیٹا

علی: وہی رعیت کے پسینے کی قیمت

آئینگر: قیمت کسان فصل اگانے کے بجائے کیا پرندے پکڑے گا؟

پیشانی پر پسینے کے قطرے دکھاتے ہوئے

آئینگر: اوہ پسینے کی قیمت

علی: ہاں! اس کے بعد کسی کو نہیں ملے گی بانس

آئنگر: بانس، چتا باندھنے کے لئے۔ تمہاری ذات والے تو میت اٹھانے کے لئے جنازہ استعمال کرتے ہیں؟

علی: نہیں بھائی، بانس چتا باندھنے کی لمبی لکڑی نہیں

آئینگر: برڈ، خطاب

علی: وہی زمیندار ختم

آئینگر: ڈار، کونسا ڈار، جنیوار، آشیووار، اوڈوار

علی: نہیں

آئینگر: مرغی کے منہ میں دانت نہیں اور تیرے سر میں عقل نہیں

علی: نہیں بھائی کسی کے پاس زیادہ زمین ہوتی ہے نہ؟

آئینگر: آہا تو یوں کہو کہ زمینداری کا طریقہ کار ختم ہو گیا؟

علی: ہاں وہی بندھوا، مزدوری، ختم

آئینگر: شری رنگا، بندھوا مزدوری بھی ختم ہو گئی۔

علی: وہی بچوں۔۔۔ کے پڑھنے۔۔۔ کا۔۔ مدرسہ

آئینگر: بچوں کو پڑھنے کے لئے۔

علی: (ہتھیلیاں جوڑ کر کھول کر بتاتا ہے)

آئینگر: گوندا ناریا، بچوں کی تعلیم کے لئے مدرسہ۔

علی: وہی سور۔۔۔ پان۔۔۔ بند

آئینگر: سور، اس جانور کو آپ پسند نہیں کرتے۔ اس کو دیکھتے ہی آگ بگولا ہو جاتے ہو پھر اس کا نام کیوں لیا؟

علی: لا ؤ اللہ تمہاری زبان میں سورپان (پینے کا بتاتا ہے)

آئینگر: سُراپان، مطلب یعنی شراب نہیں پینی چاہئے۔

علی: اوہی بخشی مہدی مکری کی دختر سے سلطان کے بھتیجی برادر برہان الدین کے ساتھ نکاح طے پایا ہے۔ زبردست دعوت ہو گی، تم بھی چلے آنا۔

آئینگر: شاتم پاپم، ہم تو سبزی خور لوگ ہیں تم کو تو ابھی سے منہ میں پانی آنے لگا ہے۔ بے نا صاحب جی۔

علی: ہماری بریانی کا مزہ، بلچار کو کیا معلوم ہوگا، چھوڑو بھائی۔

آئینگر: نہیں صاحب جی، اگر رکھیوں کو لڑکی دی گئی تو کیا بکری فرقہ کے لوگ خاموش رہیں گے؟ بریانی کے اس اہم مسالے میں مرچی کا پوڈر ڈال دیں تو؟

علی: اللہ کی نظر میں سارے لوگ ایک ہیں۔ بکری چرانے والے کے ہاتھ کھجک، لڑکی کو آنکھ مارو تو آنکھیں پچک۔

آئینگر: سلطان کے آدرش، اصلاحات، دور اندیشی رواداری کو واقعی پسند کرتا ہوگا۔ لیکن حریص، عیاش اور سماج دشمن عناصر کو یہ بات پسند نہیں آئے گی۔

علی: کچھ بھی ہو، آپس میں اتفاق ہونا چاہیے سورج مغرب سے طلوع ہو ہماری دوستی امر رہے۔ ہم تم جیسے ہندو مسلم بھائی بھائی (دونوں ہاتھ ملاتے ہیں)

منظر۔5

(لال محل میں رقیہ بانو اور فوجی لباس میں ٹیپو سلطان)

رقیہ بانو: جنگ! جنگ! پھر جنگ! انسانی تہذیب کو جلانے والی انسانیت کا خاتمہ کرنے والی اس جنگ کا کوئی آخری سرا بھی ہے؟

ٹیپو سلطان: بڑی سے بڑی امیدیں رکھنے والے انسان جب تک زندہ ہیں اس وقت تک یہ جد وجہد جاری رہے گی۔

رُقیہ: مجاہدین مریں تو کیا، ان کے بیوی بچے روئیں پیٹیں تو کیا جنم دینے والی ماؤں کی کوکھ بانجھ ہو جائیں تو کیا، بھائی بہن، دوست رشتہ دار آنسو بہائیں تو کیا۔ معصوم عوام کا جنگی راکشس جتنا بھی خون پئیں ان کے خون کی پیاس نہیں بجھے گی۔ دشمنی کو ہوا دے کر ملک کو جلانے والی اس جنگ کے بارے میں سوچتے ہیں تو کبھی کبھار ہمیں بہت کوفت ہوتی ہے حضور!

ٹیپو: میدان جنگ میں دشمن کے چھیتھڑے اُڑانے والے جنگی باز، بہادر ٹیپو سلطان کی بیگم، رقیہ بانو جنگ کی مخالف ہیں؟

رقیہ: اس مخالفت میں بھی ہماری خود غرضی چھپی ہے میرے سرتاج! آپ ہمیشہ جنگ میں مصروف رہتے ہیں آپ کی خیر وعافیت تک ہم دریافت نہیں کر سکتے اور نہ ہی ہمیں خدمت کا موقع فراہم ہوتا ہے اور یہی ہماری فکر کا باعث ہے۔

ٹیپو: بڑے نواب کے بازؤں کی قوت سے یہ ریاست پروان چڑھی اور اس کی حفاظت کا حلف اٹھانے والے سلطان ہم ہیں۔ آپ کے آرام و آسائش میں اگر کوئی کمی بیشی واقع ہوئی ہے تو بتایئے ہم فوری طور پر اس کا انتظام کر دیں گے۔

رقیہ: ارضی جنت پر، عالی شان محل کے حرم میں آپ کی پیاری بیگم پریوں کی طرح بہت خوش ہے لیکن وہ تنہا ہے! اور اس کی خواہش ہے کہ آپ کے سکھ دکھ میں ساتھ رہے۔ آپ ہمیں ساتھ لے

چلیں۔ شیرنی کی طرح ہم آپ کے ساتھ رہیں گے۔

ٹیپو: ٹیپو کی دلیری ابھی اس حد تک نہیں پہنچی ہے کہ خواتین کی مدد لے۔ اس کے علاوہ میدان جنگ میں اپنے ساتھ بیویوں کو لے جانے والی رسم کو ہم نے منع کر دیا ہے۔ جنگ کے بارے میں آپ اتنا کیوں سوچتے ہیں بانو۔ اس خوبصورت پری جمال دریا دولت باغ کے خوبصورت باغیچوں میں غزالوں کی طرح چلا نگیں لگاتی دوڑتی پھرتی رہیں تو اور اچھا لگے گا۔ شیرنی بننے کی ضرورت نہیں۔

رقیہ: کبھی نہ کبھی یا ایک مرتبہ تو کبھی ہم میدان میں آ کے رہیں گے دیکھتے رہئے میرے سر تاج!

ٹیپو: ہم جہاں بھی رہتے ہیں وہاں ہمارے ساتھ آپ بھی رہتی ہیں۔

رقیہ: ہم آپ کے۔۔۔۔ساتھ رہتے ہیں؟

ٹیپو: ہاں! تخیلی مورت کی طرح آپ ہمارے ساتھ رہتی ہیں۔ آپ کی مسکراہٹ، معصوم باتیں، جب کبھی ہم میدان جنگ میں ہوتے ہیں آپ ہمیں ایک نیا جوش و خروش نیا حوصلہ اور ایک نئی طاقت بخشتی ہیں۔ مشکل مسائل نے جب بھی سر اٹھایا اس وقت روشنی بن کر ان کا حل بتایا کرتی ہیں۔ اس وقت ہم دشمن کے درمیان شیر کی طرح گھس کر ان کو ہلاک کرتے ہیں اور فتح حاصل کرتے ہیں۔

رقیہ: ہماری حوصلہ افزائی میں جب اتنی طاقت ہے تو ہماری خواہش کو حضور انعام میں عطا کریں۔

ٹیپو: جنگ بند ہو جانے کے بعد جب امن و امان قائم ہو گا تو آپ کی خواہش پوری کی جائے گی۔

رقیہ: اس خوشی کو حاصل کرنے کی خوش قسمتی کیا ہمیں حاصل ہو گی۔

ٹیپو: بانو اس میں نا امید ہونے والی کیا بات ہے۔ پندرہ برس کی عمر میں ہی ہمیں خوفناک جنگ کا منظر دیکھنے کو ملا، بدنور میں باقاعدہ جنگی تعلیم مکمل کرنے کے بعد سب سے پہلے کورگ کی سرحد بالم کے پالیگار پر جنگ کا موقع آیا۔

رقیہ: بڑے نواب نے جب سے انگریزوں کے خلاف اعلان جنگ کیا ہے تب سے اب تک یکے بعد دیگرے جنگیں ہوتی چلی آ رہی ہیں۔

ٹیپو: سچ ہماری بہادر فوجوں کا یہ دلیر کارنامہ، خون کی ندیاں، سپاہیوں کی چیخ و پکار درد اور موت کی بھیانک کراہ منظر۔ رن راکشش جب اپنی خونی زبان نکالے آگ اگلتے ہوئے ہر چیز کو جلا کر راکھ کر دیتا ہے۔ ایسے مناظر ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں۔ اسی لئے ہمارا دل کبھی کبھی سخت ہو جاتا ہے۔

رقیہ: حکومت کی باگ ڈور سنبھالنے کے بعد رحم دلی کے ساتھ ساتھ سنگدلی بھی چاہئے۔ سیاست میں دوست اور دشمن کی پہچان مشکل ہے۔ کھنڈے راؤ جیسا بڑے نواب کا پیارا دوست ہی نواب کو اپنے عہدہ سے بے دخل کر کے قلعہ کو اپنی تحویل میں لے کر دھوکہ سے آپ کو اور آپ کی والدہ، آپ کے بھائی بندوں کو قید کرنے کے بعد بھروسہ دوستی اور اعتماد کی کیا قیمت رہ جاتی ہے۔

ٹیپو: ایسے ہی دھوکہ دہی کی ایک اور مثال بھی ہے بانو۔ نواب کے انتقال کی خبر نے انگریزوں میں ایک نیا جوش و خروش پیدا کر دیا ہے۔ جنرل میتھیوس کی سپہ سالاری میں بحری راستہ کے ذریعہ ممبئی سے جنوب کی طرف فوج روانہ کی جا چکی ہے۔ ہمیں ابھی نا تجربہ کار لڑکا سمجھ کر میسور کو بڑی آسانی سے ہڑپ لینے کا خواب دیکھ رہے ہیں۔ ایک عام آدمی کو اعلیٰ درجہ تک پہنچانے والے والد صاحب تھے۔ آج وہ احسان فراموش بدنور کے شیخ ایاز نے انگریزوں سے مل کر قلعہ ان کے حوالے کر دیا ہے۔ اس قلعہ کو انگریزوں کے قبضہ سے چھڑانے اور اسے واپس حاصل کرنے کے لئے ہم بدنور پر حملہ کر رہے ہیں۔

رقیہ: (تخت پر رکھی ہوئی تلوار اٹھا کر دیتے ہوئے) قبول کیجئے بادشاہ عالی۔ تفرقہ ڈالنے والے پنڈت خود غرض، جنگ چاہنے والے، ناحق حملہ کرنے والے یہ تمام لوگ آپ کی اس تلوار کا ہار بنیں۔ گھٹنے ٹیک کر آپ سے رحم کی بھیک کے طالب ہوں۔ آپ کا یہ جنگی سفر کامیاب ہو۔ سارے جنگ میں بول بالا ہو۔ فتح و کامرانی آپ کے قدم چومیں۔ فاتح کی حیثیت سے واپس لوٹ آیئے۔

منظر۔6

(سری رنگا پٹن۔ مہارانی لکشم منی کا حرم۔ ترمل راؤ داخل ہوتا ہے)

مہارانی لکشم منی: میسور کا تخت ان کے خاندان والوں کو واپس حاصل کرنے کے لئے ہم نے جو بھی تدبیریں کیں وہ سب کی سب الٹی ہو گئیں ترمل راؤ۔

ترمل راؤ: حیدر علی کو شکست دینے کے لئے مدراس کے سابق گورنر لارڈ پگٹ کے ساتھ معاہدہ طے کر ہی رہے تھے کہ حیدر علی کا انتقال ہو گیا۔ پھر تنجاور دربار کے سابق ریذیڈنٹ جان سلیون کے ذریعے جو معاہدہ طے ہوا تھا وہ تو ویسا ہی رہ گیا ہے محترمہ۔

مہارانی: ہماری ریاست کی حفاظت کے لے جنگی اخراجات کے لئے ایک کروڑ ورہا (سکہ رائج الوقت) دینے کے لئے کیا ہم آمادہ نہیں تھے۔ کیا وہ تھوڑی یا چھوٹی موٹی رقم تھی؟ اب ریاست کی باگ ڈور ٹیپو کے ہاتھ چلی گئی ہے۔ انگریزوں کے لئے کیا وہ بھیانک خواب ہے؟ کیا وہ جنگ کر کے اسے جیت نہیں سکتے؟

ترمل: سلطان کی مملکت کا خاتمہ یقینی ہے اور اس کا دن بھی مقرر ہو چکا ہے۔ انتظامیہ کے اہم عہدہ داران چے شامیا، رنگیا، ترسنگارایہ، سنکیہ کے ساتھ ایک سازش طے کر کے آیا ہوں۔ حیدر علی کے انتقال کی خبر پاتے ہی محمد امین، بخشی شمس الدین وغیرہ نے یہ کوشش کی تھی کہ ٹیپو کے بھائی عبدالکریم کو تخت پر بٹھا دیا جائے۔ فرانچ افسر بانڈالائی نے اس راز کو فاش کر دیا۔ سازش کے جرم میں دیوان پورنیا نے انہیں قید کر دیا۔ اب یہ تمام لوگ ہمارے ساتھ آنے کے لئے تیار ہیں۔ جس دن ٹیپو سلطان پایہ تخت میں نہیں رہیں گے اسی دن بغاوت کا اعلان کرنا طے پایا ہے۔

مہارانی: کیا کھنڈے راؤ نے پہلے یہ کوشش نہیں کی جب حیدر علی نے شری رنگا پٹن پر اپنا قبضہ کر لیا تھا۔ دوستی کو بالائے طاق رکھ کر سازش کے جرم میں کھنڈے راؤ کو پنجرے میں قید کر کے اسے اسی پنجرے میں گھٹ گھٹ کر مرنے کے لئے نہیں چھوڑ دیا۔ یہ سیاسی بدلہ تھا اس لئے ہم کو مجبوراً گونگے

ناظرین کی طرح خاموش رہنا پڑا۔

ترمل: ہمارے ہی دلوائی کا میسور کے راجاؤں کے ساتھ کیا سلوک رہا آپ جانتے ہیں۔ دلوائی نج راج، دیو راجیا کے بعد کراچوری نج راجیا مطلق العنان بن بیٹھے۔ ان کی جابرانہ حکومت کے خاتمہ کے لئے کئی گوپال راجیرس کی ملازمت میں رہنے والے حیدر علی کی شناخت کر کے مہاراج نے انہیں ان کو ختم کرنے کے لئے استعمال کر لیا۔

مہارانی: ہاں! حیدر علی میں مہاراج کے لئے وفاداری، بہادری، شجاعت، دیانت، صداقت، ماہریت تھی۔ امید کے مطابق حیدر علی نے دلوائی کی طاقت کو توڑ دیا۔

ترمل: رفتہ رفتہ حیدر علی خود مضبوط ہونے لگا، طاقتور بن گیا اور آخر میں خود مختار حکمران!

مہارانی: اس وقت ریاست کی حالت بھی تو ویسے ہی تھی وزیر اعظم، انگریزوں کی اپنی مملکت کو پھیلانے کی پیاس ایک طرف بڑھ رہی تھی تو بہمنیوں کے وارث حیدر آباد کے نظام بھی میسور پر اپنا حق جتانے لگے تھے۔ چھتر پتی شیواجی نے اپنے بازوؤں کی طاقت سے جس مملکت کی تشکیل کی تھی پیشوا اس کے مالک بن بیٹھے۔ ایسے نازک اور ہنگامی حالات میں ہماری ریاست کو بچانے کی عظمت دلیر حیدر علی کو پہنچتی ہے ترمل راؤ۔

ترمل: میں یہ مانتا ہوں محترمہ کہ اس نے ساحلی علاقے فتح کئے۔ انگریزوں کو مدراس تک بھگا لے گیا۔ سینٹ جارج قلعہ کا محاصرہ کرنا حیدر علی کا بہت بڑا کارنامہ ہے۔ خود کی شخصیت کو بنانے سنوارنے اور ابھارنے والے جوانمرد کو اس کی اپنی جگہ اور عزت تو ملنی ہی چاہئے۔ کیا ان سب امور میں مہاراج کا کوئی حصہ نہیں۔

مہارانی: اس احسان کو اس نے ہمیشہ یاد رکھا۔ اس نے اپنے ماضی کو کبھی نہیں بھلایا۔ راجا کے خاندان کے بارے میں حیدر علی نے آخر تک وفاداری برقرار رکھی۔ دربار لگا کر مہاراج کو تخت پر بٹھا کر وہ یہ ثابت کرتا تھا کہ مہاراج ہم سب سے اعلیٰ ہیں۔ وجیہ دشمی کے دن جمبو سواری میں مہاراج کو سوار کر کے

آپ خود گھوڑے پر سوار ہو کر، راج محل کی گلیوں کے جلوس میں شامل ہوتا، صرف اتنا ہی نہیں ریاست کے تمام فرامین مہاراج کے نام سے نکالے جاتے تھے۔

ترمل: آخر میں "بلاڈھیا" "پرتھوی ولبھ" کی طرح ایک معمولی سپاہی حیدر علی، نواب حیدر علی بن گیا، ٹیپو سلطان تخت نشین ہو کر 'بادشاہ' بنا۔

مہارانی: ہم ابھی زندہ ہیں، یوراج ہمارے ساتھ ہیں۔ جب تک وہ میسور کے تخت پر تخت نشین نہ ہو جائیں ہم چین سے نہیں بیٹھیں گے۔

ترمل: ماحول ہمارے ساتھ ہے محترمہ، ٹیپو نے جب سے عہدہ سنبھالا ہے حیدر علی کے چہیتے بدنور کے گورنر شیخ ایاز کو تسلی نہیں ہے۔ ڈونالڈ نامی انگریز افسر کے ساتھ معاہدہ طے کر لیا ہے بے انتہا دولت والا قلعہ بدنور ہی نہیں اس کے اطراف و اکناف کے علاقے بھی انگریزوں کے حوالے کرنے والے فرامین سلطان کے نام جاری کر دئے گئے ہیں۔

مہارانی: ایسا ہے؟

ترمل: ہاں محترمہ، مدراس کے سپہ سالار اعظم جنرل اسٹیورات اپنی فوج کے ساتھ وانڈی واش کی طرف سے حملہ کریگا۔ ممبئی کا سپہ سالار اعظم جنرل میتھوس بدنور پر اپنا قبضہ کر لے گا۔ یہ طے ہو چکا ہے۔

مہارانی: لیکن اس کے باوجود ٹیپو کوئی معمولی انسان نہیں، وہ جنگی ماہر، سیاسی رہنما اور چالاک و نہایت ہوشمند انسان ہے۔

ترمل: ہم بھی عقل رکھتے ہیں محترمہ۔

مہارانی: سرزمین میسور کے سابق وزیر اعظم ترملا چاریہ کے آپ خاندانی وارث ہیں۔ میسور کے شاہی خاندان کی آپ روایتی خدمات انجام دیتے آ رہے ہیں۔ ایسے نا موافق حالات میں بھی ہم آپ سے ایمانداری اور قربانی کی آس لگائے رکھے ہیں۔

ترمل: آپ کے ہاتھوں سے نوالا کھا کر پلنے والا یہ جسم، ہمارا خاندان اور ہم سب سدا آپ کے خدمت گزار رہیں گے۔ ہر طرف جاسوسی کا جال پھیلا ہوا ہے۔ مالکن اب مجھے اجازت دیجئے۔

مہارانی: چلئے، شری چامنڈیشوری اور شری رنگناتھ آپ کی حفاظت کرے۔ ٹھہرئے، فوج کے مارچ کی یہ آواز کیسی؟

ترمل: شاید ٹیپو بدنور پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہا ہو۔ بدنور میں بھیانک جنگ ہو گی۔ شاید ٹیپو کے لئے وہی آخری جنگ ہو گی۔

منظر۔ 7

(ٹیپو سلطان نے قلعہ بدنور کا محاصرہ کر رکھا ہے۔ توپوں کی جنگ، گھوڑوں کی ہنہناہٹ اور سپاہیوں کا شور و غل سنائی دے رہا ہے)

ٹیپو سلطان: جنرل میتھیوس، ریاست میسور کا یہ نامور قلعہ بدنور ہے۔ اس قلعہ پر ہمارے والد صاحب نے تقریباً بیس سال تک حکومت کی ہے۔ شیخ ایاز کی سازش سے تم نے قلعہ پر ناجائز قبضہ کر رکھا ہے۔ ہماری فوجوں نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا ہے۔ تم نے جنگ ہار دی ہے۔ فوراً ہتھیار ڈال دو ورنہ تمہاری ساری فوج کو اندرون قلعہ زندہ در گور کر دیا جائے گا۔ فوری طور پر تمہارا جواب نہ آیا تو تمہاری ہی توپوں سے تمہارے اوپر آگ برسنا شروع ہو جائے گی۔ ہم فوری حکم دینے والے ہیں۔

جنرل میتھیوس: امن، امن، امن۔۔۔۔۔۔ بہادر ٹیپو، میں ہتیار ڈال رہا ہوں۔ آپ کی پناہ میں آرہا ہوں، میں قلعہ آپ کے حوالے کر رہا ہوں۔ لیکن ایک شرط ہے۔ کیا آپ ہماری فوج کو باہر نکلنے کی اجازت دیں گے۔

ٹیپو: ٹھیک ہے۔ تمہاری فوج کو باہر نکلنے کی اجازت ہے۔ قلعہ سے باہر آجاؤ لیکن شرط یہ ہے کہ قلعہ میں جو بے انتہا دولت ہے اس کو ہاتھ نہ لگائیں۔

جنرل میتھوس: مجھے منظور ہے۔

ٹیپو: وعدہ کے مطابق، وعدہ وفا کرو، اگر وعدہ خلافی کروگے تو مشکل میں پھنس جاؤ گے۔ سردار و قلعہ کے صدر دروازے پر فوج کو تیار رکھو اور انگریزوں سے ہتھیار لے لو۔

میتھوس: سپاہیو قلعہ سے باہر نکل آؤ۔ تمہارے ہتھیار سلطانی فوج کے حوالے کر دو اور روانہ ہونے کے لئے تیار ہو جاؤ، خزانہ کے بارے میں جیسا میں نے کہا ہے ویسا کرو۔

ٹیپو: سردار غوث خان، معاہدہ کے مطابق کارروائی کی جائے۔

میتھوس: ہمارے پاس بہت سی توپیں موجود ہیں۔ اندرون قلعہ ہر طرف تباہی مچی ہوئی

ہے۔ جنگ میں کام آنے والے سپاہیوں کی لاشیں ویسی ہی بکھری پڑی ہیں تقریباً دو سو زخمی سپاہی دھوپ میں پڑے ہیں۔ نہ ان کے لئے سایہ ہے نہ دوا، نہ کھانا ہے نہ پانی، سلطان ان چیزوں کو فراہم کریں۔

ٹیپو: ہتھیار ڈالنے کے بعد تم ہمارے دشمن نہیں ہمارے مہمان ہو، مہمان کے لئے جو مہمان نوازی ہونی چاہئے وہی سلوک آپ کے ساتھ کیا جائے گا۔ یہ ہندوستانی تہذیب کی روایت ہے۔

میتھوس: ہم نے ہندوستان کے دوسرے شہزادوں کے بارے میں بھی سنا ہے لیکن ان میں اور آپ میں کافی فرق ہے۔ آپ رحم دل بھی ہیں۔ تہذیب و تمدن کی مورت ہیں۔

غازی خان: (داخل ہوتے ہیں) سلطان انگریزی فوج قلعہ سے باہر نکل کر اپنے ہتھیار جمع کر رہی ہے۔

ٹیپو: بہت خوشی ہوئی۔

غازی خان: لیکن سلطان قلعہ کا سرکاری خزانہ خالی ہو چکا ہے۔ شیخ ایاز ممبئی بھاگ چکا ہے۔

ٹیپو: کیا؟!

غازی خان: جنرل میتھیوس نے اپنے فوجیوں کو خزانہ لوٹنے کی اجازت دیدی ہے۔ سپاہیوں کی تلاشی پر ان کے گلوں میں سونے کی زنجیریں، روٹیوں کے درمیان ہیرے جواہرات چھپا رکھے ہیں۔ بکریوں کو اشرفیاں کھلا رکھی ہیں۔ باز اور کتوں کے گلوں میں ہیروں کی پیٹیاں ڈال رکھی ہیں۔ بڑے نواب نے جو رقم مقامی خرچ کے لئے دے رکھی تھی وہ ممبئی کے انگریزی کیمپ کو روانہ کر دی گئی ہے۔

ٹیپو: یہ تو سراسر دھوکہ ہے۔ ہمارے سردار کی روداد پر آپ کیا وضاحت دیں گے؟ جواب دو، اگر آپ نے خاموشی اختیار کی تو اقبالِ جرم سمجھا جائے گا۔ قلعہ کے سرکاری خزانے کو لوٹنے کا حکم آپ نے دیا تھا۔ کیا یہ سچ ہے؟

میتھیوس: مجھے معاف کریں سلطان!

ٹیپو: ہماری تنبیہ کی آپ نے کوئی پرواہ نہیں کی۔ یہ تو معاہدہ کی کھلی خلاف ورزی ہے۔ معاہدہ آپ

نے توڑا ہے تمہارے فوجیوں نے چوری کی ہے، چوروں کا وطیرہ اختیار کیا ہے۔ تم تجارتی عقل کے مالک ہو، تمہارے ساتھ شریفانہ برتاؤ نہیں کیا جا سکتا۔

میتھیوس: رحمدل سلطان، ہمیں معاف کر دیجیے۔

ٹیپو: نہیں تم قابل رحم نہیں ہو، تمہاری قوم کے ساتھ ہماری کوئی دشمنی نہیں، لیکن تم جیسے معصوم چہرہ افسران کے طور طریقوں کو ہم برداشت نہیں کر سکتے۔ جب تک ہم زندہ ہیں سرزمین میسور پر تمہارا کوئی خبیث کھیل چلنے نہیں دیں گے۔ سردارو جنرل میتھیوس سمیت تمام انگریز سپاہیوں کو جنگی قیدی بنا کر سری رنگا پٹن کے قید خانے میں بند کر دو۔

منظر۔8

(سنگم، علی میاں اور راج آئینگر آپس میں بات چیت کر رہے ہیں)

علی میاں: اللہ کی قسم میں سچ کہہ رہا ہوں بھائی، انگریز اوپر سے جتنے گورے ہیں اندر سے اتنے ہی کچے ہیں۔

آئینگر: کچے نہیں، کالے

علی میاں: ہاں، وہی

آئینگر: علی میاں تم اپنی زبان میں ہی بات کرو میں سمجھ جاؤں گا۔

علی میاں: نہیں اس سرزمین میں پیدا ہو کر یہاں کی غذا کھا کر کاویری کا پانی پی کر کنڑا کے لوگوں سے کنڑا میں بات کرنا ٹھیک ہے۔ اس کو کہتے ہیں ایمانداری یا نیت

آئینگر: تمہاری باتوں میں کنڑا کے الفاظ کہاں ہیں یہ تلاش کرنے کے لئے مجھے عینک لگانی پڑے گی۔

علی میاں: دیکھ بھائی مل جائیں گے۔ وہ ٹھیک ہے ہم سب ہندوستان چمن کے ایک ہی پنچھی ہیں۔ پھر مراہٹہ، پیشوا، نظام، خداداد سلطنت آپس میں کیوں لڑ رہے ہیں۔

آئینگر: یہ سیاست ہے علی میاں۔

علی: نرگند کے دیسائی نذرانہ دینا بند کر کے میسور کے خلاف پیشوا کے ساتھ مل کر بغاوت کرنے پر ہی سلطان کو اُدھ کرنا پڑا۔

آئینگر: اُدھ!۔۔ شری ہری اُدھ نہیں یدھ (یعنی جنگ)

علی: ہاں، وہی

آئینگر: ٹھیک ہے، تکوجی ہولکر، ہری پنت، نظام کی متحدہ فوجوں کے خلاف سلطان نے جدوجہد کی، نظام نے قلعہ ادھونی پر قبضہ کر کے ساونور، بنکاپور، تگیری پر فتح حاصل کی۔ بہادر خاں کا زوال، گجیندر گڈھ کے معاہدہ کی سازش، بابا صاحب کا رہا ہونا، ان سب کو کون بھلا سکتا ہے۔

علی: قلعہ ادھونی میں نظام کی شہزادی کے ساتھ اور بھی بہت سی خوبصورت عورتیں بھی تھیں بھائی۔

آئینگر: علی، ٹیپو سلطان نامحرم خواتین کے بھائی ہیں۔ بڑے نواب کے زمانے میں قید ہوئی بالم کی رانی کا ہاتھ چھونے کی غلطی پر فوجدار محمد خاں کو گولی مار دی تھی۔

علی: دوبارہ لڑائی ہوئی تو ہم ضرور جائیں گے۔

آئینگر: کیالاشوں کی گنتی کرنے کے لئے۔

علی: نہیں، سندریوں کو دیکھنے کے لئے۔

آئینگر: سکی رانی معلوم ہے؟

علی :بد چلن زنانہ کو۔

آئینگر: ٹیپو ڈراپ۔

علی :دیش کے غداروں کو۔

آئینگر: گرم سرخ سلاخیں

علی: اماں گے! دوسروں کے زنامہ کو دیکھنے والوں کو، میں نہیں جاؤں گا۔ اگر جاؤں گا بھی تو سندریوں کو نہیں دیکھوں گا۔ پرائی عورت میری ماں کے سمان ہے۔

آئینگر: ہاہاہاہا۔۔۔وہی میر صادق کیسا آدمی ہے؟

علی: وہ تو پکا مطلبی ہے دوست۔

آئینگر: میر جعفر، میر قاسم نے بنگال کے نواب سراج الدولہ کی ناؤ ڈبوئی۔ اب نظام کا میر عالم انگریزوں کے ساتھ مل گیا ہے۔ میسور کو یہ میر صادق کیا کریگا؟

علی: پورنیا چاچا کے سامنے وہ اپنی دم نہیں کھولے گا، چھوڑو نہ بھائی۔

آئینگر: ٹیپو سلطان کے سر پر کیا گھستا ہے؟ اس ایماندار برہمن کے سر پہ کیا مصیبت لا کر رکھے گا، کون

جانے

علی :اب تم کہاں جا رہے ہو؟

آئینگر: چامنڈی کے درشن کے لئے۔

علی: اَیناتی آئینگری! کیا وہ سندر لڑکی ہے؟

آئینگر: بے وقوف! تیری زبان کھینچ کر داڑھی سے باندھ دوں گا، وہ ماں دیوی ہے۔

علی: تمہاری دیوی اماں ہے، جب تو وہ اماں کے سمان ہے بھائی، ایک چھوٹا سا آتومان؟

آئینگر :ہنمان، بندر کا بچہ؟

علی: نہیں شک؟

آئینگر: آتومان! ماں کے درشن کو جا رہا ہوں، تو نے کیا شک کیا؟

علی: توبہ توبہ

آئینگر: اب جا پھر آنا، میرے پیچھے پیچھے آئے گا تو دیکھ سلطانی فوج منگلور کوچ کر رہی ہے۔ میں کچھ ایسا چکر چلاؤں گا کہ وہ تجھے اٹھا کر لے جائیں۔ زنانہ کو دیکھنے کے لئے۔

علی: توبہ توبہ

(آئینگر ہنستا ہوا چلا جاتا ہے۔ علی اس کے پیچھے پیچھے چلتا ہے)

منظر۔9

(ٹیپو سلطان کی فوجوں کا محاصرۂ منگلور)

ٹیپو سلطان: بہادر سردارو! میسور کی سرحد کی حفاظت کے نقطۂ نظر سے منگلور کا قلعہ حاصل کرنا از حد ضروری ہے۔ قلعہ کا محاصرہ اور زیادہ سخت کر دو، ہمارے ہتھیار بند سپاہیوں کو ہمیشہ ہوشیار رہنے کی ہدایت دو، بلوں میں چوہوں کی طرح چھپے انگریز سپاہی اگر باہر آنے کی کوشش کریں تو انہیں گولیوں سے چھلنی کر دو۔

(پورنیا داخل ہوتا ہے)

پورنیا: سلطان، اندرون قلعہ نت نئی بیماریوں کے باعث انگریز سپاہی تڑپ رہے ہیں۔ خود انگریزی فوج کا کمانڈر کیاسپ بیل کافی بیمار ہے۔ پے در پے شکست سے دوچار ہونے والی کمپنی کو موت، اس کا ورد اور آخر میں فنا۔ اس سے بچنے کے لئے ان کے پاس معاہدہ کے سوا کوئی اور چارہ نہیں۔

ٹیپو: وہ قلعہ ہمارے حوالے کر دیں تو پھر معاہدہ پر غور کیا جا سکتا ہے۔

پورنیا: بنگال کا گورنر جنرل وارن ہیسٹنگز اور مدراس کا گورنر جنرل میکارٹنی ان دونوں کا اڑیل پن ہی باعث تاخیر بنا ہے۔

ٹیپو: ان باتوں کا بنیادی سبب ہمارا قلعہ دار غدار قاسم علی ہے جس نے اس قلعہ کو لیفٹیننٹ کرنل کیاسپ بیل کے حوالے کروا۔

پورنیا: اس قلعہ کو انگریزوں نے اسے بطور جاگیر عطا کرنے کا وعدہ کیا ہے اور اس کا لالچ دیا ہے۔

ٹیپو: اس غدار کو قید کر کے منگلور میں سولی دیدی گئی اس وقت انگریزوں کی بہادری کہاں غائب ہو گئی تھی۔

پورنیا: قلعہ پر قبضہ ہو جانے کے بعد قاسم علی زندہ رہے یا مرے اس سے انہیں کیا مطلب، کام ہونے تک اگر ضرورت پڑے تو سورج اور چاند کو بھی بیچ میں لا کر وعدہ کرنے والے انگریز لومڑی کی

عقل رکھتے ہیں۔

ٹیپو: ہمارے ساحل سمندر کی حفاظت کی ذمہ داری کے حامل محمد علی؟ غدار قاسم علی کی باتوں میں کیسے آ گئے پتہ نہیں چل رہا۔

پورنیا: قاسم علی نے انگریزوں کی دوستی، جاگیر اور دولت کے لئے اپنے ضمیر کو بیچ دیا۔

(غازی خاں داخل ہوتے ہیں)

غازی خاں: بجلی کی سی سرعت کے ساتھ قلعہ میں داخل ہو کر ان دونوں کو اگر میں نے قید نہ کر لیا ہوتا تو ہماری ساری فوجی کارروائی کا راز انگریزوں پر کھل جاتا۔ بہادر، ایماندار محمد علی نے اپنا ایمان نہ بدلا ہوتا اس نے اپنا ایمان کیسے بدل دیا یہ تو بہت ہی تعجب کی بات ہے۔ غداری کرنے والوں کو آپ نے معافی دیدی سلطان! اس سے ہم ناخوش ہیں۔

ٹیپو: بڑے نواب کے ساتھ ان کی گہری دوستی، گزشتہ قومی خدمات وغیرہ یاد آئے اور انہیں قتل کا حکم دینے کے لئے میرے ضمیر نے گوارا نہ کیا غازی خاں صاحب، انہیں نے اپنی غلطیوں کے اعتراف میں پچھتانا پڑا اور انہوں نے خودکشی کر لی۔

غازی خاں: قلعہ کا محافظ افسر سید محمد انگریزوں کے ساتھ مل کر میسور کے سینکڑوں سپاہیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ آپ نے اسے سزا نہیں دی۔ لائق سزا اور ہستیوں کو معافی دیدی جائے تو کیا دھوکہ بازوں کی تعداد میں روز بہ روز اضافہ نہیں ہو تا جائے گا۔ ریاست کے استحکام کے نظریہ سے کیا یہ اقدامات ٹھیک ہیں پورنیا۔

پورنیا: ہاں! ایک مرتبہ جنہوں نے دھوکہ دیا، غداری کی، اس کا کیا بھروسہ ہے کہ وہ پھر غداری نہیں کریں گے؟

ٹیپو: ایک مرتبہ جس نے غلطی کی کیا وہ ہمیشہ غلطیوں کو دہراتا رہے گا۔ اس فلسفہ کے علاوہ ذہنی تبدیلی کے لئے ایک اور موقع فراہم کیجئے۔ جدوجہد آزادی کی جنگ عظیم میں وہ بھی برابر کے شریک

کار رہیں یہی ہم چاہتے ہیں۔ بادشاہ وقت کو سزائے موت دینے کا اختیار تو ہے لیکن معافی دینے میں ہمیں بے انتہا خوشی اور طمانیت حاصل ہوتی ہے۔

پورنیا: بادشاہ! لیفٹننٹ جان کیامپ بیل معاہدہ کی امید لئے آپ سے ملاقات کا منتظر ہے، وقت ہو رہا ہے۔

ٹیپو: مدراس کے گورنر لارڈ میکارٹنی کی خواہش کے مطابق ہم امن معاہدے کے لئے تیار ہیں لیکن شرائط معاہدہ پر انگریز افسران ابھی تک کوئی قطعی فیصلہ کیوں نہیں کر پا رہے ہیں؟

پورنیا: یہ خبر بھی سننے میں آئی ہے کہ گورنر جنرل وارن ہیسٹنگز کو میسور کے سلطان کے سامنے سر جھکانے میں کمپنی سرکار نہایت شرم محسوس کر رہی ہے اس کے لئے یہ نہایت ہی شرمناک اقدام ہے اور اس کا وہ احتجاج کر رہے ہیں۔

ٹیپو: ہم فاتح اور وہ مفتوح ہیں اور مفتوح کو ہمارے سامنے سر جھکانا ہی پڑے گا۔ میسوری فوجوں کے ہتھیاروں سے گھائل ہو کر لڑکھڑانے والا مدراس کا گورنر لارڈ میکارٹنی کو کرنل کیامپ بیل کے محافظ دستہ کی حالت کیا معلوم ہو سکتی ہے؟

(توپوں کے چلنے کی آواز سنائی دیتی ہے)

پورنیا: میرے بادشاہ کرنل کیامپ بیل کے ذریعہ ان کی سرکاری وضاحت معلوم کر لیں گے۔

ٹیپو: معاہدہ کی پیشکش ہم نے نہیں کی تھی، کوششیں ناکام ہوئیں تو مٹی چاٹنے والے وہی لوگ ہوں گے، ہم نہیں۔

پورنیا: آپ کا فیصلہ بالکل صحیح ہے بادشاہ، انگریزوں اور فرانسیسیوں کے درمیان طے پائے گئے معاہدے کے تحت آپ کے ساتھ رہنے والی فرانسیسی فوج کا سپہ سالار کاسگنی نے اپنی کمک واپس لے لی ہے۔ بتی معاہدہ طے کرانے کے لئے تیسرا فریق بن کر نکل چکا ہے۔

ٹیپو: یہاں پر مقیم فرانسیسی کمک پر ہم بھروسہ نہیں کر سکتے۔ اس لئے ہماری تجویز ہے کہ اپنی

طاقت کو بڑھایا جائے۔

(کرنل کیامپ بیل داخل ہوتا ہے)

آئے بہادر کرنل کیامپ بیل۔ آپ کی جدوجہد ہمیں پسند آئی۔ آپ کے محافظی دستے کے فرائض اور ایمانداری کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔

کیامپ بیل: I salute your highness, you are a unique human sole, A great Sultan and commander

ٹیپو: کرنل تمہارے معاہدے کے مہرے شرینواس راؤ اور اپا راؤ مدراس کے کمپنی عہدہ داروں سے ہوئی بات چیت ناکام ہو چکی ہے۔ شاید آپ کو اس کا علم ہو گا۔

کیامپ بیل: ہاں پتہ ہے۔ ایک مقامی طاقت نے کمپنی کے ہزاروں سپاہیوں اور کمانڈر کو جنگی قیدی بنا لیا اور ایسا واقعہ شاید ہندوستان کی تاریخ میں نہیں ملے گا۔ برائٹ وہائٹ، بیرڈ وغیرہ کمانڈر آپ کے جنگی قیدی بنے ہوئے ہیں۔

پورنیا: تمہارے سفیر کی حالت کے بارے میں من گھڑت کہانیاں کہی جا رہی ہیں، وہ جھوٹ ہے۔ سلطان نے انہیں بڑے آرام سے رکھا ہے۔

کیامپ بیل: I am confident about it ہماری مہربان کمپنی سرکار War prisioners کو رہا کرنے کی درخواست کرتی ہے۔

ٹیپو: معاہدہ کی شرائط دونوں فریقین میں جب تک طے نہیں ہو جاتیں، اس سے قبل جنگی قیدیوں کی رہائی ناممکن ہے۔

(کرنال کیامپ بیل دور غور سے دیکھ رہا ہے)

پورنیا: پہاڑ پر دکھائی دینے والا سولی کا ستون غداروں کو سزا دینے کے لئے ہے تمہیں خوفزدہ کرنے کے لئے نہیں بنایا گیا ہے۔ آپ کو خوفزدہ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔

کیامپ بیل: تو، تو مسٹر پورنیا، ہمیں پتہ ہے کہ کمپنی سرکار اور مرہٹوں کے درمیان سال بھی ٹریٹی کے مطابق۔

ٹیپو: ہم اس معاہدہ کو نہیں مانتے۔ اس معاہدے کے ہم فریق نہیں ہیں۔

کیامپ بیل: چھوڑے کو نائم، چرکل اور کورگ کے راجاؤں کو بحال کیا جائے۔

ٹیپو: یہ ہمارے اندرونی معاملات ہیں۔ آپ اس میں مداخلت نہیں کرسکتے۔

کیامپ بیل: میسور میں ہم کمرشیل پریویلج (Commercial Privilage) چاہتے ہیں۔

ٹیپو: ہماری مملکت میں کمپنی کی معاشی حکومت کی تاسیس کی صلاح کو ہم رد کرتے ہیں۔

کیامپ بیل: At least permit British resident at Srirangapatan with two companies of Sepoys

ٹیپو: کیا ہماری سیاسی آزادی آپ کو چیلنج ہے؟ ایسا کہنے کی جرأت کیسے کی؟ حد سے زیادہ شرائط کی پابندی کے لئے ہم شکست کھاکر تمہاری پناہ میں نہیں آئے ہیں۔ اس فاتح سلطان کے شرائط کو کمپنی سرکار نے اگر قبول کرلیا تو معاہدہ ہوگا ورنہ پھر سے جنگ کا بگل بجے گا اور بھیانک نتائج کے لئے تیار ہونا پڑے گا۔

کیامپ بیل: بادشاہ شانت ہوجائیں۔ ہمارے کمشنر نے جو ڈرافٹ تیار کیا تھا ان کے اہم آرٹیکلوں کا خلاصہ میں نے پیش کیا۔ میں آپ کے تمام شرائط کو مانتا ہوں لیکن امن قائم ہونے کے بعد بھی معاہدہ طے ہوکر اس میں مطابقت بھی ہونی چاہئے۔ ہمارے قبضے کے تمام علاقے آپ کے حوالے کردیں گے۔ آپ نے ہم سے جو علاقے فتح کئے ہیں وہ بھی ہم آپ کے حوالے کردیں گے۔ ہم اپنے دشمنوں کو راست طور پر یا کسی اور طریقے سے کوئی مدد نہیں کریں گے۔ ہم ایسا ہی کریں گے۔

پورنیا: اور زیادہ تباہی کو روکنے کے لئے اس بارے میں کھلے دل سے نظر ثانی کی جاسکتی ہے۔

ٹیپو: پورنیا جی، آپ اگر اسے ٹھیک مانتے ہیں تو اس کے لئے ہماری اجازت ہے، معاہدہ طے

ہوجائے۔ معاہدہ میں حصہ لینے والے افسروں کو قیمتی تحفے دے کر باعزت روانہ کئے جانے کے احکامات جاری کئے جائیں۔

Camp Bell: I am glad your highness. This peace treaty is humiliating for us. But it is a great political and diplomatic triumph to you. You have successfully resisted all our attempt to interfere in the internal affairs of an Independent soveriegn kingdom. This treaty will be a new era of friendship between England and Mysore.

Sultan you have emerged as a strong monarch of a powerful and independent southern kingdom. I salute you once again to your Majesty Tipu Sultan!! The Tiger of Mysore

ٹیپو سلطان: (اس کا جواب دیتے ہیں)

منظر۔10

(مہارانی لکشم منی کا حرم)

ترمل راؤ: محترمہ منگلور کی جنگ میں انگریزوں کو نہایت شرمناک شکست ہوئی، ٹیپو فتح یاب ہوا!

مہارانی: کیا یہ سچ ہے؟

ترمل: سچ محترمہ منگلور کے معاہدہ کے مطابق میں نے ترچناپلی کے کرور میں فخر کے ساتھ میسور کا جھنڈا لہرایا تھا وہ نیچے اتار دیا گیا کرور اب سلطان کے علاقہ میں شامل ہو گیا۔

مہارانی: کیوں۔۔۔۔ زمانہ ہماری قسمت کا ساتھ نہیں دے رہا ہے۔ وزیر اعظم! انچے شامیا کی کیا حالت ہوئی؟ اس محب وطن پر سازش کا الزام لگا کر ہاتھی کے پاؤں سے باندھ کر گلی کوچوں میں کھینچ کر مروادیا گیا۔

ترمل: اتنی سخت سزائیں کیوں دی جا رہی ہیں کیا آپ کو پتہ ہے؟ ہمارے طرفداروں میں خوف وہراس پیدا کرنے کے لئے۔ مخالفوں کو متنبہ کرنے کے لئے محترمہ! لیکن یہ سبھی چیزیں سلطان کے لئے الٹی ثابت ہوں گی۔ جدوجہد کرنے والوں کا دل نڈر اور مظبوط ہوگا۔ سلطان سے بدلہ کی آگ، غصہ اور نفرت زیادہ ہوگی۔

مہارانی: اب جو کمپنی سرکار کے افسران ہیں ناکارہ ہیں۔ دوسرے افسران کے آنے تک کا ہمیں انتظار کریں اتنا صبر ہم میں نہیں ہے۔ انہیں بھگانے کا کوئی بہانہ تلاش کیجئے۔

ترمل: شیر میسور کی تصاویر جس میں کمپنی کے سپاہیوں کو پچھاڑ کر ان کو کاٹ کر خون پی رہا ہے ان کو میں نے چاپان کے کھلونوں کے ذریعہ رنگ کر انگریزوں کو سلطان کے خلاف بھڑکایا ہے۔

مہارانی: توہی بیکل ٹیپو خاموش نہیں رہے گا اس نے اپنی طاقت کا مظاہرہ کیا ہے اور لوگ اس کا لوہا مانتے ہیں۔ آپ یوں کیجئے کہ شیش گری راؤ کے ذریعے کرشنا راؤ کو ہمارے پاس لانے کی کوشش کیجئے۔

ترمل: جو حکم مہارانی۔

مہارانی: نرگند پر حملہ کرو۔ بابا صاحب کو قید کرنے کے بعد پیشوا اور ٹیپو کے درمیان دشمنی بڑھ چکی ہے۔ یہ اچھا موقع ہے۔ ان کی کمک حاصل کرنے کے لئے تنجاور کے مراہٹہ سردار کے ذریعہ کوشش کرو۔

ترمل: کوشش کروں گا مہارانی۔

مہارانی: چک دیوراج وڈیر دیو حمنی وغیرہ ہمارے پرکھوں نے جو سلطنت قائم کی تھی آج وہ دوسروں کے ہاتھوں میں ہے۔ اس سلطنت کو دوبارہ ہمارے خاندان والوں کو واپس دلانے کی ذمہ داری ہمارے کندھوں پر ہے۔ ہمارے آباؤ اجداد ہی ہمارے دلوں کو طاقت سے بھر دیں گے۔

ترمل: ہمارے خواب ضرور شرمندۂ تعبیر ہوں گے۔ آپ کی دیکشا اور تپس آج نہیں تو کل ضرور کامیاب ہوگی محترمہ! اور۔۔۔۔۔۔

مہارانی: کیا ہے وزیر اعظم کہیئے۔

ترمل: آپ اور بچہ خیریت سے تو ہیں؟

مہارانی: شاہی خاندان کو ستانے کی عادت ٹیپو میں نہیں ہے وہ ایسا شخص نہیں ہے۔

ترمل: ٹیپو کے انتظامیہ میں پرانے شاہی خاندان کے چاہنے والے ہیں اور عوام میں بھی شاہی خاندان کے پرستار موجود ہیں۔ اسی لئے ٹیپو انہیں نا مطمئن کرنے کی غلطی کبھی نہیں کریں گے۔

مہارانی: اس کا اہم سبب شاید کچھ اور ہوگا وزیر اعظم۔

ترمل: اسباب کچھ بھی ہوں لیکن ہمارے لئے آپ کی خیر خیریت اہم ہے۔

مہارانی: وہ جو کچھ بھی ہو آپ ہوشیار ہیں۔ اپنے جاسوسوں کے ذریعے اپنا کام جاری رکھیں انتہائی رازدارانہ اور ہنگامی حالات میں آپ یہاں آسکتے ہیں۔

ترمل: محترمہ کے ہدایات پر عمل کیا جائے گا۔

مہارانی: اب آپ چور دروازے سے نکل جائے اور آپ کے حفاظتی اقدامات اور خیریت سے مطلع کراتے رہیے۔

(ترمل رایا شکریہ ادا کر کے نکل جاتا ہے)

منظر-11

(مدراس کے انگریز گورنر ولیم میڈوز کا بنگلہ، انڈیا کے گورنر جنرل لارڈ کارنوالس کا استقبال)

Lord Cornawallis: "Tipu... Tipu - Tipu - Tipu the Tiger! Tipu the mighty Tipu the freedom fighter! Tipu the protector of human rights, the Governor General of India Lord Cornawallis would like to know what is Tipu? and What not.....?"

Tipu is a formidable enemy to the British Empire in India. No doubt Tipu has won many wars against us. And also cripples us to sue humiliating peace treaty. No doubt he is a great warrior. I have also heard enough about his chivalry, sense of humour and courage in the battle field. His kindness towards war prisoners and the wounded soldiers, his incredible love for truth, faith and justice. Whatever it may be, I have come from England to India not to praise Tipu, but to fight and finish him. I will wipe out the shame agony and humiliation faced by me at the York Town of America, in India.

Soldier: Sir. Tirumalaraya of Mysore has come....

Cornawallis: Allow him inside...

(ترمل رایا داخل ہوتا ہے)

ترمل رایا: بڑے مہاراج کو، گورنر جنرل صاحب کو نمسکار۔

کارنوالس: آیئے، آیئے میسور کی مہارانی کے دیرینہ خواب پورا ہونے کا وقت آچکا ہے۔

ترمل: شری رنگا! کتنے برس بعد یہ میٹھی باتیں میرے کانوں نے سنیں۔ آپ نے جنگ کی جو مکمل تیاریاں کرلی ہیں اس کی خبر سارے میسور میں پھیل چکی ہیں۔ عوام اپنا بندوبست کررہے ہیں۔ ہر طرف ہتھیار بند فوج ہی فوج دکھائی دے رہی ہے۔

کارنوالس: میسور کے سپاہیوں سے تعداد میں زیادہ ہمارے پاس اب بڑی جنگ کی تربیت یافتہ فوج موجود ہے۔ گولہ بارود کا بہت بڑا خزانہ ہمارے پاس موجود ہے۔

ترمل رایا: آپ کے پاس کچھ بھی ہو، لیکن آپ تن تنہا ٹیپو سے جنگ نہیں جیت سکتے۔

کارنوالس: کیا بک رہے ہو!

ترمل: سچ کہہ رہا ہوں، راست جنگوں میں اس سے قبل کیا ٹیپو نے تمہاری ناکیں کاٹیں نہیں؟ کیا تم نے سبق نہیں سیکھا، اب سلطان کافی طاقتور اور قوی ہیکل بن چکا ہے۔ قیامت ہے قیامت! جلد بازی میں آپ اپنے ہاتھ مت جلایئے۔ میسور کی دوسری جنگ میں انگریزوں نے جو ذلت وخواری اٹھائی اب اپنی عزت آبرو اور ساکھ قائم رکھنی ہو تو۔۔۔۔۔

کارنوالس: تو ہمیں کیا کرنا ہوگا۔

ترمل: مملکت میسور کے اطراف واکناف کی تمام چھوٹی بڑی طاقتور ریاستوں کو اپنے ساتھ شامل کرلیجئے۔ ان سے معاہدے کروائیے۔ ایک طاقتور متحدہ فوج بیک وقت چاروں طرف سے حملہ آور ہو، اندر ٹیپو کی کمر توڑنے والے موجود ہیں باہر سے آپ اس گردن پر پُر زور حملہ کریں اسی وقت ٹیپو ٹوٹے گا۔

کارنوالس: ویری گڈ، ویری گڈ، مسٹر ترمل رایا، آپ تو کافی عقلمند اور چتر ہیں تمہارے خیال کے مطابق میں نے ایک بڑا منصوبہ تیار کرلیا ہے، مراہٹہ سردار بھونسلے، سندھیا اور ہولکر سے رابطہ قائم کررکھا ہے۔

ترمل: یہ تینوں مراہٹہ سردار آپ کی عقلمندی اور مستقبل کو اچھی طرح جانتے ہیں ان سے مدد کی

امید کم ہے۔ صرف نانا صاحب، ساکت وجامد پالیسی کو پسند نہیں کرتا۔ نواب حیدر علی کے زمانے میں ان سے جو علاقے چھین لئے گئے تھے وہ اپنے علاقے حاصل کرنے کے لئے شاید اس موقع سے فائدہ اٹھائے نظام تو آپ کے دولتمند دوست ہیں۔ ہر کس وناکس کی جائید اد مل رہی ہے تو انکار کرنے والے تو وہ نہیں۔ ان کو ہمیشہ مرہٹوں سے خوف تو لگا رہتا ہے۔ آپ کی مدد تو چاہئے ہی، ہم چاہتے ہیں کہ یہ دونوں ٹیپو کے ساتھ کہیں مل نہ جائیں۔

کارنوالس: ہمارے معاہدے کو منوا کر ان پر دستخط لینے کی کوشش جاری ہے۔

ترمل: تب تو سب ختم ہوگیا۔

کارنوالس: میں ملابار بی بی، کورگ کے راجا، ملبار کے نائر، کوچین کے راجا اور مراہٹوں کے ساتھ معاہدہ کروں گا۔ میسور کی مہارانی سے پہلے ہی معاہدہ ہوچکا ہے۔ ٹیپو کے کئی لالچی فوجی افسروں کو ہم نے خرید لیا ہے۔ فرانسیسی اس مرتبہ ٹیپو کی پیٹ میں چھرا گھونپیں گے۔

ترمل: آئیو! آئیو۔۔۔ آپ نے اتنا بڑا جنگی منصوبہ تیار کیا ہے بیش (شاباش)۔ اس مرتبہ ٹیپو تن تنہا رہ گیا۔ شکاریوں سے چاروں طرف سے گھر جانے پر شیر کی گرج بھی بے کار ہے۔

کارنوالس: میسور پر اعلان جنگ کرنے کے لئے ہمیں کوئی لنگڑا حیلہ چاہئے۔

ترمل: آپ کے حلقہ احباب میں ٹراونکور کے مہاراجہ پر حملہ کا لنگڑا حیلہ ہی کافی ہے مہاراج!

کارنوالس: ہاں ڈچ کوچین کے راجا کو خراج دیا کرتے تھے۔ لیکن ہمارے دوست ٹراونکور کے راجا، رام راج ڈچ سے آئیکوٹہ اور کانگرنور کے دونوں قلعے خرید چکا ہے۔ کوچین کو ملنے والی تھوڑی جگہ بھی اس نے اپنے علاقہ میں شامل کرکے اس کے اطراف مضبوط بانس کی باڑھ ڈالنے کی روداد مل چکی ہے۔

ترمل: اس کے ساتھ ہی ملبار نائر سردار کو ٹیپو کے خلاف کردیا گیا ہے۔ اس سازش کو سن کر ٹیپو آگ بگولا ہوگیا۔ قلعوں کو خریدنے کا حق صرف اپنے دوست کوچین کے راجا کو ہی ہے کہہ کر غصہ ہو رہا تھا۔ فوج لے کر گیا، باڑھ اکھاڑ پھینکی۔ ڈچ کے قلعوں پر قبضہ کرلیا۔ ملبار کی بغاوت فرو کرنے کے لئے فوج روانہ کی۔

کارنوالس: منگلور ٹریٹی توڑنے کے لئے یہی بہانہ کافی ہے، ہمارے دوست مہاراجہ ٹراونکور کی مدد کے لئے ہم جارہے ہیں۔ ٹیپو کے خلاف جنگ کریں گے۔ ہندوستان میں انگریز کم ہیں، جنگ کے لئے دیسی فوج روانہ کروں گا۔

ترمل: آپ کو طاقت سے زیادہ عقل ہے مہاراج، ہمارے دیس کی عوامی طاقت کو ہمارے ہی لوگوں کے خلاف آپ لڑاتے ہیں، مرنے پر بھی نقصان اُٹھانے والے ہم ہیں۔ ہمارے گاؤں، شہر، کھیت کھلیان ہمارے ہی برباد ہوں گے۔ جیتنے پر فائدہ آپ کا ہوگا۔ جنگی اخراجات ہمارے ہی خزانوں سے وصول کئے جاتے ہیں۔

کارنوالس: ہمیں سیاسی کھیل کھیلنا اچھی طرح آتا ہے۔

ترمل: میں نے کب کہا کہ نہیں آتا حضور؟ ریاست میسور کی مہارانی سے کیا ہوا وعدہ آپ وفا کیجئے۔

کارنوالس: رانی صاحبہ کو ہاتھ دوں گا۔

ترمل: ہاتھ دیں گے۔

کارنوالس: ریاست ان کے ہاتھ میں دے دونگا۔

ترمل: دے کر دیکھئے، آسمان میں سورج، چاند اور ستارے جب تک روشن رہیں گے ہم آپ کے احسان مند رہیں گے۔ آپ کے خلاف کبھی تلوار نہیں اٹھائیں گے۔ یہ ہمارا وعدہ ہے اور آپ اس پر پورا بھروسہ کریں۔

کارنوالس: ہم جیسا کہتے ہیں آپ ویسا ہی کرتے ہیں یہ ہمیں معلوم ہے۔

ترمل: اتنا بھروسہ ہے تو کافی ہے، اگلی کارروائی۔۔۔

کارنوالس: جنگ! War!

The grand union army under the command of major william medows wil march towards Mysore to storm over over Srirangapatna.

منظر۔12

(دریا دولت باغ، دیوان خاص، بیش قیمت کرسیوں پر رقیہ بانو اور دیوان پورنیا بیٹھے باتیں کررہے ہیں)

رقیہ بانو: کیا یہ خبر سچ ہے بچا جان؟

پورنیا: جھوٹ تو نہیں ہے محترمہ!

رقیہ: تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ انگریز معاہدہ منگلور کی دھجیاں اڑادیں گے؟

پورنیا: آئندہ ایک بہت بڑا معرکہ سر ہونے والا ہے محترمہ!

رقیہ: لگاتار معرکہ آرائی میں مصروف میسوری فوج کو کیا آرام ہی نہیں ملے گا؟

پورنیا: ہندوستان کے نئے گورنر جنرل لارڈ کارنوالس کی حالت ایک گھائل چیتے جیسی ہے۔ امریکہ کی جدوجہد آزادی میں شکست کے باعث جس شرمندگی سے دوچار ہو کر وہ انگلینڈ آیا اس انقلاب میں اس نے جو شکست کھا کر شرمندگی اٹھائی اس کا ازالہ وہ یہاں کوئی بڑا معرکہ سر کرکے اس کلنک کو شاید مٹانا چاہتا ہے۔

رقیہ: ہماری پڑوسی ریاستوں سے دوستی اور بھروسہ حاصل کرنے کی جو کوششیں جاری تھیں ان کا کیا ہوا بچا جان۔

پورنیا: نظام نے خود ہم سے مستقل دوستی چاہی تھی محترمہ۔

رقیہ: تو کیا سلطان نے اس کا کوئی رد عمل نہیں دکھایا؟

پورنیا: دکھایا تو تھا لیکن اس عظیم مقصد کو نظام کے حواریوں نے غلط سمجھا اسی لئے رکاوٹ پیدا ہوگئی۔

رقیہ: رکاوٹ؟

پورنیا: ہاں، کسی وعدہ یا اقرار کے بغیر آپسی پیار محبت، بھروسہ کی دوستی کو مضبوط کرنے کے لئے شادی کا بندھن، خون کا رشتہ۔

رقیہ: اسی لئے شہزادہ فتح حیدر کے لئے نظام کے خاندان کی لڑکی کو لانے کی تجویز ہم نے پیش کی تھی۔

پورنیا: نظام کو بھی یہ بات پسند تھی لیکن حرم کی بدگمان بیگمات کی غلط بیانی انگریزوں کے طرفدار وزیر میر عالم کی سازش سے یہ کوشش ناکام ہو گئی۔

رقیہ: ایسا کیوں ہوا چچا جان! ہمارے دونوں خاندان کیا اعلیٰ نسب کے نہیں تھے؟ دونوں خاندانوں میں کیا شاہی نہیں تھی؟

پورنیا: اپنا خاندان تو پشتوں سے عز و جاہ اور جاہ و منصب کے لئے نامور ہے، مقدس شاہی خاندان اسی لئے تم نے شہزادی کے لئے جو پیغام بھیجا وہ قابل قبول نہیں یہ کہہ کر نظام نے دوستی کا ہاتھ ملانے سے انکار کر دیا۔

رقیہ: کیا حسن گنگو نے مشہور بہمنی سلطنت کی بنا نہیں ڈالی؟ کیا خاندان غلاماں نے حکومت نہیں کی؟ کیا اُن سب نے شاہی خاندان ہی میں جنم لیا تھا؟ سلطنت خداداد کی برابری کرنے والی کوئی طاقتور حکومت ہندوستان میں نظر آئے گی؟ ہمارے خاندان کو ذلیل نگاہوں سے دیکھ کر نظام نے اپنی تنگ نظری کا ثبوت دیا ہے۔

پورنیا: اپنی خود غرضی کو پورا کرنے کے لئے انگریزوں کے ساتھ ملنے کے لئے اسے ایک بہانہ چاہئے تھا محترمہ!

رقیہ: وہ اس کا نتیجہ مستقبل میں ضرور بھگتے گا۔ ان کے مقابلے کو رہنے دیجئے۔ یہ بتائیے کہ پیشواؤں کا کیا حال ہے؟

پورنیا: انگریزوں کی طرف سے وہ کچھ مطمئن نہیں ہیں؟

رقیہ: کیوں؟

پورنیا: پچھلے معاہدہ کی رو سے انہیں میسور کی جنگ میں انگریزوں کی مدد کرنی چاہئے تھی لیکن انہوں نے نہیں کی۔ ناناصاحب شاید اس اتحاد میں شامل نہ ہوں گے۔

رقیہ: اگر وہ ناوابستگی ہی اختیار کرلیں تو کافی ہے۔

رقیہ: کیوں؟

پورنیا: پچھلے معاہدہ کی رو سے انہیں میسور کی جنگ میں انگریزوں کی مدد کرنی چاہئے تھی لیکن انہوں نے نہیں کی۔ ناناصاحب شاید اس اتحاد میں شامل نہ ہوں گے۔

رقیہ: اگر وہ ناوابستگی ہی اختیار کرلیں تو کافی ہے۔

پورنیا: لیکن مدبر سفید فاموں نے جو امیدیں اور وابستگیوں کا جال بچھایا ہے اس میں گرفتار ہوئے بغیر رہنے والے بے غرض تو نہیں ہیں۔

رقیہ: انگریزی فوجوں کے سیلاب کو روکنے کے لئے ہم کوشش تو کر رہے ہیں۔ ہمارے لوگ بادشاہت کی پیاس میں اندھے ہو کر پردیسیوں سے ہاتھ ملا کر ہمیں مٹانے کی تیاری کر رہے ہیں۔ کیا انگریزوں سے ان کا ملایا ہوا ہاتھ انہیں جلائے بغیر رہ سکتا ہے؟ اگر ہمیں شکست ہوئی اور ہم مر بھی گئے تو دیش کے لئے ہم نے جو جدوجہد کی اس کی عزت تو ہمیں ملے گی!

(ٹیپو سلطان مسکراتے ہوئے داخل ہوتے ہیں)

ٹیپو سلطان: کیا آپ نے خوشخبری سنی؟ دیوان صاحب، انگریزوں کا سفیر کارنوالس کا پیغام لایا ہے؟

پورنیا: پیغام؟

ٹیپو: ہاں پیغام ہی نہیں انمول تحفہ بھی توصیف نامہ بھی اور ساتھ ہی ساتھ گزارش بھی۔ پورنیا، گزارش! پیشوا اور نظام کو ہم نے جو سبق سکھایا تھا اور پھر انہیں سر اٹھانے کے قابل نہیں رکھا تھا۔ ٹیپو کی بہادری اور انگریزوں کی چالاکی، وہ چاہتے ہیں کہ آپس میں مل جائیں۔

پورنیا: تو آپ نے کیا جواب دیا حضور؟

ٹیپو: پردیسیوں کے ساتھ مل کر اپنے ہی ہم وطن بھائیوں پر اٹھنے والی تلوار کے دن کا سورج اس ٹیپو سلطان کے زندہ رہنے تک کبھی طلوع نہیں ہوگا۔ ایسا پیغام ہم نے بھیجا ہے۔

پورنیا: شیر کو گرجنا سکھانے کے لئے لومڑیاں آئی ہیں۔ کیا اس کا جواب تیار کراؤں؟

ٹیپو: تیار کروائیے، آخر میں ایک بات اور واضح کر دیجئے کہ ہم جنگ کے متمنی نہیں امن کے پجاری ہیں۔ ہاں اگر دشمن ہم پر خواہ مخواہ حملہ کرے تو اس کو ختم کرنے کی طاقت بھی رکھتے ہیں۔

(پورنیا چلا جاتا ہے)

رقیہ: یہ ظاہر کرتے پر کہ انگریز ہمارے لئے غیر ہیں شاید ان کے منہ اور زیادہ لال گلال ہو گئے ہوں گے۔

ٹیپو: آپ کا خیال ہم سے زیادہ تیز ہے۔

رقیہ: آپ کی پیاری بیگم کو کیا تخیل کی اتنی بھی طاقت نہیں ہے۔ ہمیشہ سیاست میں مصروف حضور والا کو آج ہماری یاد آئی ہے۔

ٹیپو: ہر پل بدلنے والی سیاست کے باعث ہم بے چین ہیں بانو!

رقیہ: ایسا مت کہیے سرتاج، آپ کی ہستی ہم سب کے لئے باعث خیر وعافیت ہے۔ حکومت کی باگ ڈور سنبھال کر اس کو اپنی قابلیت اور مہارت سے چلانا ہر ایک کے بس کی بات نہیں۔

ٹیپو: کارنوالس اور میڈوز دونوں کوئی معمولی شخصیت نہیں ہیں بانو۔ ایک عرصہ سے انہوں نے فوجی طاقت بڑھائی ہے۔ ان کی ہر حرکت پر ہمیں کڑی نظر رکھنی پڑے گی۔ اگر ہم نے تھوڑی سی بھی غفلت برتی تو ہمارے لئے بہت بڑی مشکل کھڑی ہو جائے گی۔ ہمارا عروج وہ برداشت نہیں کر پا رہے ہیں۔ غیر متوقع حملہ بھی کر سکتے ہیں۔

رقیہ: کیا اس کی تیاری کی جا رہی ہے؟

ٹیپو: اس کا بھی گمان ہے، جاسوسوں کی خبر کے مطابق ان کا مقصد برا ہے اور یہ اچھی طرح واضح ہو چکا ہے۔

رقیہ: وہ فرنگی تو بڑے خطرناک سیاسی چالباز ہیں۔

ٹیپو: دھوکہ باز ہیں! دھوکہ سے فتح حاصل کرتے ہیں حملہ کرتے ہیں لوٹتے ہیں اور اس کو بہادری کا حملہ جتاتے ہیں۔ کمزوروں پر امدادی فوج کا بوجھ لادتے ہیں اس کو حفاظت یا بندوبست دوستی کے عمل کا نام دیا جاتا ہے۔ دوست کی طرح اداکاری کرتے ہیں غیروں کی ریاست میں مہمانوں کی طرح زبردستی رہ جاتے ہیں۔ اندرونی جھگڑوں کی چنگاریاں سلگاتے رہتے ہیں۔ معاہدوں کا شکار بناتے ہیں۔ اگر کوئی اپنے حقوق حاصل کرنے کے لئے جدوجہد کریں تو ان کو فسادی قرار دے کر ان کو برباد کر کے ان کی جگہ مکمل طور پر ہڑپ کر جاتے ہیں۔

رقیہ: مقامی اداروں کے کاروبار میں مداخلت بے جا کرنے کا انہیں کیا اختیار حاصل ہے۔ ان کی ثالثی کو ہمارے لوگ کیوں نہیں انکار کرتے؟ ان کے اداروں کو یہ کیوں انعام عطا کرتے ہیں؟ ان کی مانگیں کیوں پورا کرتے ہیں؟

ٹیپو: فی الحال ان کا غرور وتکبر اور خون خرابے کے منصوبے، ان دونوں میں کمپنی والے حد سے زیادہ بڑھ چکے ہیں۔ طاقت کے استعمال کی دھمکیاں بڑھ چکی ہیں۔

رقیہ: جنگی ہتھیاروں کو خون کی پیاس ہوتی ہے۔ آلات حرب کو خون کی پیاس رہتی ہے وہ زیادہ سے زیادہ انسانی خون چاہتے ہیں۔ تکلیف دینے والے جدید آلات حرب کا استعمال کر رہے ہیں۔ ہتھیاروں کی دوڑ اور ان کے حملوں سے امن وشانتی کے پجاریوں کو بھی آمادۂ جنگ ہونا پڑتا ہے۔

ٹیپو: اس ٹیپو کی بہادر تلوار انگریزوں کے خلاف لڑنے کے لئے ہمیشہ تیار رہے گی بانو! ہماری سرزمین میں بدیسی دغابازوں کا تکبر توڑنے کے لئے ہندوستان کی دولت کو لوٹ کر عیش وآرام کی زندگی گزار رہے ہیں۔ ان کیڑوں کے خاتمہ کے لئے، زیادہ دور کیوں جائیں۔ ان بدیسی حملہ آوروں کے ہاتھوں سے ہندوستان کو آزادی دلانے تک ہماری تلوار کو آرام نہیں ملے گا۔

منظر۔13

(محل کا پس منظر۔ مہارانی لکشم منی، ترمل راؤ کے ساتھ بات چیت میں مصروف ہیں)

ترمل راؤ: محترمہ، قسمت کی کشتی شاید آپ کے ساتھ ہے۔

مہارانی: آخر کار انگریز ہمت کر کے جنگ کے لئے آمادہ ہو ہی گئے۔ تیسری جنگ میں میسور کو چھٹکارا مل گیا تو وہی کافی ہے ہمارا تپس پورا ہو گا۔

ترمل: جنگ کے نتائج کا ابھی سے اندازہ نہیں لگایا جا سکتا محترمہ، ٹیپو اب پہلے سے زیادہ طاقتور ہے۔ اس کو اگر شکست کی کڑواہٹ کا مزہ چکھانا ہے تو باہر والوں کی فوجوں سے زیادہ اندر والے اس کی کمر توڑیں، کرنے کے کام بہت ہیں۔ گھس کر آنے والی فوجوں کے لئے امداد باہمی فراہم کرنا، ان کی مدد کرنا، غذائی اجناس کی فراہمی اہم کام ہے اس کے علاوہ ہر علاقے کی موجودہ حالت کے بارے میں تازہ معلومات فراہم کرنا۔ چوکیوں اور قلعوں پر متحدہ فوجوں کو آسانی سے قبضہ دلوانے کے لئے رازدارانہ خبروں کو فراہم کر کے انگریزوں کی رہنمائی کرنی ہے۔

مہارانی: آپ کی کوششیں کہاں تک کامیاب رہیں۔

ترمل: جن پالیگاروں نے اپنے قلعے کھودئے ہیں ان کو بلا کر میں نے معاہدہ کا مشورہ دیا ہے۔ آپ کو اگر فتح حاصل ہو گئی تو تم نے جو قلعے کھودئے ہیں وہ قلعے تمہیں واپس مل جائیں گے یہ میں نے انہیں لالچ دیا ہے۔ اس بارے میں انگریز افسروں سے بھروسہ دلوایا ہے۔ اب وہ نوکروں کی طرح مختلف بھیس بدل کر اپنا کام شروع کر چکے ہیں۔ ٹیپو بہت ظالم اور فرقہ پرست ہے ہر طرف خبر پھیلانے کے لئے انگریزوں نے مزدوری پر لوگوں کو مقرر کر لیا ہے۔

مہارانی: ٹیپو خود بہادر ہے۔ اس کے علاوہ اس کے پاس بہترین صلاح کار اور سپہ سالار ہیں۔

ترمل: ان میں سے چند کو اپنی طرف آمادہ کرنے کے لئے کرنل ریڈ کو مقرر کیا گیا ہے محترمہ! اشرفیوں کی تھیلیاں، عہدوں کے بھروسوں کے خطوط یہ سبھی ٹیپو کے قابل اعتماد لوگوں میں رازدارانہ

طریقہ سے پہنچ چکے ہیں۔ اب تک چند لوگ اس سازش میں شامل ہو چکے ہیں۔ پل پل کی خبر دینے کے لئے صدر مقام میں سید امام کو مقرر کیا گیا ہے۔ زیادہ کیوں محترمہ ساری ریاست میں سازش کا جال بچھا دیا گیا ہے۔ جاسوسوں کی فوج ہی بن چکی ہے۔ انتہائی رازدارانہ خبریں بھی انگریزوں کو پہنچ جائیں گے۔

مہارانی: ہم نے سنا ہے کہ امام الدین، لالہ جان، سید بخشی پنکور ان سب غداروں کو سلطان نے سزائے موت سنائی ہے۔

ترمل: امام الدین فرار ہو چکا ہے اس کے علاوہ کرنل ریڈ کے ترکش میں اور بھی بہت سے تیر ہیں وہ سازشوں کا ماہر ہے۔ سینکڑوں گئے تو ہزاروں کو پیدا کر سکتا ہے۔ وہ شہر کے عمائدین، افسران محل کے خادموں سے اپنے تعلقات بڑھا کر شاہی راز بھی حاصل کر سکتا ہے۔ کیا کریں مہارانی پورنیا اور کرشنا رایا سلطان کے خاص لوگ ہیں اہم صلاح کاروں میں بزرگ ہیں۔ انہیں ختم کرنے کا سوچیں تو وہ ہماری ذات برداری کے ہیں صرف ٹیپو کو نکالنے سے کام نہیں چلے گا۔

مہارانی: کیا مطلب ہے دیوان جی۔

ترمل: ٹیپو چلا گیا تو اس کا بیٹا فتح حیدر تخت نشین ہو گا۔ اگر وہ بھی گیا تو ایک اور آئے گا۔

مہارانی: ہماری جدوجہد کا مقصد وہ نہیں ہے ہم کو مہارانی لکشم منی کو صرف ہمارا حق یعنی ہماری ریاست واپس چاہئے۔ ٹیپو کے خاندان کا خاتمہ نہیں۔

ترمل: عوام میں شاہی خاندان کے بارے میں ابھیمان (عزت نفس) پیدا کرنا ہی ایک اہم کام باقی رہ گیا ہے، محترمہ

مہارانی: اس کے لئے کیا کرنا ہو گا۔

ترمل: بھگوان، دھرم کے نام پر تمام مندروں میں خاص پوجاؤں کا اہتمام کروائے۔ عوام میں تبرک بٹنا چاہئے۔ خیر خیرات کیجئے، پران، پٹھیہ کیجئے، بھجن کیرتن کا اہتمام لگاتار ہوتے رہنا چاہئے، ان سب چیزوں سے میسور کے راجاؤں کی یاد انہیں آ جائے۔ ہمیں ایسا اہتمام کرنا ہو گا۔

مہارانی: مذہبی امور میں ٹیپو مداخلت بے جا نہیں کرے گا اور ہم یہ سارے اہتمامات بغیر کسی خوف خطر کے انجام دیں گے۔

نرمل: اب مجھے اجازت دیجئے۔

مہارانی: چلئے وزیر اعظم ہوشیار رہئے۔

(نرمل شکریہ ادا کر کے نمستے کرتے ہوئے چلا جاتا ہے)

منظر۔14

(دیوان عام ٹیپو سلطان کا دربار، درباری اپنی اپنی جگہ بیٹھے ہوئے ہیں شرنگیری نرسمہا شاستری کے ساتھ ایک اور برہمن کھڑا ہے)

ٹیپو سلطان: کیا؟ مقدس مذہبی سرزمین شرنگیری مٹھ پر پیشوا کی فوجوں کا حملہ ہوا ہے؟

نرسمہا شاستری: سوامی جی نے جو کچھ آپ کو لکھا ہے اس سے بھیانک منظر میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ شری پرشورام بھاوے کی قیادت میں پنڈاروں کی فوجوں نے شاردا مندر کی بے حرمتی کی۔ مورتی کی بے آبروکی۔ برہمن وغیر برہمن کا لحاظ کئے بغیر سبھی لوگوں کو ستا کر خزانہ لوٹا گیا۔ ہاتھی، اونٹ، گھوڑے، پالکی سبھی لوٹ کر لے گئے۔

ٹیپو: عوام الناس کو امن و شانتی کا درس دینے اور امن چاہنے والے مہاتپسوی کی مقدس سرزمین میں راکشس گھس آئے ان راکشسوں نے اس دھرم دیوتا کی بے عزتی کی؟

نرسمہا: دانشور بادشاہ! شاید آپ ہم پر جو ظلم ہوئے ہیں اس کا اندازہ خود لگا سکیں گے۔

ٹیپو: جو لوگ اپنے آپ کو ہندو سامراج کی از سرنو تاسیس کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ برہمن سناتن دھرم اور اس کی تہذیب کے محافظ کہہ کر اکڑ فوں دکھاتے ہیں انہیں لوگوں کے ہاتھوں ایسی شرمناک حرکت واقعی کراہیت پیدا کرتی ہے۔ ہمیں یہ سارا ماجرا سن کر بہت دکھ ہوا۔ نرسمہا شاستری جی یہ ہندوستانیوں کے لئے بڑی شرمناک بات ہے۔

نرسمہا: اگر بھگوان کا وجود سچا ہے تو دھرم کی فتح ضرور ہوگی اور انہیں اپنے کرموں کا پھل ضرور بھوگنا پڑے گا۔

ٹیپو: یہ تو خدا سے دھوکہ، دھرم سے دھوکہ، خود اپنے مذہب سے دھوکہ ہے جنہیں دیش کی حفاظت کا اہم نکتہ پہچاننا چاہئے تھا وہی لوگ ریاست کی سرحد بڑھانے اور دولت کی لالچ جیسے برے مقصد سے آگے بڑھ رہے ہیں۔ ہم اپنا احتجاج فوراً پیشوا کو روانہ کریں گے۔ تاکہ دوبارہ ایسے مقدس مقامات پر

ناجائز حملے نہ ہوں۔ ہم ان کا بندوبست کریں گے۔

نرسمہا: سوامی جی بادشاہ عالی کے جواب کے منتظر ہیں۔

ٹیپو: نرسمہا شاستری جی، شرنگیری مٹھ کو جو نقصان پہنچا ہے اس کو ہم پورا کریں گے۔ شاردا دیوی کی پوجا کے لئے اور سوامی جی کے استعمال کے لئے دو پالکیاں دیں گے۔ شاردا دیوی کی از سر نو تنصیب کے لئے جو خرچ آئے گا وہ ہم پورا کریں گے۔ مٹھ کے لئے سلگیش نامی ہاتھی ہم بھیج رہے ہیں۔ اس کے علاوہ دیوی شاردا کے لئے قیمتی ساڑی، چولی زیورات سوامی جی کے لئے جوڑی شال روانہ کر رہے ہیں۔ مٹھ کے لئے اور کوئی ہماری خدمت درکار ہو تو بتائے شاستری جی۔

نرسمہا: (گلا رندھا ہوا ہے) میرا دل بھر آیا ہے مہاراج، آپ کی عظیم شخصیت کا مجھے آج ہی درشن ہوا ہے۔

ٹیپو: یہ آنسو کیوں شاستری جی؟

نرسمہا: یہ تو خوشی کے آنسو ہیں مہاراج، کچھ فرقہ پرستوں نے سلطان فرقہ پرست ہیں، شرنگیری مٹھ کے لئے ان کے لئے ان سے کوئی مدد مت مانگنے، مدد مانگی بھی گئی تو سوائے ناامیدی کے کچھ ہاتھ آنے والا نہیں یہ کہہ کر ہمیں روکنا چاہا، آج سچائی کی روشنی کو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا آپ کے پاس جو مذہبی وسیع النظری اور غیر مذاہب کے لئے وسیع پیانے کی رواداری دیکھنے کے بعد آپ پر جو فرقہ پرستی کا الزام لگایا جا رہا ہے آج وہ جھوٹا ثابت ہو گیا۔

ٹیپو: شاستری جی، آپ کے بادشاہ اسلام کے ماننے والے ضرور ہیں، لیکن ہندو دھرم کو بھی ہم عزت کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ ہندو راجا ہو یا مسلمان بادشاہ انہوں نے ہمیشہ ایک دوسرے کے مذہب کو عزت کی نگاہوں سے دیکھا اس کی بہت سی مثالیں کیا ہمیں نہیں ملتیں؟ صرف اتنا ہی نہیں انہوں نے خون کا رشتہ بھی قائم کیا اس حد تک انہوں نے مذہبی وسیع النظری سے کام لیا۔

نرسمہا: جو بات روز روشن کی طرح ہمارے سامنے عیاں ہے پھر اس کو جانچنے کی کوئی ضرورت نہیں

ہے مہاراج، رنگناتھ سوامی کے مندر میں ہونے والی پوجا، ناقوسوں کی آوازیں اور مسجد کے میناروں سے گونجنے والی اذانوں ان دونوں کو آپ رواداری اور بڑے احترام و عقیدہ سے سنتے ہیں۔

برہمن: محل سے قریب نرسمہا مندر اور گنگادھریشور کے مندوروں میں بغیر کسی رکاوٹ کے ہر دن پوجا ہوتی ہے۔

ٹیپو: مذہب اور ایمان راجا یا بادشاہ کا ذاتی معاملہ ہے لیکن راجا ہمیشہ رعایا کی فلاح و بہبود کے لئے ہوتا ہے اور رعایا مختلف مذاہب کے ماننے والی۔ اگر راجا مذہبی رواداری اپنائے بغیر اپنی پسند کے کسی بھی مذہب کو بڑھاوا دیں تو ہندوستان کے راجاؤں کے لئے یہ رویہ ٹھیک نہیں رہے گا۔ اور خاص کر کرناٹک کے کسی بھی راجا نے سیاسی مقصد کے بغیر مذہبی رواداری کو اپنایا ہے۔ سارے ہندوستان میں مذہبی رواداری کی چاشنی ملے گی تو وہ صرف کرناٹک میں اور یہی کرناٹک والوں کی خصوصیت بھی ہے اور ان کا بڑپن بھی۔

نرسمہا: آپ کی سیاسی پالیسی میں اپنے مذہب کا طریقہ اور فرقہ پرستی دونوں ملے جلے ہیں۔ ایسا نعرہ لگانے والوں کی بات کتنی مضحکہ خیز معلوم ہوتی ہے۔

ٹیپو: شاستری جی! کبھی بھی گھی میں تیل نہیں ملانا چاہئے، گھی کو گھی ہی رہنے دیا جائے اور تیل کو تیل ہی رہنے دیا جائے یعنی سیاست میں ذات پات کی دخل اندازی سے عام طور پر سیاست فطری طور پر رشوت کی طرف قدم بڑھاتی ہے۔ اسلحہ اٹھائیں گے خون خرابے کے لئے موقع فراہم ہوگا اور تاریخ نے اس بات کو ثابت کر دیا ہے کہ اخلاقیات عوام میں اتحاد کو فروغ دیتا ہے۔ ذات پات کی تفریق، اتفاق کے لئے موقع ہی نہیں فراہم کرتی بلکہ ایک اچھی مملکت کو ٹکڑوں میں بانٹ دیتی ہے۔

نرسمہا: صحیح، بالکل سچ کہا آپ نے۔

ٹیپو: اگر ہم ایسے ہی فرقہ پرست ہوتے تو کرناٹک کے ہر مذہب کے لوگ ہمارے دشمن ہوتے بلکہ وہ ہم کو کبھی معاف بھی نہیں کرتے۔ کیا آپ جانتے ہیں کیوں؟ کرناٹک کی کئی مقدس جگہیں ہندو

اور مسلمانوں کی مشترکہ عبادت گاہیں ہیں۔ ان دونوں فریقوں کے درمیان اگر کسی نے مذہبی تفریق ڈالنے کی کوشش کی تو کوئی راجا یا مہاراجہ اپنا تخت نہیں بچا سکتا۔ ہندوستان میں ہندو مسلمان شیر و شکر کی طرح مل جائیں اپنے مافی الضمیر سے ایک بن جائیں تو ملک ایک عظیم اور مضبوط ملک بن سکتا ہے ورنہ مذہبی تفرقہ سے سارا ملک بٹ جائے گا اور اس کے برے نتائج کا اثر ہر قوم کے فرد کو بھگتنا پڑے گا تاریخ کا یہ سبق سب کے لئے ایک خطرے سے ہوشیار رہنے کی گھنٹی ثابت ہو یہی ہماری آرزو ہے۔

نرسمہا: مہاراج! شری رنگناتھ مندر کے لئے چاندی کی پوجا تھالیاں، منگل آرتی کی تھالی، میلکوٹے چلونرائن سوامی مندر کے لئے ہاتھی، چاندی کے برتن برے نقارے، تجن گڈھ شری کنٹھیشور مندر کے لئے ہیرے جواہرات جڑے کٹورے، بیچے لنگا، کڈنے لکشمی کانت مندر کے لئے چاندی کے گلاس، تھالیاں، برتن وغیرہ آپ نے عقیدے کے نذرانے کے طور پر عطا کی ہیں یہ سارے امور آپ کی مذہبی رواداری کے گواہ ہیں۔

برہمن: ملبار کی عورتوں کے لئے سارے بدن کو ڈھکنے والے لباس کے پہننے کے احکامات جاری کر کے عورتوں کو عزت بخشی، انسانی قربانی کو روک کر تہذیب کو مضبوط کیا، کسانوں پر عائد کئے جانے والے جرمانے کے ہر پیسہ کے بدلے اپنے قریہ میں دو آم کے دو کٹھل کے درخت لگا کر ان کے پروان چڑھنے تک ان کو سینچنے کے احکامات جاری کر کے ریاست میں سبز زراعت کا گیت گایا ہے۔

نرسمہا: بنگلور میں آپ کے محل کے قریب شری وینکٹیشور سوامی کے مندر میں ہونے والی روزانہ کی پوجا پاٹ اور سالانہ شری دھرم رایا سوامی کے کرگا کا جشن بڑے نواب کی طرح آپ بھی اسی تزک و احتشام کے ساتھ چلاتے آرہے ہیں۔ حضرت توکل مستان کی درگاہ پر کرگا جا کر اپنی تعظیم پیش کرتا ہے اور یہ سبھی چیزیں ہماری سرزمین میں ہندو مسلم اتحاد کی گواہ ہیں۔

برہمن: بنگلور میں آپ کے قلعہ میں کیمپے گوڑا کے زمانے میں لگائے گئے گنپتی کو آج بھی پوجا جاتا ہے۔

نرسمہا: آپ کے جاری کردہ سکوں میں شیوا، پاروتی، اڑپی کرشنا، شرنگیری شاردا کی مورتیاں بھی ہیں۔

برہمن: آپ کے بنائے ہوئے کرشن گری کے قلعہ کی دیواروں پر بنائے گئے ہنومان، سورج، نندی لنگ وغیرہ دیوی دیوتا آج بھی ویسے ہی ہیں۔

نرسمہا: آپ کے شاہی ہاتھی کی آنکھ ٹھیک ہونے پر ننجنگڈھ نن جنڈیشور کو آپ نے حکیم نن جنڈا کہا اور اس کی نیاز پوری کی۔

برہمن: انتظامیہ میں آپ نے کنڑ زبان کو اہمیت دی، اعلیٰ عہدوں پر ہندوؤں کو فائز کیا دیوان پورنیا کے نام سے کھانے کے چھتر چلائے جا رہے ہیں۔

نرسمہا: آپ کی شہرت پر سیاہی پوتنے کے لئے عہدہ کے لالچی لوگ جان بوجھ کر غلط افواہیں پھیلا رہے ہیں جو سچائی سے کافی بعید ہے۔ دھرم کے محافظ کو دھرم ہی بچاتا ہے اور یہ بات آپ پر صادق آتی ہے۔

ٹیپو: آپ جیسے زاہد عالم اور دانشوروں کو سماج کے قائدین کو سچ کا پتہ چل چکا ہے تو یہی کافی ہے اس پر سے یہ راج دھرم ہے اس میں کوئی اپنا ذاتی معاملہ نہیں ہے۔ شاستری جی مہاتپسوی شرنگیری مٹھ کے جگت گرو شری شری سچید انند بھارتی سوامی جی کی خدمت میں ایک اور گزارش کی جائے کہ شری شاردا دیوی کے از سر نو منصب کے بعد دنیا کی فلاح و بہبود کے لئے ہماری رعایا کی خوشحالی کے لئے امن و امان کی دعا کریں۔ آئندہ ہونے والی جنگ میں زیادہ خون خرابہ کا موقع نہ آئے۔ ہم نے عزت مآب سوامی جی کی قیادت میں چنڈی ہوما کرانے کا فیصلہ کیا ہے۔ ہمارا سارا احوال واقعی سوامی جی کو معلوم کروائے۔

نرسمہا: یہ ہماری خوش قسمتی ہے جن لوگوں میں بھگوان مندر اور گرو بھگتی اور شردھا ہونی چاہئے تھی ویسے پیشوا قصائی بن جائیں؟ آپ کی غیر ہندو مذہبی رواداری نے ہمیں روحانی خوشی عطا کی۔

ٹیپو: خدا کا استاد کا احترام اور بزرگوں کا احترام جن لوگوں میں نہیں ہوتا ان کا خاندان مشکلوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ شاستری جی، عزت مآب شری شرنگیری جگد گرو سے سرکار اور رعایا کے اپنی تمام تر

ضتوں کے ساتھ خدا کی بارگاہ میں دعا کی پھر سے گزارش کیجئے۔ شری مٹھ کے انتظام کے لئے جو بھی
ادا چاہئے وہ آپ اس سلطان سے حاصل کر سکتے ہیں۔ اس میں ہچکچانے کی کوئی ضرورت نہیں ایسا ہی
ہم سوامی جی کو لکھوا کر دیں گے۔

سمہا: مہاراج کے لئے سوامی جی نے اپنے دعائیہ پیغامات کے ساتھ پھل پھلاری اور تبرکات روانہ
ے ہیں بادشاہ سلامت اسے قبول کریں۔

(پو سلطان تخت سے اتر کر بہت ہی عزت واحترام سے تبرک قبول کرتے ہیں)

ب صدی تک جیو جگ جگ جیو آپ کی عمر اقبال بلند ہو (شتمانم بھوتی شتایوہ پرشہ)

ہمن: ایک صدی تک اندر یہ اور عمر خصوصاً کھڑے رہیں گے۔ (شنیندریہ یشنیدریہ پر تشٹھتی)

منظر۔15

(محل کے حرم میں مہارانی لکشم منی اور ترمل راؤ)

مہارانی: سلطان کی ملازمت میں رہنے والے راج آئینگر کیا ہمارے معاون ہو سکیں گے وزیر اعظم؟

ترمل: شاہی راز جاننے والوں کو اس نے کسوٹی پر پرکھ لیا ہے۔ مہارانی بہت کوشش کر کے انہیں ساتھ لایا ہوں۔ آپ کی بات کو شاید عزت دے گا۔

مہارانی: ٹھیک ہے اندر بلائے!

ترمل: کوئی ہے۔۔۔۔۔۔ مہمان خانے میں بیٹھے ہوئے مہمان کو ہمارے دربار میں پیش کیا جائے۔

(مہارانی تخت پر بیٹھ جاتی ہے راج آئینگر داخل ہو کر آداب بجالاتا ہے)

مہارانی: آیئے تشریف لائیے راج آئینگر جی! آج آپ ہمارے حضور تشریف لے آئے جس کی ہمیں بے انتہا خوشی ہے۔

راج آئینگر: مہاماتو شری مہارانی جی اس ادنیٰ خادم سے کیا امیدیں وابستہ رکھتی ہیں حکم دیجئے۔

ترمل: میسور کی حکومت دوبارہ حاصل کرنے کے لئے ہم جو کوشش کر رہے ہیں آپ اس میں ہماری رازدارانہ مدد کریں سوامی، کرشناراؤ آپ کے دوست ہیں انہیں سمجھائے کے وہ ہماری رازدارانہ مدد کریں۔

آئینگر: میں نے آپ کے حضور میں حاضری دے کر بہت بڑی غلطی کی ہے۔

مہارانی: آپ کو جہاں آنا چاہئے تھا ٹھیک اسی جگہ آئے ہیں۔ راج آئینگر جی ریاست میسور کے شاہی خاندان کی روایت کے بارے میں آپ کا دھیان دلانے اور ہماری مدد کرنے کی ہم آپ کو صلاح دیتے ہیں۔ سناتن معاشرے کے آپ قائد ہیں فرض کے خوف سے بزدل مت بنئے۔

ترمل: سلطانی حکومت میں کھلی ناانصافیاں ہو رہی ہیں ان سب کو آپ دیکھ کر بھی ان دیکھی کر رہے

یا۔

نگر: ویسے کوئی واقعات ہماری نظروں سے تو نہیں گزرے۔

ارانی: اور کیا دیکھنا ہے آئنگر جی، کیا ریاست میسور 'یون' کے خاندان والوں کی ہے؟ حیدر علی کے

نے میں شاہی خاندان کی جو عزت تھی کیا اب ہے۔ یہ سلطنت خدا کی عطا کردہ ہے کہہ کر تخت نشین ہو

ایک خود مختار بادشاہت کا جو اعلان ٹیپو نے کیا ہے کیا وہ صحیح اقدام ہے؟

نگر: حکومت کے انتظامیہ کی باگ ڈور سنبھالنے والے راجے مہاراجے جب رعایا کے محافظ بنے

ناکام رہے تو اس طرح کی تبدیلیوں کی کافی اہم مثالیں تاریخ میں ہمیں ملتی ہیں راج ماتے!

ارانی: ان کے انتظامیہ میں رعایا محفوظ نہیں ہے۔ جب حیدر علی نے چتر درگہ فتح کیا تو نائک قوم کے

اتھ جو برتاؤ کیا گیا کیا آپ اسے نہیں جانتے؟

نگر: فاتح مفتوح کے ساتھ جو برتاؤ کرتا ہے فاتح نواب نے بھی وہی رویہ اپنایا ہے۔

ارانی: ملبار کے نائروں، منگلور کے عیسائیوں اور کورگ کے راجا کے ساتھ ٹیپو نے سختی کا برتاؤ

یں کیا؟

نگار: اس کا سبب برٹش کے ساتھ ان کے جو تعلقات تھے راج ماتا، قانون اور انتظامیہ کے نقطہ نظر

ے کرنول اور ساؤنور کے نوابوں کے خلاف بھی سلطان نے وہی سخت رویہ اپنایا پیشواؤں سے زیادہ نظام

یدر آباد کیا سلطان کی مخالفت نہیں کر رہے ہیں؟ سلطان میں دکھائی دینے والی سختی سیاسی جوش و خروش

ی ہے نہ کہ مذہبی فرقہ پرستی راج ماتے، ہماری رعایا کے ساتھ جھگڑنا آپ خود اپنے ہی لوگوں سے جنگ

رنا ہے۔ ہماری دشمنی کو ہمارے دشمنوں کے لئے اٹھا کر رکھئے یہ بات سلطان نے مجموعہ قوانین میں

علان کر دی ہے۔ شاید آپ اس سے واقف ہوں گے۔

زمل: غلط کو صحیح بتا کر، ظالموں کے ہاتھوں ہو رہے ظلم، مذہبی تفریق، عصمت دری، گاؤکشی اور

ہتک عزت یہ سب عام باتیں سمجھ کر خاموش رہیں تو کل ہماری لڑکیاں یونوں کے گھروں میں کنیز،

طوائف بن کر آنسوؤں سے اپنے دامن تر کر لیں گے۔ اعلیٰ سناتن دھرم کے قوم کے مردوں کو جٹ اور زنار نکال کر ختنہ کروا کر ویدوں کے منتروں کے بدلے کلمہ پڑھنا ہوگا۔

آئنگر: دیوتا دھرم اور ذات کے نام پر مجھے ابھارنے کی کوشش مت کیجئے ترمل رلیا، ہر واقعہ کو اس کے موقع و محل کے لحاظ سے انصاف کی نظروں سے دیکھئے سچ معلوم ہو جائیگا۔

ترمل: سلطان تو ہمیشہ جنگی منصوبوں میں جتا ہوا ہے۔ رعایا کے مسائل اور اس کے سکھ دکھ کے بارے میں کیا اسے کوئی فکر بھی ہے؟

آئنگر: ریاست میسور کے حدود اب کافی بڑھ چکے ہیں اس کی بقا اور آزادی کا مرکز اور اس کی طاقت ٹیپو سلطان ہیں اور وہ تمام مستحکم قدرتی وسائل کا استعمال کر رہے ہیں وہ تو آپ جانتے ہی ہیں لیکن ان کی زندگی کا اہم مقصد ریاست کو بدیسی دشمنوں سے بچانا اور بھارت ورش کو آزاد کرانا ہے اور اپنے عوام کی فلاح و ترقی اور سلطان کا یہ کارنامہ تاریخ میں ایک نادر مثال ہوگی۔

ترمل: ریاست کی عام زندگی کی فلاح و بہبود کے لئے اس نے کیا کیا ہے جی؟

آئنگر: کیا نہیں کیا؟ آنکھ رہ کر بھی ہتھیلی میں رکھا ہوا آملہ دیکھنے کے لئے چشمہ چاہئے۔ پیسہ کا انتظام، بیوپار، کاروبار، صنعت و حرفت، زراعت، ناپ تول، ڈاک کا انتظام، دستکاری کا فن، پنچایت راج، ماہی گیری، باغبانی، چمن بانی وغیرہ کیا ان سبھی چیزوں کا ایک بڑا حصہ عام زندگی تک نہیں پہنچ پایا ہے؟ ریشم، صندل کی لکڑی، کالی مرچ، الائچی، ناریل وغیرہ رسد ہمارے اپنے جہازوں کے ذریعہ باہر کے ملکوں کو رفت نہیں کیا جا رہا ہے اور ہماری ضروریاتی رسد کو وہاں آمد نہیں کیا جا رہا ہے؟ کاویری ندی پر بند باندھنے کا منصوبہ زراعت کی ترقی کے لئے، پانی سے بجلی حاصل کرنے کا منصوبہ، لوہے اور فولاد کی صنعت، نظام شمسی کو دیکھنے کے لئے دوربینوں کی تنصیب آنکھوں کو دکھائی دینے والے اس سچ کو کیا آپ دیکھ نہیں سکتے؟ سلطان پر الزام تراشی کے سوا اور کوئی مقصد نہیں آپ کے لئے۔

ترمل: بولتے جائیے، بولتے جائیے، عوام کا، کسانوں کا پیسہ بندوقوں کے لئے گولہ بارود کی تیاری کے

ے، گھڑ سوار فوج کے لئے، توپوں کو کھینچنے کے لئے طاقتور بیل گاڑیوں کے لئے، فوج کی بھرتی کے لئے لی جہازوں کی تیاری کے لئے استعمال ہو رہا ہے۔ یہ کہنا کیوں بھول گئے؟

ئینگر: خدا کا شکر ہے سلطان شراب و کباب کی محفلوں میں، شرابیوں کی صحبت میں، شطرنج کے کھیل ں اور شکار میں اپنا وقت گنوا رہا ہے یہ تو نہیں کہتا یہ تو آپ کا بچپن ہے ترمل رایا جی، خارجہ پالیسی کا طلب دوسری ریاستوں پر حملہ آور ہونا ہی اس کا اہم مقصد نہیں ہوتا۔ سیاسی اور معاشی فائدے کے لئے "استحکام کے لئے" عوام اور دیس کی حفاظت کے لئے جنگ ناگزیر ہے ترمل رایا جی۔ حیدر علی اور پو سلطان نے توپوں کے موجد کا خطاب پایا ہے۔ اپنی معنی خیز دانشمندی سے معمور فکریاتی سے مملکت ں اصلاحات اور انقلاب اور بیداری آئی ہے۔ نواب اور سلطان کے کارناموں نے زمانہ حال سے بہت گے بڑھنے کا منصوبہ قابل تعریف کہلائے گا۔ ان سب امور کے مد نظر ہمارے بادشاہ پر کیا ہمیں فخر ہیں کرنا چاہئے۔

رمل: شری رنگا، شری رنگا۔۔۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے جی؟ مہارانی کے حضور میں کھڑے ہو کر یاست پر ڈاکہ ڈالنے والوں کی آپ بڑے پیار سے تعریف ہی کئے جا رہے ہیں آئینگر جی!

ہارانی: یہ مملکت یہ ریاست کس کی ہے آئینگر جی؟

ئینگر: یہ ایک اہم سوال ہے راج ماتے، شری رنگا پٹن کی تاریخ سے آپ واقف ہوں گے ہی وار سمدر کے ہویسلاؤں نے اس جگہ کو سب سے پہلے آبی قلعہ کا نام دیا تھا۔ ہویسلیشور بٹی دیوا کے دور علومت میں یہ علاقہ اس کے چھوٹے بھائی اُودیہ دِتیہ کے قبضہ میں تھا۔ وشنو وردھن تمام مذاہب کی حوصلہ افزائی کرتا تھا چول مملکت کا باعث عروج شری رامانجا چاریہ کو پناہ دی۔ عزت مآب شری رامانجا چاریہ یہاں تشریف لائے اور شری رنگنا تھ سوامی کی مورتی کی تنصیب کر کے اس مقام کو شری رنگا پٹن کا نام رکھ کر شری وشنوا کو یہیں مقام کرنے کی اجازت دے کر نوازش کی تھی تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ شری وشنوا کی مقدس سرزمین ہوئی نا؟

مہارانی: تو آپ کے کہنے کا مطلب یہ ہوا کہ اس ریاست پر ہمارا کوئی حق نہیں؟

آئینگر: ہاں مان لیجئے کہ اگر سلطان کی حکومت کو زوال آ گیا تو اس صدر مقام کو آپ شری وشنوا کو واپس دینے کے لئے آمادہ ہو جائیں گی ماتے!

مہارانی: چانکیہ کا فلسفہ آپ کا ہے۔ ہم نے آپ کو یہاں تاریخ جاننے کے لئے نہیں بلایا، ریاست میسور کی مملکت میں ہماری حکومت دوبارہ قائم کرنے میں ہماری مدد کرنے کے لئے بلایا ہے۔

آئینگر: ضمیر کے خلاف میں جا نہیں سکتا راج ماتا۔

ترمل: راج آئینگر جی کیا آپ کو مستقبل کی کوئی فکر نہیں؟

آئینگر: بس۔ میں بے وقوف نہیں۔ آپ کو دور اندیشی کافی نہیں، دونوں کی لڑائی میں تیسرا عقلمند بانٹنے والا ہی نکلا، انگریزوں کا فائدہ، اگر ہم اب ہوشیار نہ ہوں تو ہم کو ہماری آئندہ آنے والی نسلوں کو غلامی کی زندگی بسر کرنے پڑے گی۔ معاف کیجئے راج ماتے اب اجازت دیجئے۔

مہارانی: اس راز دارانہ سازش کا راز۔۔۔۔

آئینگر: ہمیشہ راز ہی رہے گا اس کے لئے میرا ایگو پوتیا ہی گواہ ہے!

(شکریہ ادا کر کے چلا جاتا ہے)

منظر۔16

(ریزی اور میسوری فوجوں کا جنگی بگل سنائی دیتا ہے۔ خوفناک جنگ کی آواز، توپوں کی گھن گھرج، ڑوں کی ہنہناہٹ، سپاہیوں کی بھاگ دوڑ زخمیوں کی کراہ، تلواروں بھالوں کے ٹکرانے کی آوازیں، وقوں کے داغنے کی آوازیں جنگ کی بھیانک آوازیں سننے والوں کے دلوں کو دہلا دینے والا ماحول)

رف: سلطنت خداداد زندہ باد۔

و سلطان کی فتح ہو

(موسلادھار بارش شروع ہوتی ہے، بجلی کی چمک اور گرج بجلیوں کے گرجنے کی آواز کے ساتھ ہی جنگ ، آوازیں بھی بند ہو جاتی ہیں۔ روشنی، ٹیپو سلطان، پورنیا، غازی خاںؔ، میر صادق ہاتھوں میں برہنہ واریں لئے داخل ہوتے ہیں)

یپو سلطان: یہ کیا تعجب کی بات ہے، کارنوالس کا توپ دستہ میدان جنگ سے ہجرت کر گیا۔

ازی خاں: ہماری فوجوں کا اپنی زندگی رہن رکھ کر بہادری دکھانے کا نتیجہ ہے سلطان!

یر صادق: حملہ کرنے کی غلطی پر جنگ میں پٹ کر خون میں ڈوب کر ان لال منہ والوں کو پیچھے ہٹنا پڑا۔

یپو سلطان: یہ مردانہ سرزمین ہے۔ سفید فاموں کے گندے قدموں کی وجہ سے یہ سرزمین اپاک ہو چکی تھی۔ یہ زریں سرزمین موسلادھار بارش کے پانیوں سے دھل کر صاف ستھری ہو رہی ہے۔ برکا پانی گلاب کی طرح بہہ رہا ہے۔ کاویری کی طغیانی سے بہنے والا پانی فتح کا گیت گا رہا ہے۔

غازی خاں: انگریزوں کی چال ان کے حق میں فنا ثابت ہوئی، سوکھی گھاس آگ کے ساتھ دشمنی مول لے تو اس کو خاک ہونا ہی پڑے گا کسی تاخیر کے بغیر کمپنی والوں نے اس جنگ کی جو آگ بھڑکائی ہے انہیں ٹھنڈا کرنا ہمارے لئے نجات کا باعث ہے۔

ٹیپو: ابھی اسی وقت دشمن کا پیچھا کر کے انہیں جڑ سے اکھاڑا جا سکتا ہے لیکن شکست کے باعث

کمزور ہونے والے ان پردیسیوں کا نام و نشان مٹا دینا بہادری نہیں ہے اب تو وہ ہوش میں آجائیں۔

پورنیا: آج دشمن کی فوج پیچھے ہٹی ہو گی ممکن ہے کل ایک اور بڑی فوج بھی آجائے اس لئے یہ بے خبر رہنے کا وقت نہیں ہے۔ یہ فرنگی بہت چالباز ہیں ان کے باطن کو پہلے ہی سے پہچان کر آگے بڑھنا دانشمندی ہے۔

ٹیپو: آپ کی صلاح آپ کی رائے معقول ہے پورنیا جی کام کے لئے فوراً کسی معقول آدمی کو لگا کر حالات کا پتہ لگا کر اگلے اقدام سے ہمیں مطلع کیجئے۔

(میر صادق اپنی داڑھی پر ہاتھ پھیر کر دیکھتا ہے)

منظر۔17

(شری رنگاپٹن کے قریب لارڈ کارنوالس کا فوجی کیمپ، ترمل رایا ناامیدی اور مشتعل انداز میں باتیں کرتا نظر آرہا ہے)

ترمل رایا: مہاراج یہ کیسا فیصلہ ہے آپ کا شری رنگاپٹن آکر قلعہ پر قبضہ کرنے کی ناکام کوشش کی ٹیپو کے سخت حملے کا شکار ہو کر لرزہ براندام ہوتے ہوئے خوف سے پیچھے ہٹ کر چلے جائیں تو انگریزوں کی یہ ہتک عزت ہوگی ان پر کلنک لگ جائے گا۔

کارنوالس: انگریزوں کی ناموری کو کارنوالس پروٹیکٹ کرے گا۔

ترمل: چھوٹے مہاراج آپ نے جب بنگلور پر حملہ کیا تھا تو اس وقت ٹیپو پانڈیچری کے قریب تھا۔ ہمارے رفقاء نے قدم قدم پر ساتھ دیا۔ آخر کار قلعہ کا دروازہ کھلا کر تمہاری فوجوں کو اندر گھسایا گیا۔ اس فتح کو دیکھ کر نظام اور پیشوا یقیناً آپ کے ساتھ مل جائیں گے کچھ بھی کہئے آپ کی فوجوں کی تعداد بڑی ہوگی لیکن اس کا کارنامہ کچھ اتنا بھی نہیں ہے چھوڑئے۔

کارنوالس: کیا بکتے ہو۔ میسور کے کئی قلعے ہم فتح کر چکے ہیں۔

ترمل: چھوٹے موٹے قلعے چھوڑئے۔ شری رنگاپٹن کا قلعہ ناقابل تسخیر ہے۔ آپ کی مردانگی اور بہادری کا یہاں مظاہرہ کیجئے۔ پاؤں توڑنے کی بات کہتے ہو۔

کارنوالس: یہاں کی جنگ کے بارے میں کیا ہم نہیں جانتے۔

ترمل: معلوم ہے جانتے ہیں، ٹیپو کے سپاہی غصہ ور بھیڑیوں کی طرح تمہارے سپاہیوں پر حملہ کر کے قیامت برپا کر دی۔ اشیائے خورد و نوش لوٹ لی گئیں گھوڑے پکڑ لئے گئے۔ رابطے کے سارے راستے مسدود کر دئے گئے ہیں۔ چاہے دن ہو یا رات ہمارے سپاہی کیمپ سے باہر نکلتے ہوئے مارے خوف کے کانپنے لگتے ہیں۔ تلوار بھالے بندوق کی گولیوں نے انہیں ذہنی طور پر خوف وہراس میں مبتلا کر رکھا ہے۔ ہمت ٹوٹ رہی ہے۔ ان سب کے علاوہ موسم کے مضر اثرات، متعدی امراض غذا کی کمی نے خوف

کو اور بڑھایا ہے۔ مستقبل کی فکر تمہارے سپاہیوں کو ستا رہی ہے نہیں تو یہ پانچ فٹ آٹھ انچ کا آدمی تمہارے لئے شیر کا خواب بن چکا ہے نا۔

کارنوالس: یہ سب سلطان کی دور اندیشی، دفاعی استحکام اور دانائی ہے جس کے نتیجہ میں ہمیں اور ہماری فوجوں کا دفاع ایک بہت بڑا مسئلہ بن چکا ہے۔ ٹیپو کے راوت اگر ہم پر گرے (گھوڑے کے ٹاپوں کی آواز) او خدا کوئی جھنڈا پکڑے گھوڑے پر ادھر ہی آرہا ہے۔

ترمل: (اسی طرف دیکھتے ہوئے) لال رنگ پر ہری دھاریاں درمیان میں سورج یہ ٹیپو کا جھنڈا ہے مہاراج آنے والا میر صادق ہے۔

کارنوالس: میر صادق!

ترمل: ہاں وہی کسی اہم کام کے لئے وہ تن تنہا آرہا ہے اُسے مت روکے مہاراج!

کارنوالس: O guards allow him inside

ترمل: مہاراج یہ شخص تو پہاڑ کو نگلنے والا اژدہا، زخمی ناگ، خود غرض، ٹیپو کے سارے رازوں سے واقف، اگر یہ ایک شخص ہمارے ساتھ مل گیا تو بڑی آسانی سے سلطان کو ختم کیا جا سکتا ہے۔

کارنوالس: یس یس۔۔۔(ترمل چھپ جاتا ہے۔ میر صادق اندر داخل ہوتا ہے)

میر صادق: سپہ سالار کو سلام۔

کارنوالس: Welcome, --- Welcome Mr Mir Sadiq

میر صادق: تعجب ہے، ہم پہلی مرتبہ مل رہے ہیں میرا۔۔۔

(ترمل داخل ہوتا ہے)

ترمل: دنیا کے مشہور جانباز انگریز مہاراج سے یہ پوچھا جانے والا سوال ہی ہے، آپ کی تاریخ حیثیت اور مرتبہ مہاراج کو اچھی طرح معلوم ہے۔

میر صادق: ترمل رایا، انگریزوں کے کیمپ میں! غدار! نمک حرام۔

ترمل: اے میر صادق، زبان پر قابو رکھ میں میسور کا وزیر اعظم ہوں۔

میر: جس ریاست کا وجود ہی نہیں آپ اس کے وزیر اعظم ہیں۔ آپ کی حیثیت اتنی ہی ہے۔

ترمل: ریاست کیوں نہیں ہے؟ ہے! لیکن اختیارات کا تخت اب تمہارے لوگوں کے قبضے میں ہے، تم کو وہاں سے اکھاڑ پھینکیں گے تو وہ پھر ہمارا ہو جائے گا۔

میر: آپ کی ایک ادنیٰ خواہش کے لئے میسور ماں کے ہاتھ پاؤں میں غلامی کی ہتھکڑیاں پہنا رہے ہو؟

ترمل: تمہاری زبان سے حب الوطنی کی باتیں سن کر مجھے بہت دکھ ہو رہا ہے۔

میر: آزادی کے عظیم مجاہد ٹیپو سلطان کو جنم دینے والی پاک سر زمین نے تم جیسے غداروں کو بھی جنم دیا ہے یہ دیکھ کر مجھے کافی افسوس ہوا۔

ترمل: غاصبوں کے ہاتھوں سے ریاست کی لکشمی کو قید سے آزاد کرانے کے لئے اٹھنے والے ہم محب وطن ہیں، غدار نہیں۔

میر صادق: آزاد ریاست کو بدیسیوں کے قبضوں میں دینے کے لئے کوشاں تم لوگ محب وطن ہو! اپنے ذاتی فائدے کے لئے جس ماں کی چھاتی سے دودھ پیا اسی کو کاٹ کھانے والے ان کیڑوں سے مجھے کوئی بحث نہیں کرنی ہے۔

ترمل: آپ کی زبان بہت لمبی ہوتی جا رہی ہے میر صادق، سارے ہندوستان کو دوبارہ مسلم مملکت بنانے کے سلطان کے منصوبے کی کیا ہم سب تائید کر سکتے ہیں؟

میر: سرکار خداداد صرف مسلمانوں کی ریاست نہیں ہے وہ سارے مذاہب کی رواداری کی ایک مثالی ریاست ہے جن لوگوں کے آنکھوں میں مذہبی تعصب بھرا ہوا ہے ان کی آنکھوں کو سچائی کی صفا دکھائی دینی مشکل ہے۔

کارنوالس: تو مور آرگیومینٹس مسٹر میر صادق، آپ جس مقصد سے یہاں آئے ہیں بیان

کیجئے۔ (میر صادق ترمل رایا کی طرف دیکھتا ہے) ترمل رایا ہمارا دوست ہے۔

میر: اچانک تم نے جو اعلان جنگ کیا ہے سلطان اس کا سبب دریافت کرنا چاہتے ہیں۔

کارنوالس: سبب ہے، معلوم کراتا ہوں۔

میر: کیا آپ جنگ جاری رکھنا چاہتے ہیں یا معاہدہ؟

کارنوالس: جنگ نہیں، امن چاہتے ہیں، ہماری فوج واپس چلی جائے گی، بنگلور میں معاہدہ کے بارے میں غور کیا جائے گا۔

میر: پچھلے معاہدہ کو آپ نے ہوا میں اڑا کر بغیر کسی سبب کے آپ نے سلطان کو چھیڑا ہے۔ یہ بربادی کی دعوت ہے۔ بادشاہ کی طاقت اور بہادری آپ سے کسی بھی طرح کم نہیں ہے۔

کارنوالس: مانتا ہوں۔

میر: وقت آنے پر اپنے وطن کی حفاظت کے لئے زندگی کی پرواہ کئے بغیر نتیجہ کا اندازہ لگائے بنا اپنی ذمہ داری نبھانے کے لئے ہمیشہ تیار رہنے والے وہ بہادر اور مجاہد ہیں۔

کارنوالس: ہمیں معلوم ہے، ایسے بہادر کی دوستی ہمیں نہیں ملی۔

میر: ٹھیک ہے، میں چلتا ہوں (چلنے کے لئے آمادہ ہوتے وقت ترمل رایا کارنوالس کو اشارہ کرتا ہے)

کارنوالس: ایک منٹ میر صادق، یہ ہمارا آپس کا معاملہ ہے آپ کی سفارت سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

میر: آپ کیا کہنا چاہتے ہیں کہئے۔

کارنوالس: ہمارے فریق شاید آپ سے ملے ہوں گے؟

میر: ملے تھے لیکن میں سلطنت کا ایک ایماندار رکن ہوں آپ کے حرص اور لالچ کو اپنے آپ کو فروخت کرنے والا نہیں ہوں۔

مل: تمہاری سوای بھگتی پر مجھے افسوس ہے، کئی مرتبہ سلطان نے آپ کی جو ہتک کی ہے سارے یش میں اس کی خبر پھیل چکی ہے۔ میر صادق کا نام تو اب ایک مذاق بن چکا ہے۔

رنوالس: I pity him---

مل: خوش قسمتی سے مہاراج سے آج راست طور پر ملنے کا موقع فراہم ہوا ہے ان کی مرضی پر پلنے کی کوشش کیجئے۔ کل ایک بہت بڑے جاگیر دار یا ایک چھوٹی سی سلطنت کے سلطان بھی بن سکتے ہیں۔

یر: آپ کی دریادلی پر شکریہ ادا کرتا ہوں، لیکن احسان کے بوجھ تلے دبے ہوئے تخت پر شین ہو کر نام کے لئے سلطان بن کر انگریزوں کے احکامات کا غلام بن کر نیچ زندگی جینا مجھے پسند نہیں۔

رمل: خود مختاری، دولت، قسمت جب اپنے آپ چلی آرہی ہے تو اس کا انکار کرنا پاگل پن ہے۔

ارنوالس: دیکھئے میر صادق، آپ کافی تجربہ کار آدمی ہیں، سلطان کی سلطنت کا سارا انتظامیہ آپ کے ہاتھ میں ہے، ہماری دوستی کے لائق ہو، آپ جو چاہیں گے ہم دینے کے لئے تیار ہیں ہماری چھوٹی سی مدد کریں گے آپ؟

میر: وہ کیا ہے؟

کارنوالس: معاہدہ کے لئے سلطان ہمارے شرائط مان لیں تو وہی کافی ہے۔

ترمل: شری رنگا! خاموشی کیوں اختیار کر رکھی ہے بس ہاں کہئے، دوستی کی اچھی شروعات ہوں گی، تمہاری قسمت کے دروازے کھل جائیں گے۔

کارنوالس: ہم اپنے دوستوں سے دغابازی نہیں کریں گے۔ ہماری جو مدد کرے گا اس کو برابر انعام و اکرام بھی ملے گا۔

ترمل: مثال، عظیم مقصد، حب وطن کے نعرے لگانے والے کئی لوگ انگریزوں کے سامنے گھٹنے ٹیک چکے ہیں۔ احتجاج کر کے خون میں نہا چکے ہیں، گدھوں کی غذا بن چکے ہیں، اخلاق کے چکر میں اپنی

گردن مت دیجئے، سنہری موقع کو ہاتھ سے جانے نہ دیجئے۔

کارنوالس: تمہارا ٹیپو ہمارا دشمن ہے۔ اب جنگ رکی بھی گئی تو آگے چل کر یہ اور بڑھے گی، ٹیپو جب تک زندہ ہے ہم کو ہندوستان میں قدم جمانے نہیں دے گا، معاہدہ ہو بھی گیا تو میں کڑے شرائط رکھوں گا، ہم اسے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔

ترمل: ختم ہو گیا، جیتنے والے گھوڑے کی دم پکڑو، اب بھی کیا سوچ رہے ہو، آپ کے دل میں ٹیپو سے رنجش ہے، اندرونی دشمنی ہے، مجھے یہ بات اچھی طرح معلوم ہے اس سے بدلہ لینے کا یہ بہترین موقع ہاتھ آیا ہے۔ مستقبل سنوارئے، مہارانی بھی آپ کے بارے میں بہترین رائے رکھتی ہیں۔ آپ سے ہمدردی ہے، مہربان مہاراج کی مہربانیوں کا فائدہ اٹھائیے، مثالیت پسند مریں، ہم عیش کریں گے آرام سے رہیں گے دولت کے انبار لوٹیں گے، یاد رکھئے سازش کے لئے برہمن جنگ کے لئے سچا مسلمان اس جوڑی کو کوئی ہرا نہیں سکتا، ہاتھ ملائیے۔

(میر صادق کا ہاتھ کھینچتا ہے کارنوالس مسکراتا ہے)

منظر-18

(رعایا میں جوش و خروش، خوشی، جشن پوجا اور عبادتوں کا طائرانہ منظر)

ازی خاں: فتح کا جشن منایا جا رہا ہے اور ایسا خوش کن منظر آئے پورنیا جی ہم بھی اس خوشی میں ا مل ہو جائیں۔

ورنیا: معصوم عوام خوشی منائیں، آیئے ہم مستقبل کی فکر کریں، عوام کی خوشی ہمیں اور آپ کو ہاں مل سکتی ہے۔

ازی خاں: ہم پر فتح پانے کے لئے انگریزوں کی جو فوج گھس آئی تھی شکست کا منہ دیکھ کر نا سید ہو کر واپس چلے جانے کی خبر کیا آپ کے لئے باعث مسرت نہیں؟

ورنیا: کبھی نہیں ہرگز نہیں یہ مکمل فتح نہیں ہے۔

ازی خاں: فتح نہیں ہے؟ گجل ہٹی وادی کے قریب کرنل فلائیڈ کی فوجوں کو نشانہ بنا کر ستیہ نگل سے دشمن کی فوجوں کا سلطانی فوج نے جو حال کیا ہے کیا فتح نہیں ہے؟ کوئمبتور میں جنرل میڈوز اور سوریٹ کی فوجوں کو جو مار بھگایا گیا، کمپنی کے اہم مرکز کرناٹک کو لامرکز بنا کر بارہ محل کے قریب یا کسویل کی فوجوں کو جو پسپا کیا گیا کیا وہ فتح نہیں ہے؟ ترچناپلی کی طرف سے حملہ کر کے کیاپٹن فلنٹ کی وجوں کا جو صفایا کر کے پیر ماگل پر قبضہ کیا گیا کیا وہ فتح نہیں تھی؟ فتح حیدر نے نظام الملک کی فوجوں پر جو بجلی کی سرعت سے جیت حاصل کی تھی کیا وہ فتح نہیں تھی؟

پورنیا: اس حیرت انگیز فتح کو حاصل کرنے کے کارناموں پر سلطانی فوج کی بہادری پر مجھے فخر ہے سپہ سالار جی، اتنا سب کچھ کرنے کے باوجود کیا آپ بتا سکتے ہیں اور دعوی کر سکتے ہیں کہ دشمن کا مکمل طور پر صفایا ہو چکا ہے کیا اس کا نام و نشان مٹ چکا ہے۔ دشمن پھر بنگلور لوٹ چکے ہیں ابھی تک ہماری سرزمین پر ٹھکانہ کئے ہوئے ہیں۔

غازی خاں: کارنوالس نے جب بنگلور کا محاصرہ کیا تھا اگر صحیح وقت پر سلطان خود جنگ کرتے

تو انگریزی فوج زمین چاٹ جاتی، بنگلور کے قلعہ پر قبضہ بھی نہ ہوتا۔

(ٹیپو سلطان داخل ہوتے ہیں)

ٹیپو سلطان: پورنیا جی! بنگلور میں بہادر خاں، ستیہ منگل میں ہمارے نسبتی برادر برہان الدین، ونڈیگل میں حیدر عباس وغیرہ کے شہید ہونے سے ہماری فوج کو جو نقصان پہنچا ہے کبھی پورا نہیں کیا جا سکتا۔ بنگلور کے زوال نے دشمنوں کو صدر مقام کے قریب پہنچا دیا ہے۔

پورنیا: جنگ میں فتح اور شکست عام بات ہے، یہ شکست نہیں ہے۔

ٹیپو: شکست نہیں تو اور کیا ہے؟ جن انگریزوں کے بیٹے ہمارا نام سنتے ہی تھرا اٹھتے تھے جن بدیسیوں نے جنگ میں شکست کھا کر ہماری شرائط پر بغیر کسی چوں وچرا کے دستخط کئے تھے۔ ہتھیلی چوڑی ریاست کے مالک سفید فام ساری دنیا پر حکومت کرنے کا عظیم مقصد لئے ہمارے خلاف تلوار اٹھاتے ہی ان کی ہمت کو چکنا چور کر کے انہیں قیدی بنا کر شری رنگاپٹن کی گلیوں میں گشت کروا کر جیل میں بند کر دیا گیا تھا آج ان کا جھنڈا بنگلور کے قلعہ پر لہرا لہرا کر ہماری بہادری کا مذاق اڑا رہا ہے پورنیا جی!

پورنیا: بنگلور کی جنگ بہادری سے جیتی جانے والی جنگ نہیں تھی۔ غداروں کا دھوکہ، سازیوں کی سازش کی جنگ اس جنگ کی شکست سے ہمیں ہمت نہیں ہارنی چاہئے سلطان۔

ٹیپو: پورنیا جی! ہماری فوجوں کی نقل و حرکت ہمارے دفاعی اقدامات کے رازوں کی خبریں کسی نہ کسی ذریعے دشمنوں تک پہنچائی جا رہی ہیں ہمیں اس بات کا گمان ہے۔

پورنیا: یہ بات صحیح ہے۔ جن پٹن کے نزدیک رام گری شیوگری ان پہاڑی وادیوں کے درمیان فوج سمیت کارنوالس پر حملہ کرنے کی مکمل تیاری کے بعد اس نے راستہ بدل کر خان خان بلی کے راستے سے ارکیرے پہنچا، جنگم گھٹہ کے قریب بھی یہی ہوا، کری گھٹہ میں ہم ان کے منتظر تھے بارش میں چور دروازے سے بھاگ نکلا۔

ٹیپو: جن کو ان جگہوں کا جغرافیہ معلوم ہے وہی غدار حملہ آوروں کی مدد کر رہے ہیں آج ہمیں اس

بات کا یقین ہو گیا ہے۔

پورنیا: ہاں سلطان۔

ٹیپو: جاسوسی فوج کو اور سختی برتنے کے احکام ضرور صادر کیے جائیں۔

پورنیا: شری رنگاپٹن کے قریب آئی ہوئی کارنوالس کی فوج بنگلور لوٹ چکی ہے، غذا کی کمی، بیماری کا عذاب، جانوروں کے مرنے سے انگریزوں کی حالت بہت بری ہو چکی ہے۔

ٹیپو: اس سے ان کی طاقت کم نہیں ہو گی پورنیا جی!

پورنیا: تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ خون کے پیاسے راکشسوں کے یک جٹ ہو جانے کا اندیشہ ہے۔

ٹیپو: انگریزوں کی سمجھ میں آنے والی ایک ہی زبان ہے وہ ہے تلوار کی زبان۔

پورنیا: موسم باراں کے ختم ہونے پر حملہ کیا جا سکتا ہے۔

ٹیپو: اس میں کوئی شک نہیں، میسور کی تیسری جنگ ہماری بقا اور فنا کا سوال کھڑا کر سکتی ہے۔ نتیجہ کی پرواہ کیے بغیر جنگ کی فوری تیاری کی جائے۔ قلعوں کے برجوں کو مضبوط کرایا جائے۔ فوجی طاقت بڑھائی جائے، شری رنگاپٹن کا قلعہ سارے میسوریوں کی عزت کا نشان ہے اس کی حفاظت کی ذمہ داری ہماری ہے۔

پورنیا: آپ کے ایک اشارے پر دشمنوں پر حملہ آور ہو کر جنگ کی دیوی کے پیروں پر سر رکھنے کے لئے ہماری فوجیں تیار ہیں سلطان۔

ٹیپو: پورنیا جی! شری رنگاپٹن کے کمان کے درمیان سرچیٹھ مینار کی حفاظت کے لئے سید غفار کو، مشرقی حصہ کی فوجی قیادت سید حمید کی سالاری میں، عید گاہ کے ٹیک پر قائم کیے جائیں اس سے پہلے جن لوگوں کا تقرر دوسرے حصوں کی محافظت کی ذمہ داری دی گئی تھی وہی ان ذمہ داریوں کی نبھائیں گے۔ درمیانی فوجوں کی قیادت ہم کریں گے۔

پورنیا: آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔

ٹیپو: ہماری سیاسی زندگی میں اب بہت ہی نازک اور خطرناک موڑ پیدا ہو گیا ہے، انگریزوں کی سازش کو ناکام بنانے کے لئے ہم نے عملی اقدام کیے ہیں۔ ان پر عمل در آمدی کا کام اب ہمارے افسروں کا ہے۔ ان کی وفاداری کمزور ہو گئی تو ان کو ٹھیک کرنے تک کا وقت ہمارے پاس نہیں ہے۔ ہمارے لئے پردیسیوں کی جڑوں کو اکھاڑنا جتنا اہم ہے اتنا ہی اہم کام ہماری رعایا کی فلاح و بہبود کا بھی ہے۔ جنگ کے بارے میں پہلے سے مستعد رہنے کے احکامات ساری ریاست میں بھیج دیے جائیں۔ ہم متحدہ افواج اور اس کے ظلم سے ڈرنے والے بزدل نہیں۔ ہم یہ ثابت کر دکھائیں گے۔ ہماری جنگی قابلیت کا وہ منظر بھی متحدہ افواج کے سپہ سالار لارڈ کارنوالس کو دکھائیں گے!!

منظر-19

(پھلوں کا باغ۔ راج آئینگر کے ساتھ علی میاں پھل کھاتے ہوئے باتیں کر رہا ہے)

علی میاں: ویلش ورروی مردہ باد۔۔۔ ویلش کے دشمن۔۔۔ مردہ باد!

آئینگر: کس کے خلاف یہ نعرے لگا رہے ہو، علی میاں؟

علی: ان دھوکہ بازوں کے خلاف جنہوں نے ہمارے سندر بنگلور کو فرنگیوں کے حوالے کر دیا ہے۔ آئینگر بھائی مجھے اس بات کا بہت دکھ ہو رہا ہے۔

آئینگر: سلطانی مملکت کی روز افزوں ترقی گوارانہ کرنے والوں کا اس میں ہاتھ ہے علی میاں!

علی: کیا ایسا ہے بھائی۔۔۔

آئینگر: ہاں، علی میاں، سابق مہاراج سے عزت، انعام و اکرام، درجہ وغیرہ تمام سہولیات کو فضول میں حاصل کرنے والے چند اہم اشخاص، بنگلور کے چور دروازے سے اسلحہ کے ذخیروں تک فرنگیوں کو پہنچانے والے، فوجی رازوں کے جاننے والے چند اہم سیاسی رہنما ہی تھے اور انہیں کو بنگلور کے فوری زوال کا سبب کہا جا سکتا ہے۔

علی: نہیں بھائی نواب کے نہایت قریب رہنے والے۔

آئینگر: پورنیا وفادار ہیں انہیں چھوڑ کے اور ہاں کرشنا راؤ۔۔۔

علی: ہاں کشن راؤ کے بھائی شیشگری راؤ کے بارے میں یہ خبر بھی ملی ہے کہ انہوں نے انگریزوں کو رازدارانہ طور پر پترے روانہ کر رہے ہیں۔

آئینگر: پترے نہیں پتر، یعنی خطوط۔

علی: ہاں وہی، سلطان کو اس کا پتہ چلنے پر انہیں سخت سزا بھی دی گئی۔ ہر طرف اسی کا چرچا ہو رہا ہے۔

آئینگر: بہت سے بے ایمانوں کو سزا بھی ہوئی۔ مگر کیا فائدہ؟ بنگلور تو ہاتھ سے نکل گیا۔

علی: جب انگریزی فوج شری رنگا پٹن آئی تھی تب ہی سلطان اس کو مار کر مسالہ بنا دیا تھا۔

آئینگر: اگر ایسا کیا ہوتا تو شاید اچھا ہوتا؟ لیکن سیاست میں نہ جچنے والا کمھن جیسا ارادہ سلطان کا۔ فتح کے جشن میں اندازہ کیا ہوا کڑوا پھل سامنے آنے والا ہے۔ آخر کار سلطنت میں رہنے والے منافقوں کے درمیان شری رنگا پٹن کا کیا حال ہوگا۔ یہ تو شری رنگا ہی بہتر جانے۔

علی: انگریزی فوج کیا اب پھر واپس آ بھی سکے گی بھائی!

آئینگر: آئے گی نہیں، آئی ہوئی ہے۔ ایروڈ کے قریب فوج نے پڑاؤ ڈال رکھا ہے۔

علی: کیا۔۔۔ کیا۔۔۔ کیا؟

آئینگر: کیا بھی نہیں، کی بھی نہیں۔ برسات کا موسم بھی ختم ہو رہا ہے۔ جنگ شروع ہو چکی ہے اور اس کا خاتمہ تو ہونا ہی ہے۔ بنگلور پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد انگریزوں کے حوصلے اور ان کی فوجی طاقت بڑھ چکی ہے۔ پونا سے چالیس ہزار گھڑ سوار فوج کے ساتھ پنت، حیدر آباد نواب کا بیٹا سکندر جاہ اٹھارہ ہزار گھڑ سوار فوج کے ساتھ آ کر شامل ہو چکے ہیں۔ فوج کا بہت بڑا سیلاب شری رنگا پٹن کو اپنی لپیٹ میں لے کر اسے ڈھانے کے لے تھوڑی ہی دیر میں گھسنے والا ہے۔

علی: اگر آگے بڑھیں گے تو روک سکیں گے۔ سلطان نے زبردست جنگ کی تیاری کی ہے۔

آئینگر: اس میں کوئی شک نہیں کہ اپنی پوری شدت سے آگے بڑھنے والے جنگی بھوت کو روک کر اسے قتل کرنے کی طاقت اور بہادری سلطان میں تو ہے لیکن دل میں کفر رکھنے والے منافق ریاست میں زیادہ ہیں۔ دشمن کی کمک کر رہے ہیں۔ اس کا حوصلہ بڑھا رہے ہیں علی میاں ہماری سرزمین کو دھوکہ کے قعر میں دھکیلنے کی کوشش میں جٹے ہوئے ہیں۔

علی: دیکھو بھائی، کچھ مسلمان ایک دوسرے سے نفرت کرتے ہیں۔ دونوں ذات کے کچھ لالچی لوگ آپس میں مل کر سلطانی سلطنت کے خلاف اندرونی طور پر مصلحت کر رہے ہیں مگر ہم دونوں جگری دوست ہیں آئنگر بھائی۔

آئینگر: میرے لئے ایشور، اللہ ایک ہیں، ایک ہی پر برہما پروردگار، ہر چیز میں ظاہر ہو کر وہ اپنی شان وشوکت دکھا رہا ہے۔ اس کو پوجنے کا طریقہ الگ الگ ہے۔ رنگ الگ الگ ہیں لباس جدا جدا ہیں لیکن بنیادی طور پر انسان کا خاندان ایک ہی ہے۔ زندگی ایک ہی دل کی دھڑکنیں ایک ہیں۔ مذاہب کے مختلف روپ ہوں گے۔ لیکن دھرم کا ماخذ ایک ہی ہے۔ منزل ایک ہے۔ طریقہ ایک ہے۔

علی: اوہ تم کتنے مہان ہو آئینگر جی، کتنے بڑے وچار ہیں بھائی، میں تمہیں سلام کرتا ہوں۔

آئینگر: آفت کی اس گھڑی میں ہم تم ہاتھ باندھ کر بیٹھے رہیں یہ کچھ اچھا نہیں لگتا۔

علی: جنگ کرنا چاہتا ہوں، لیکن جنگ کا فن نہیں سیکھا دوست!

آئینگر: باقاعدہ جنگ کا فن سیکھنے کی ضرورت نہیں علی، جنگ کا تخیل ہی کافی ہے۔ دشمنوں کے ساتھ ایک نہ ایک طریقے سے لڑ سکتے ہیں۔

علی: کیا بات ہے؟ ہم ہندوستانی دیش کے سپاہی ہیں، سر کٹانے کے لئے تیار لیکن سر جھکانے کے لئے تیار نہیں۔ ہندو مسلم ایک ہیں بھائی بھائی ہیں (تلوار پکڑ کر) میں کہتا ہوں اللہ اکبر۔

آئینگر: جے شری رنگا۔

(دونوں گلے ملتے ہیں)

منظر۔20

(شری رنگا پٹن کا میدان جنگ، ٹیپو سلطان اپنے سپہ سالاروں سے مخاطب ہو کر)

ٹیپو سلطان: میسور کے بہادر سپاہیو، ہماری بہادری کے امتحان کی گھڑی آئی ہے۔ لارڈ کارنوالس کی اتحادی فوج کا سمندر شری رنگا پٹن کا محاصرہ کر رکھا ہے۔ اس فوج کے پاس زیادہ سے زیادہ تعداد میں تباہ کن ہتھیار بھی ہیں۔ ہماری فوج کی تعداد ان فوجوں کے مقابلے میں مقدار کے لحاظ سے کم ہوگی۔ لیکن کیا ہوا؟ ہم تو جنگی جوہر سے مالا مال، ہمارے سینے فولادی ہیں اور ہم تمام جنگ جاز ہیں۔ ہماری آزادی کے جھنڈے پر ہاتھ بڑھانے والوں کے سینوں پر چڑھ کر کھڑے ہونے والے مردانہ سینہ کے ہم مرد ہیں۔ آج ہمیں لڑائی لڑنی ہے تو اپنی زریں زمین کی آزادی کے لئے۔ اپنے مافی الضمیر کے لئے۔ منزل مقصود کے لئے، مقصد کے لئے انسانی اقدار کی حفاظت کے لئے۔ اس جنم کی نیکی خاص کر اس جدوجہد سے معلوم کریں گے دشمنوں کا غرور مٹی میں ملا کر دنیا کی تاریخ میں ایک نئے باب کی شروعات کریں گے۔ بہادری، کارنامہ اور فرض کے عالی شان مینار پر صدیوں تک چمکتے رہنے والے کیرتی کلس کو رکھیں گے۔ جنگ میں دھوکہ دہی عام بات ہے۔ دھوکہ دہی سے پیٹ میں چھرا گھونپنے والے غداروں سے ہوشیار رہیں، (میر صادق ایک لمحہ کے لئے گھبرا کر کھڑا ہو جاتا ہے) بہادرو! ہمارے ساتھ آچاریہ چانکیہ کی طرح بزرگ سیاستدان پورنیا ہیں۔ دشمن کے خاندان کے لئے بھیانک روپ اختیار کرنے والا سپہ سالار غازی خاں، سیاسی مدبر میر صادق، جانباز بہادر لکشمن، بنسی لال، کریم الدین خان، فضل اللہ خاں، بدر الزماں، عبدالغفار جیسے بہادر اور دیگر بہادروں کی رہنمائی آپ کو حاصل ہے۔ ان سب کے جوش وخروش ولولہ اور حوصلہ کی رہنمائی میں آپ جیسے کارنامہ انجام دینے والوں کے گردنوں میں فتح کے ہار ضرور پڑیں گے۔ اللہ اور اس کے رسول کا فیض سلطنت خداد پر ہے۔ شری رنگا، چامنڈی کی مہربانی اور محافظت مملکت میسور پر ہے۔ دشمن پر حملہ کرنے کے لئے دشمن کی فوج کی تعداد کو دیکھ کر گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ جنگ ہمارے لئے کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ قلعہ کا محاصرہ بھی

پہلی بار نہیں ہوا ہے۔ ہم آگے بڑھ کر جدوجہد جاری رکھیں گے۔ زندہ رہیں تو غازی، مریں تو شہادت نصیب ہوگی۔ جنگ کا بگل بجاؤ، نقارہ پر چوٹ دو، ایک ہی آواز کے ساتھ نعرہ لگاؤ، اللہ اکبر۔

جنگی نعرہ: اللہ اکبر

پورنیا: جے شری رنگا

جنگی نعرہ: جے شری رنگا

ٹیپو سلطان: بہادرو جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ، بہادروں کی طرح دشمنوں کی فوجوں پر بجلی کی طرح ٹوٹ پڑو، جنگل کی آگ کی طرح انہیں اپنی لپیٹ میں لے لو، انہیں گاجر مولیوں کی طرح کاٹتے ہوئے آگے بڑھ جاؤ، انشاءاللہ فتح ہماری ہوگی۔

نعرہ: سلطنت خداداد!۔۔۔ زندہ باد

ٹیپو سلطان کی۔۔۔۔۔ جیت ہو

(میانوں سے تلوار باہر نکال کر ٹیپو سلطان، پورنیا، غازی خاں، میر صادق، راج آئینگر آگے بڑھتے ہیں)

نعرہ: اللہ۔۔۔ اکبر۔۔۔۔، جے شری رنگا۔۔۔۔۔ جے شری رنگا

(سبھی چلے جاتے ہیں)

ٹیپو: یلغاررر۔۔۔۔!

(جنگ اپنے عروج پر ہے۔ بائیں طرف سے کارنوالس داخل ہوتا ہے۔ چہرے پر نقاب ڈالے میر صادق لومڑی کی طرح اس کا پیچھا کر رہا ہے)

میر صادق: کیا آپ نے ٹیپو سلطان کو دیکھا ہے؟ اب دیکھئے۔ اُدھر۔۔۔۔۔ دور اپنے برق رفتار "دلخوش" گھوڑے پر سوار جنگی لباس پہنے برہنہ تلوار لئے شعلہ کی طرح بھڑکنے والا ہی ٹیپو ہے۔ دیکھئے حضور! وہ مضبوط سینہ، یقین کا پیکر، خودداری کی بصیرت، عزم مصمم کی خود نمائی، یقینی جیت کا استحکام، دل میں یقینی فتح کا مستحکم ارادہ اس کے چہرے پر کیسے چمک رہا ہے۔ ایسے بہادر کا کوئی ثانی نہیں۔

کارنوالس: اوہ بس کرو، میرے سامنے میرے دشمن کی۔۔۔۔۔

میر صادق: میں نے تعریف کی؟ جی۔۔۔۔ ٹیپو میں ضرور ایسی کوئی غیبی طاقت ہے۔ چہرے پر جادو ہے۔ اسی لئے میں نے اپنے آپ کو بھلا دیا۔ بڑا بڑا دیا، کیا آپ ڈر گئے؟

کارنوالس: ڈرا خوف؟ مجھے! دیکھو۔۔۔ دیکھو (تھر تھر کانپ رہا ہے)

میر صادق: سنا ہے! اپنے ضدی بچوں کو ٹیپو کا نام لے کر ڈرا دھمکا کر ان کو خاموش کرواتے ہیں۔ اب آپ بھی راست طور پر گھبرا گئے تھے۔ اسی لئے یہ گمان ہوا۔

کارنوالس: اچھا ان باتوں کو رہنے دو، یہ بتاؤ کہ اس کو کس طرح ہرایا جا سکتا ہے؟

میر صادق: آپ اسے کیسے ہرا سکتے ہیں، ٹیپو کو تو میں ہراؤں گا۔

کارنوالس: کیا؟ کیا کہا؟

میر صادق: حضور! میں نے آپ کا نمک کھایا ہے، نمک حلال کر کے دکھاؤں گا، اس میدان جنگ میں میسوری فوج کی توپوں کے گولہ بارود کے ذخیرے کے ذمہ دار لوگ میرے ہیں۔ ٹیپو کی فوج میں لاتعداد نظام اور مرہٹہ سپاہیوں اور راوتوں کو شامل کر دیا گیا ہے۔ ایک ہی زبان، ایک ہی لباس۔ ہا۔۔۔ہا۔۔۔ہا۔ ہری جھنڈی کا اشارہ کرتے ہی میدان جنگ کا نقشہ بدل جائے گا۔ ہمارے سپاہی جب تک وہاں ہیں ہماری توپیں آپ پر نہیں اڑیں گی۔ افراتفری، شور و غل میں تم اپنی توپیں اڑاتے رہو اور فوجی طاقت کا استعمال کرو۔

کارنوالس: ونڈر فل

میر صادق: لیکن ایک بات یاد رکھو، ٹیپو جب تک قلعہ سے باہر جنگ کر رہا ہو اس کو ٹھکانے لگا دو تو آپ جیت سکیں گے۔ اگر وہ کسی بھی طرح قلعہ کے اندر چلا گیا تو اس کو جھکانا مشکل ہے۔ قلعہ کی حفاظت کا سارا انتظام وہ اپنے ہاتھ میں لے لے گا۔

کارنوالس: میں تو یہیں ٹیپو کو پکڑ لوں گا۔

میر صادق: کس کو پکڑیں گے؟ ادھر دیکھئے، تمہاری فوج کا کیا حال کر رکھا ہے، کیسے پیچھا کر رہا ہے۔ تمہاری فوج بکھر چکی ہے۔ ٹیپو کا گھوڑا ادھر ہی آرہا ہے، میں تو مر گیا، میں چلا (چلا جاتا ہے)

کارنوالس: اوگاڈ۔۔۔ لیفٹیننٹ کرنل سٹیورٹ اٹیاک ہم! آئی واٹ وِس ٹیپو آئیو۔۔!

(چلا جاتا ہے)

(مشعل اٹھائے سپاہی داخل ہوتے ہیں۔ ہاتھوں میں برہنہ تلوار لئے ٹیپو اور پورنیا داخل ہوتے ہیں)

ٹیپو سلطان: یہ کیا معاملہ ہے پورنیا جی، اچانک حملہ طاقتور ہوتا جا رہا ہے۔ دباؤ بڑھتا جا رہا ہے۔

پورنیا: متحدہ فوج کو کارنوالس نے تین حصوں میں بانٹ رکھا ہے۔ دائیں طرف کی فوج جنرل ہیڈوز، بائیں کی فوج لیفٹیننٹ کرنل میاکویل کی قیادت میں ہے۔ درمیانی فوج کی قیادت خود کارنوالس کر رہا ہے۔ اس کی مدد کے لئے لیفٹیننٹ کرنل سٹیورات ہے۔ مرہٹہ اور نظام کی فوجیں انگریز افسران کے ماتحت ہیں کارنوالس نے سخت احکامات جاری کئے ہیں۔

ٹیپو سلطان: سپہ سالار ہری پنت، سکندر جاہ کی بے عزتی کے لئے ہی یہ احکامات جاری کئے گئے ہیں۔

پورنیا: ہمارے حملہ کی شدت کے باعث انگریزی فوج کے قدم اکھڑ چکے تھے۔ جان کے خوف سے بھاگنے لگے تھے۔ کارنوالس بھی بے بس ہو چکا تھا۔ لیکن اب ایک ساتھ تین طرف سے حملہ شروع کر رکھا ہے۔ فوجوں میں پھر سے نیا جوش و خروش آچکا ہے۔

ٹیپو سلطان: یہ تو بڑے تعجب کی بات ہے کہ جنگ کا نقشہ اچانک تبدیل ہو رہا ہے۔

(غازی خاں داخل ہوتے ہیں)

غازی خاں: سلطان! دریا دولت کے قریب کیا ٹیپن ہنٹر کی فوج ہے۔

(میر صادق داخل ہوتا ہے)

میر صادق: سلطان! متحدہ افواج سفید فاموں کے ساتھ ساری سرزمین پر پھیلی ہوئی ہے۔

اندھیرے میں جدھر بھی نظر اٹھا کر دیکھئے صرف مشعلیں ہی مشعلیں دکھائی دے رہی ہیں۔

غازی خاں: ہمارے محفوظ علاقے بغیر کسی مزاحمت کے دشمنوں کے قبضہ میں چلے گئے ہیں۔ گولہ بارود بے معنی ہو چکے ہیں۔ ہمارے سپاہیوں کے لباس میں دشمن کے سپاہی ہمارے سپاہیوں کے ساتھ لڑ رہے ہیں۔

میر صادق: گنجام، لال باغ، کری گھٹہ میں شدت کا حملہ ہو رہا ہے۔ ریت کے بورے بھر کر کاویری ندی میں راستہ بنا لیا گیا ہے۔

ٹیپو سلطان: کیا؟ کاویری ندی ایک نالے سے بھی گئی گزری ہو گئی۔ ایک ہی رات میں دشمن اتنی آسانی سے ہماری سرزمین میں آجانے کا کیا مطلب ہے؟ ان کو اتنی سہولیات فراہم کرنے والے کون ہیں؟ یہ کوئی معمولی سازش نہیں ہے۔ (میر صادق گھبرا کر کھڑا ہو جاتا ہے)

پورنیا: سیاست میں دوست کم اور دشمن زیادہ ہیں۔ وہ دیکھئے دشمن کی فوج آپ کو نشانہ بنا کر گھیرا ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ آپ کے محافظ اس سخت حملے کو روکنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

ٹیپو سلطان: ہم اپنی جان کو داؤ پر لگا کر میدان جنگ میں کود رہے ہیں۔ ہم قدم پیچھے ہٹانے والے بزدل نہیں۔ ہم آخری سانس تک لڑتے رہیں گے۔ فتح یا شہادت! (آگے بڑھتے ہیں)

پورنیا: سلطان۔۔۔ ہوشیار

ٹیپو سلطان: انگریزوں نے جتنی ریاستیں فتح کی ہیں ان سب میں اہم اور عالی شان فتح میسور کی ہے پورنیا جی۔ ان کے حق میں موت ثابت ہونے والے ہم جب تک زندہ ہیں فتح میسور کا خواب صرف خواب ہی رہے گا۔ ہم یہ ثابت کر کے رہیں گے۔

پورنیا: جانتا ہوں مہاراج! صرف میسور ہی نہیں، عظیم ہندوستان کا مستقبل صرف آپ کے وجود سے جڑا ہوا ہے۔ دنیا کے بہت بڑے بہادر آپ! اس نازک موقع پر طیش کا شکار نہ بنیں میری صلاح مانئے، میسوری فوج کو بہ حفاظت قلعہ میں پہنچائیے، ہم اپنی ساری طاقت کو مجتمع کر کے پھر ایک مرتبہ

دشمنوں کے ساتھ فیصلہ کن جنگ کریں گے۔

(توپ چلنے کی بھیانک آواز)

قلعہ کے برج سے کسی نے توپ داغی ہے۔ اس طرف پوری رفتار سے بھاگ کر آنے والے دشمن کے کئی سپاہی زخمی ہو گئے۔ دوسرے بھگدڑ مچا کر بھاگ رہے ہیں۔ قلعہ میں داخل ہونے کا دروازہ کھلا اور صاف ہے۔ اب دیر نہ کیجئے سلطان۔

ٹیپو سلطان: اچھی بات ہے۔ مرضی ہوئی از ہمہ اولیٰ، اللہ کی جیسی مرضی کروانے والا بھی وہی اور کرنے والا بھی وہی ہے۔ آیئے ہم اپنا فرض نبھائیں گے۔ (غازی خاں کی طرف دیکھتے ہوئے) ہماری ساری فوج قلعہ میں اکٹھی کی جائے۔

(ٹیپو سلطان، پورنیا، آئنگر چلے جاتے ہیں۔ میر صادق داڑھی پر ہاتھ پھیرتا کھڑا رہتا ہے)

(اندھیرا) (منظر میں تبدیلی، قلعہ کا اندرونی حصہ ایک سپاہی برج کی توپ کے قریب کھڑا ہے۔ ایسے میں ٹیپو سلطان اور پورنیا داخل ہوتے ہیں)

ٹیپو سلطان: قلعہ کے دروازوں کو مضبوطی سے بند کرنے کے لئے ندیم کو حکم دیں، فصیلوں کے توپ کی ساری فوج کو مکمل طور پر تیار رکھا جائے۔ سپاہی تیار رہیں، گولہ بارود باقاعدہ بھیجے جاتے رہیں۔ قلعہ کے صدر دروازے پر گھڑسوار فوج تیار رہے۔ ہتھیار بند فوج ہمارے احکامات کی منتظر رہے

(پورنیا آداب بجالا کر چلا جاتا ہے)

نوجوان ... ادھر تو آنا ...

(نوجوان قریب آکر چھپ کر کھڑا ہو جاتا ہے)

ہم پر حملہ آور ہونے والے سپاہیوں پر گولہ چلا کر خطرہ سے بچانے والا سپاہی تو ہی تھا؟

نوجوان ملبوس: ہاں بادشاہ سلامت ہم ...؟

ٹیپو سلطان: (اس کا چہرہ اپنی طرف پھیر کر) رقیہ بانو ...! اس وقت اس خطرناک جگہ میں

آپ!!؟

رقیہ بانو: فصیل پر سے میدان جنگ کا منظر، شعلوں کی روشنی میں بڑا خوبصورت دکھائی دے رہا تھا۔ آپ کا بہادرانہ اقدام، کارنوالس کا خوف کھا کر پیچھے قدم ہٹانے کا منظر معجزاتی تھا اور یہ حیرت ناک منظر بدن پر رونگٹے کھڑا کر رہا تھا اس لئے ...

ٹیپو سلطان: یہ ہمارے سوال کا جواب نہیں۔

رقیہ بانو: ہمیں معاف کر دیجئے میرے حضور! نہیں معلوم کیوں، اس جنگ کے شروع ہوتے ہی ہمارے دل میں ایک عجیب سا خوف کروٹیں لینے لگا۔ محل میں ہم سے رہا نہیں گیا۔ اس لئے میدان جنگ میں چلے آئے۔ جب ہم نے راست طور پر آپ کو دیکھا تو کچھ تسلی ہوئی اور سارے خدشات دور ہو گئے۔

ٹیپو سلطان: آپ کوئی عام خاتون نہیں اس سر زمین کی ملکہ ہیں اس طرح تمہیں یہاں یکہ و تنہا نہیں آنا چاہئے تھا رقیہ بانو۔

رقیہ بانو: بہادر ملکائیں رضیہ سلطان، چاند بی بی، مہارانی درگاوتی جیسی شخصیتوں سے ہم نے جوش و جذبہ پایا ہے۔

ٹیپو سلطان: نہیں نہیں بانو، جو کارنامہ آپ انجام نہیں دے سکتیں اس کی کوشش نہ کریں۔ آج جو آفت ہمیں پیش آنے والی تھی جس حادثہ سے ہم دوچار ہونے جا رہے تھے اس کو روک کر آپ نے اپنی بہادری ثابت کر دی ہے۔ لیکن ہماری ہمت اور طاقت تو آپ ہیں ملکہ۔ آپ کی خیریت ہمارے لئے کافی اہم ہے۔

رقیہ بانو: ہم تمام کے لئے آپ کی خیریت سب سے اہم ہے میرے سر تاج!

ٹیپو سلطان: ہمارے خوابوں کی تعبیر حاصل کرنے کے لئے ہمیں کتنی اور سخت آزمائشوں سے گزرنا ہو گا ان کا نشانہ بننا ہو گا۔ فنا اور ناکامیوں کا منہ دیکھنا ہو گا۔ قربانی کے لئے تیار رہنا ہے۔

رقیہ بانو: میرے حضور! ہم سب آپ کے ساتھ ہیں۔ کسی بھی کٹھن آزمائش کی گھڑی میں آپ کے

قدم نہ ڈگمگائیں ہم بھی دعا ہمیشہ رب العالمین سے کرتے رہیں گے۔

ٹیپو سلطان: آپ یہاں سے فوراً چلی جائیں یہ خطرناک جگہ ہے۔ بچوں کے پاس رہیں (اونچی آواز میں آپ اپنے گھوڑے کو آواز دیتے ہیں) ولخوش! (گھوڑے کی ہنہنانے کی آواز ساتھ ہی اس کے ٹاپوں کی آواز) ولخوش، ملکہ کو بحفاظت لال محل میں چھوڑ آ (ٹاپوں کی آواز)

منظر-21

(لال محل کا دربار ہال ٹیپو سلطان، میر صادق اور محافظ دستہ موجود ہے)

ٹیپو سلطان: سمجھوتہ۔۔۔۔ معاہدہ۔۔۔ کس کے ساتھ سمجھوتہ کریں! کس لئے سمجھوتہ کریں۔ ترازو لے کر ہندوستان میں بیوپار کے لئے آنے والے ولایتی بیوپاریوں سے معاہدہ؟ پھوٹ ڈال کر حکومت کرنے والے لوگوں سے، ان لوگوں کو پناہ دینے والی شمالی ریاستوں کو نگل کر، اب جنوب کی ریاستوں کو نگلنے کے لئے حملہ آور بن کر حرص وہوس اور لالچی کمپنی والوں سے معاہدہ؟ یا اس مٹی سے جنم لینے والی مٹی کی عظمت کو بھول کر، لالچ کا شکار ہو کر اپنے آدرشوں کو ہوا میں اڑانے والی بے شرم طاقتوں کے ساتھ معاہدہ؟ امن وشانتی کا پیکر، سرسبز صندل کی سرزمین کی آزادی کو آگ لگانے کی کوشش میں جٹے خود غرض سازشیوں سے معاہدہ؟ میر صادق جی متحدہ افواج نے فتح حاصل نہیں کی ہے اور اس ٹیپو نے شکست کا منہ نہیں دیکھا تو پھر معاہدہ کا سوال ہی نہیں اٹھتا۔

میر صادق: سیاسی ماہرین کی کمیٹی نے بگڑی ہوئی جنگی حالت کا تفصیلی جائزہ لے کر جنگ بندی کی صلاح دی ہے۔

ٹیپو سلطان: کیا اس صلاح و مشورہ میں پورنیا جی نے بھی حصہ لیا تھا؟

میر صادق: نہیں

(پورنیا داخل ہوتا ہے)

پورنیا: حصہ نہ لیتے ہوئے بھی امن کی تجویز سے میں بھی متفق ہوں۔

ٹیپو سلطان: کیا کہا؟ تم۔۔۔ تم۔۔۔ بھی یہی کہتے ہو؟

پورنیا: اس میں کوئی شک نہیں۔ انگریزی فوج نے آدھی رات کے وقت تین طرف سے اچانک ہم پر ہلہ بول دیا جس کے باعث ہمیں کافی نقصان پہنچا ہے۔

میر صادق: قلعہ کا محاصرہ کرنے کے لئے انگریزوں نے پوری تیاری کرلی ہے۔ ان کے پاس بھاری تباہ کن جنگی اسلحہ ہے۔ پہاڑ کو جس طرح شبنم چھپالیتی ہے اسی طرح ہتھیار بند بڑی فوج سارے قلعہ کو گھیر چکی ہے۔

ٹیپو سلطان: طاقت اور قابلیت کا انحصار تعداد پر نہیں ہوتا۔ ہمت و حوصلہ و خود اعتمادی رکھنے والی کم تعداد فوجی طاقت بڑی تعداد کی فوج کے سوال کا برابر جواب دے سکتی ہے۔

پورنیا: طیش میں آکر ہمیں جنگ کی دعوت نہیں دینی چاہئے سلطان۔

ٹیپو سلطان: کیا معاہدہ بزدلوں کے حفاظت کا خول نہیں ہے پورنیا جی؟

میر صادق: طیش و غصہ بم کی طرح پھٹ کر، موجوں کا تھپیڑا بن کر دشمن کو بھون کر نہیں رکھ سکتا سلطان!

پورنیا: سچ ایسی حالت میں بدلہ کی چنگاری کو ٹھنڈا کیجئے مہاراج! غصہ کو پی جانا بھی کچھ کم بہادری نہیں ہے۔

ٹیپو سلطان: فرد سے بڑھ کر سماج اور سماج سے بڑھ کر وطن!

میر صادق: سب کے مر مٹ جانے سے وطن کی کیا فلاح ہو سکتی ہے؟

ٹیپو سلطان: آزاد ہندوستان کے شاندار مستقبل کا مندر قربانی کرنے والوں کے جسموں سے بننے کا وقت قریب آرہا ہے۔

پورنیا: ہمیں زندہ رہ کر وطن کی حفاظت کرنا عقلمندی کا کام ہے نا مہاراج؟ اب پہاڑ کی طرح آئی ہوئی آفت کو مکھن کی طرح پگھل جانا چاہئے بس!

ٹیپو سلطان: انگریزوں کو اس ملک سے مار بھگانا ہی ہمارا عین مقصد حیات ہے۔ قدم قدم پر انگریزوں کے خلاف سخت مزاحمت کھڑی کر کے منزل پانے تک جدو جہد جاری رکھنا ہی ہماری زندگی کا اہم ترین مقصد ہے۔

پورنیا: منزل بعید کے اس نشان کی طرف یکہ و تنہا کسی کے سامنے سر جھکائے بغیر آگے بڑھ چکے ہیں۔ پردیسیوں کی سامراجیت کا ہمیشہ آپ انکار کرتے آرہے ہیں۔ لیکن آپ کے دور حکومت میں کتنی ہی سیاسی مشکلات ہوں جنگیں ہوئیں، لیکن عوام کی فلاح و بہبود کے متعلق آپ نے کبھی انہیں مایوس نہیں کیا۔

میر صادق: اگر آپ اپنی ضد پر اڑے رہے تو ساری چیزیں تباہ ہونے کا اندیشہ ہے۔ عوام آپ کے فیصلے کے منتظر ہیں۔

پورنیا: عوام کی نبض میں اچھی طرح پہچانتا ہوں۔ آپ کی عقلمندی آپ کے کارنامے، آپ کے جوشیلے سرچشمہ کی سدا بہار نغمگی سے عوام متاثر ہیں، بادشاہ کی عظمت اور شہرت کو بچانا آپ کا فرض مانتے ہیں۔ آپ کی دعوت پر آپ کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں گے۔

میر صادق: سلطان کے خلاف بغاوت کرنے والے آدمی کو ایک ہزار پگوڈا، انگریزوں کی مزاحمت کرنے والے کو سخت سزائیں، اس بات کا اعلان کارنوالس نے مقبوضہ علاقوں میں کردیا ہے۔ اب عوام کی حفاظت کی ذمہ داری کا بوجھ آپ کے کندھوں پر ہے۔

پورنیا: ایک ماہر سیاست دان کی حیثیت سے سفید فاموں نے مرہٹہ اور نظام کو اپنی گرفت میں لے رکھا ہے۔

میر صادق: ان تینوں میں آپس کا بھروسہ مستقل طور پر قائم رکھنا مشکل ہے۔

پورنیا: پھوٹ پڑنے پر انگریز یکہ و تنہا رہ جائے گا۔ اس وقت ان کے فنا کا کام آسان ہو جائے گا۔

میر صادق: اب تو آپ معاہدہ کی اہمیت کا اندازہ کر کے اس کو منظوری دیں۔

ٹیپو سلطان: کیوں؟ کیا ہم نے کبھی امن نہیں چاہا؟ انگریزوں نے بغیر کسی سبب کے جب اعلان جنگ کیا اور ہم نے امن کا پیغام روانہ کیا تو اس کا کیا نتیجہ ملا۔ پیٹھ میں چھری اور سینہ پر گولیاں۔

پورنیا: اگر امن معاہدہ کی پیش کش کو کارنوالس نے ماننے سے انکار کردیا یا ٹھکرادیا تو؟

میر صادق: ماہر سپہ سالار کارنوالس اس بہترین موقع کو ہاتھ سے جانے نہیں دے گا۔

پورنیا: سچ ،ایسا سمجھنے کا سبب بھی ہے۔ پہلا۔ اس بات کا اندازہ ہے کہ قلعہ کا محاصرہ کر کے اس کو
باد کرنے میں متحدہ فوج متحدہ طور پر پشت پناہی کرے گی۔ دوسرا۔ اگر میسور کا مکمل زوال ہو گیا تو پھر
ماری باری کہہ کر اندازہ لگانے والے دوست عداوت کو شہہ دینے والی بات ہو گی، جنوب میں میسور کو
یک طاقتور سلطنت کی حیثیت سے بچا کر رکھنا سیاسی نظریہ سے مفید ہو گا اور یہ کارنوالس کی دور اندیشی
ہے۔

ٹیپو سلطان: آخر کار ہمارے وطن کے راجاؤں کا نفاق، ولایتیوں کی اعلیٰ درجہ کی سیاسی مہارت،
نج کا باصلاحیت استعمال، ذات پات کی تفریق کا استعمال، ہماری آزادی پر کیسی آفت کھڑی کر رکھی ہے۔
ٹھیک ہے آپ کے مشورہ پر عمل ہو گا۔ کوئمبتور میں قید کیا گیا لیفٹیننٹ چپال مرشس، نیاش کو قید سے رہا
کر کے ان کے ذریعہ معاہدہ کی تجویز بھیجی جائے۔ جواب آ جائے تو بات چیت کے لئے ہمارے سفرا
غلام علی خاں اور علی راجہ کا تقرر ہو۔

(ٹیپو، پورنیا دونوں چلے جاتے ہیں۔ میر صادق اپنی داڑھی پر ہاتھ پھیرتا کھڑا ہے)

منظر۔22

(لال محل کا مدبرانہ سوچ بچار کا کمرہ۔ غازی خاں میر صادق سے مخاطب ہو کر)

غازی خاں: امن کے پردے میں دھوکہ دہی کی سازباز چل رہی ہے کیا آپ جانتے ہیں میر صادق۔

میر صادق: غصہ نہیں، صلاح دیجئے، نظر ثانی ٹھیک ہے تو دیکھا جائے گا۔

غازی خاں: دیکھ کر کیا کریں گے۔ آگ لگنے پر کنواں کھودنے جیسا کام ہو گا، ممبئی، مدراس، پونا اور حیدر آباد سے لا تعداد فوج آ کر دشمن کے کیمپ میں جمع ہو رہی ہے۔

میر صادق: امن کے جشن میں حصہ لینے کے لئے۔

غازی خاں: آپ کی یہ باتیں غیر ذمہ دارانہ ہیں میر صادق۔ جشن میں حصہ لینے کے لئے نہیں شرائط پر دباؤ ڈالنے کے لئے یہ کام ہو رہا ہے۔

میر صادق: اس میں میری کیا غلطی ہے؟

غازی خاں: امن کا اعلان کر کے ہماری فوجوں کو ان کی جگہوں پر واپس جانے کی ہدایت کیوں دی گئی۔

میر صادق: پھر کیا کرنا چاہئے تھا؟

غازی خاں: ہماری فوجوں کو متحد کرنا تھا، اب ہماری طاقت بکھر چکی ہے۔ انگریزوں کی متحدہ طاقت بڑھ چکی ہے۔ معاہدہ کی بات چیت اگر ناکام رہی تو جنگ کا نتیجہ کیا ہو گا اندازہ لگائیے۔

میر صادق: اچھے مقصد سے سمجھوتہ کی بات چیت کے لئے مخصوص جائزہ کی ضرورت نہیں، میں سیاست کا کوئی اناڑی کھلاڑی نہیں ہوں۔

غازی خاں: حالات بے قابو ہو چکے ہیں، تم سے بحث کرنا بے کار ہے۔

ر صادق: دشمنوں کے لوٹتے وقت عوام کو خطرہ لاحق ہوتو؟ اسی لئے میں نے ایسا کیا، عوام حفاظت بھی اہم ہے نا؟

زی خاں: جنگ کے موقع پر فوج کے مجتمع رہنے سے ہمارے ہاتھ مضبوط رہتے ہیں۔ برابر طاقت والوں کی طرح بات چیت کو آگے بڑھانے میں سہولت رہتی۔ کتنی جنگیں خود سلطان نے لڑ کر یابی حاصل نہیں کی ہے؟ کیسی کیسی کٹھنائیوں اور مزاحمتوں کا سامنا نہیں کیا؟ ہم سے دس گنا قتوروں کی ہم نے کمر توڑ دی تھی۔

ر صادق: پیش آنے والے ان خلاف معمول حالات کا کیا میں ذمہ دار ہوں؟

زی خاں: جو کوئی بھی ہو لائق سزاوار ہے۔

س پردہ نقیب کی آواز)

یب: ہوشیار! جناب ٹیپو سلطان بادشاہ تشریف لا رہے ہیں!!!

(ٹیپو سلطان اور پورنیا داخل ہوتے ہیں۔ غازی خاں اور میر صادق آداب بجالاتے ہیں۔

و سلطان: سپہ سالار کے چہرے پر غصہ کے آثار نظر آرہے ہیں، آپ کس پر غصہ ہو رہے ں؟

زی خاں: آپ کے مہربان ہاتھوں سے نوالے کھا کر غداری کرنے والے غداروں پر۔

و سلطان: وہ کون ہے؟

زی خاں: اگر مجھے معلوم ہوتا تو پہلے ان غداروں کا سر قلم کرتا اور پھر بتاتا کہ وہ کون تھا؟

و سلطان: کیوں آپ اتنے طیش میں آرہے ہیں غازی خاں؟

زی خاں: معاہدہ کی خبر سن کر ہمارے تن بدن میں آگ لگی ہے سلطان! ایسی افسوس ناک لت کیسے پیدا ہوئی سلطان؟ جو لوگ آپ کا نام سن کر کانپ اٹھتے تھے آج وہی سینہ تان کر للکار رہے ں۔ اس مضبوط شری رنگاپٹن کے قلعہ میں دراڑ پڑنے کا مجھے گمان ہو رہا ہے سلطان! انگریزوں کے

توپ خانے کی آڑ میں اپنے آپ کو محفوظ سمجھنے والے ان کے قدموں تلے اپنی جنت چھپی ہوئی ہے ایسا سوچنے والوں کے بارے میں اب تو سخت رویہ اختیار کیجئے۔ معاہدہ یا جنگ آپ اس کا فیصلہ کریں۔ آپ کے احکامات بجالانے کے لئے ہماری فوجیں ہمیشہ تیار ہیں۔ مجھے اجازت دیجئے۔

ٹیپو سلطان: سپہ سالار جی ہم آپ کے جذبات کی قدر کرتے ہیں۔ ساری باتیں حد سے تجاوز کر چکی ہیں۔ اس حالت میں ہماری مجبوری کو سمجھنے کی کوشش کیجئے۔

غازی خاں: اوہ سلطان! (ٹیپو سلطان کو مجبوری کی حالت میں ایک مرتبہ دیکھ کر چلے جاتے ہیں)

میر صادق: دشمنوں کو شکست دینے یا ان کا صفایا کرنا ہی ان سپہ سالاروں کا مقصد حیات ہے۔ سیاسی مسائل کو حل کرنے کا صبر ان میں کہاں۔ جتنا بل اپنے بازوؤں کا ہے اتنا ہی بل عقل کا بھی ہونا چاہئے۔

پورنیا: بحث کے لئے آگے موقع ہے۔ اب جو کچھ سامنے ہے اس پر دھیان دیجئے۔

ٹیپو سلطان: انگریز جو چاہتے ہیں پھینک کر فی الوقت امن خرید لیجئے۔

پورنیا: امن معاہدہ کی کوشش میں رکاوٹ کھڑی ہو گئی ہے مہاراج، شرائط بہت سخت ہیں۔

میر صادق: تین کروڑ وراہاس کی آمدنی والا علاقہ انگریزوں کو چھوڑ دیا جائے اور وہ علاقے تین ریاستوں کی سرحد کی چاہئے، آٹھ کروڑ اشرفی جنگ کا تاوان دیا جائے۔

ٹیپو سلطان: ان شرائط کو ہم ٹھکرا چکے ہیں، آگے بڑھئے

میر صادق: ان شرائط میں تبدیلی کے لئے ہماری کوشش یہ ہوئی کہ آدھی حکومت اور چھ کروڑ وراہاس جنگی تاوان دینے کی کارنوالس نے ضد پکڑی، ہم نے نہیں مانا، آخر کار تین کروڑ کو اتر آیا۔

پورنیا: ان کے علاوہ ان کے اور بھی جو مطالبات ہیں پیش کیجئے۔ دباؤ ڈالنے پر سلطان میدان جنگ میں اترنے کے لئے تیار ہیں۔ مان گئے ہوں گے شاید؟

میر صادق: متحدہ افواج کے سردار دربار کا خرچ تیس لاکھ اشرفیاں الگ سے دینے کی مانگ کر رہے ہیں۔

رنیا: اس مطالبہ کو سلطان مان سکتے ہیں مگر۔۔۔۔

پو سلطان: بیچ میں کیوں رک گئے؟ آگے کہیے۔۔۔

رنیا: وہ چاہتے ہیں کہ کورگ ان کو چھوڑ دیا جائے۔

پو سلطان: کورگ کیوں چھوڑتا ہے۔ متحدہ ریاستوں کی کیا وہ سرحد میں آتا ہے؟ کورگ ایک
ہاں میں شری رنگا پٹن کو آنے کے لئے صدر دروازہ ہے۔ کورگ کا دیا جانا ممکن ہے۔

رنیا: کورگ کے لئے بہت سخت ضد پکڑا ہے کارنوالس اور یہی سوال بات چیت کے لئے بڑی
کاوٹ بنا ہوا ہے۔

ر صادق: اس مطالبہ کو ٹھکرا دیا گیا تو پھر سے جنگ شروع ہو سکتی ہے۔ وہ توپوں کو نصب
کے قلعہ کو برباد کرنے کی تیاری کر رہے ہیں۔

و سلطان: کس کو جنگ کی بانجھ دھمکی دے رہے ہو؟ دشمن کی تباہی کے لئے ہماری توپیں
ں تیار ہیں۔

رنیا: یہ سوال بڑا کٹھن ہے مہاراج، ریاست کی فلاح کے لئے، امن کے لئے اس اہم موضوع پر
پ کو ہار ماننی پڑے گی۔

و سلطان: او پورنیا جی، ان باتوں کو سن کر ہمارا خون کھول رہا ہے۔

(غصے کو پیتے ہوئے)

رنیا: یہ امتحان کی گھڑی ہے، صبر کیجیے مہاراج

سلطان: اور بھی کچھ ہو تو کہہ دیجیے سن لیں گے۔

ر صادق: شری رنگناتھ سوامی کے مندر اور مسجد کے قریب ان کا ارادہ ہے کہ فوجی کیمپ
لئے جگہ مانگی جائے۔

سلطان: وگندے اتحادیو! ہمارا امتحان لینے کے لئے اتنی بیچ شرائط رکھنے کا ارادہ کیا ہے؟ کیا ہمیں

صرف ریاست کی لالچ میں بھگوان کے مندروں کو بیچنے والے ادنیٰ جانور سمجھ رکھا ہے؟ پورنیا جی اس معاہدہ کے خط کو پھاڑ پھینکیے، جنگ کا نقارہ بجائیے، سچ جدھر ہے، دھرم جدھر ہے انہیں ضرور فتح حاصل ہوگی، اس قسم کی بے عزتی کے شرائط کو نہ ہم ماننے والے ہیں اور نہ ان کے سامنے جھکنے والے ہیں۔

میر صادق: اس شرط پر آپ کے رویہ کا اندازہ لگا کر فوری طور پر انہوں نے اس سے بھی کٹھن
شرط رکھی ہے۔

ٹیپو سلطان: وہ کیا ہے؟

میر صادق: معاہدہ کے شرائط کے پورے ہونے تک سلطان اپنے دو فرزندوں کو انگریزوں
کے پاس رہن رکھیں۔

ٹیپو سلطان: اوہ! (اپنے غصہ پر قابو پاتے ہوئے)

پورنیا: یہ تو غیر انسانی مطالبہ ہے، ہر حالت میں سلطان کو اعلان جنگ سے روکنے کے لئے یہ سازش
کی جا رہی ہے۔

میر صادق: سرحد کی حفاظت پر تعین بڑے شہزادے فتح حیدر کو نہیں مانگا ہے۔ آٹھ برس کے
شہزادہ معاذ الدین اور شہزادہ عبدالخالق پر ان بھیڑیوں کی نظریں ہیں۔

پورنیا: مہاراج، اپنی اولاد کو دشمن کے پاس رہن رکھ کر کیا ہماری سرزمین کی عزت بچائیں گے؟

میر صادق: بے رحم قصائی، بے رحم ظالم، سلطان اس شرط کو ہرگز نہ مانیں۔

ٹیپو سلطان: (نہایت سنجیدگی سے) ہم اس شرط کو مانتے ہیں۔ اس آزادی کی جدوجہد میں
ہمارے بہادر سپاہی، جمہور نے جو قربانیاں دی ہیں وہ معمولی نہیں ہیں۔ اپنے مادر وطن کے لئے ہمارے
جگر کے ٹکڑوں کو رہن رکھنے کے امتحان کی گھڑی آ چکی ہے۔ ہم اس کے لئے بھی تیار ہیں۔

پورنیا: قربانی کی بھی ایک حد ہوتی ہے سلطان!

ٹیپو سلطان: ہماری دانائی کو جنبش دینے کے لئے انگریزوں نے جو عجیب جنگی پالیسی اپنائی ہے

ی کی سختی کے آگے یہ شجاعت کبھی خوف کھانے والی نہیں میر صادق جی، بچوں کو سفر کے لئے تیار
نے کے لئے غلام علی کو مطلع کیا جائے۔

(میر صادق آداب بجالا کر چلا جاتا ہے)

: معاہدہ تیار کیا جائے۔۔۔

(ٹیپو سلطان چلے جاتے ہیں)

نیا: دنیا کی تاریخ میں، وطن کی فلاح کے لئے، مہاراج۔۔۔ اپنے بچوں کو دشمن کے دامن
ڈالنے کا واقعہ صرف یہی ہے۔

اندھیرا منظر میں تبدیلی، روشنی کے ہونے پر ٹیپو سلطان، پورنیا معاذی خاں، میر صادق دکھائی دیتے
ہیں۔ دونوں بچے داخل ہوتے ہیں)۔

سلطان: آؤ بچو آؤ، آج کا یہ دن کتنا کٹھن ہے۔ اپنے باپ کی بہادری کے کارنامے جاننے
لئے ان ناپختہ کاردلوں میں کتنی دلچسپی ہے۔ بیٹے معاذ الدین و عبدالخالق، ہمارے پیارے بہادر بچے
لیکن ایسے بچوں کی حفاظت کرنے سے ہم مجبور ہیں۔ اپنے بچوں کی جو باپ حفاظت نہ کر سکا وہ بادشاہ
ریاست کی جمہور کی کیا محافظت کر سکے گا؟ یہی فکر ہمیں ستا رہی ہے، معصوم بچو! ہماری رعایا بھی
ری طرح ہمارے بچوں کی طرح ہے ان کی حفاظت کرنا ہمارا دھرم ہی نہیں فرض ہے۔ تم ہماری
دہو اور تمہاری حفاظت اللہ کرے گا۔ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی اور کے سامنے سر جھکانے کے لئے
رے والد کا سر تیار نہیں یہ تم اچھی طرح جانتے ہو۔ ہم جیسے خوددار آج وطن کی آزادی اور حفاظت
لئے آپ کی قربانی چاہتے ہیں۔

اذ الدین: ابا جان! آپ کے مقصد کے لئے، کرناٹک کی سرزمین کے لئے، ہندوستان کی
ت کے لئے ہم اپنی جان بھی قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔

دالخالق: ہم بھی ابا جان، کہئے ہمیں کیا کرنا ہے۔

ٹیپو سلطان: بیٹے، دشمن کے پاس تم دونوں کو رہن رکھنے کی بدترین حالت پیدا ہو چکی ہے۔

عبدالخالق: وہ ہمیں کیا کر سکیں گے۔

معاذ الدین: دل میں اللہ کی یاد سینہ میں آپ کا حوصلہ، ہاتھ میں تلوار کے رہنے تک کیا ہمیں انگریز ہاتھ لگا سکتے ہیں۔

عبدالخالق: آپ اس کی فکر نہ کریں، ہمیں بھی وطن کی خدمت کا موقع عنایت فرمائیں ابا جان۔

ٹیپو سلطان: کیا تمہیں ذرا خوف نہیں ہو گا؟

معاذ الدین: خوف کھانے کے لئے کیا ہم غزال ہیں۔

عبدالخالق: ہم غزال نہیں، شیر میسور جناب ٹیپو سلطان کی اولاد ہیں!

ٹیپو سلطان: شاباش!۔۔۔ شاباش۔۔۔ بچو۔ مادر وطن جن پر فخر کرے وہ بچے تم ہو۔ اتنی چھوٹی سے عمر میں ہماری رعایا کے لئے اپنی جان بھی قربان کرنے کی قسمت آپ نے پائی ہے جنم دینے والی مادر وطن کے لئے آپ کی قربانی کا موقع، دنیا کی تاریخ میں ہمیشہ کے لئے روشن ستارے کی طرح چمکتا رہے گا۔ پورنیا جی! شہزادوں کو ان کے حفظ مراتب کے لحاظ سے روانہ کرنے کا انتظام کیا جائے۔

پورنیا: سب تیار کیا ہے، مہاراج!

میر صادق: قلعہ کے صدر دروازے پر سجے ہوئے شاہی ہاتھیوں کو تیار رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ باضابطہ محافظ دستے، اونٹ کے ہودج، گھڑ سوار فوج، نیزہ بردار محافظ تیار ہو رہے ہیں۔ لیکن۔۔۔

ٹیپو سلطان: کہئے، میر صادق جی۔

میر صادق: شری رنگا پٹن شہر کے عوام سلطان کے اس فیصلے سے مغموم ہیں، دل کی گہرائیوں سے دشمن کو بددعائیں دے رہے ہیں اور بہت تکلیف محسوس کرتے ہوئے اس دلدوز منظر کو دیکھنے کے لئے امڈ پڑے ہیں، خداوند۔۔۔

پو سلطان: مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ اس کی مرضی میں کون دخل دے سکتا ہے؟ پورنیاجی معاہدہ کے شرائط کے مطابق اتحادیوں کو دی جانے والی رقم کا نصف حصہ بھیجنے کا انتظام کیا جائے۔ کارنوالس کے بچوں کو پیار کے تحفہ کے طور پر فارس کی بہترین تلوار بھیجئے، شہزادوں کو روانہ کرتے وقت ان کے نظام مراتب توپیں داغی جائیں۔ غلام علی بچوں کو لیجا کر کارنوالس کے حوالے کیجئے۔

رنیا: وطن کی عزوجاہ، شاہی مرتبہ کے مطابق ساری چیزیں تیار ہیں مہاراج! کارنوالس کے لئے ئی خاص پیغام ہو تو پہنچادیا جائے گا۔

پو سلطان: ہاں پیغام ہے پورنیاجی، متحدہ افواج کے سپہ سالار سے اتنا کہیں تو کافی ہے کہ ان کی شمنی اگر ہے تو ہم سے، ہم ان کے دشمن ہیں، وہ ہم سے دشمنی کریں۔ معصوم بچوں سے بدلہ کا ارادہ نہ یں، وہ بچے ہیں، ان کے ساتھ بچوں جیسا سلوک کریں۔ بچو! تم سے بچھڑ کر ہم کیسے مطمئن رہ سکتے ں۔ جتنی جلدی ہو سکے ہم تمہیں واپس بلالیں گے، جاؤ۔ خدا حافظ۔۔۔ خدا حافظ

بچے: خدا حافظ

(جاتے ہوئے درمیان میں رک کر)

ابا جان

(بھاگ کر سلطان سے لپٹ جاتے ہیں، غلام علی بچوں کو لے کر چلا جاتا ہے)

منظر۔23

(شری رنگاپٹن کے باہر کا حصہ، علی میاں اور راج آئینگر باتیں کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں)

علی میاں: آئینگری بھائی! یہ کیا ہوا، جنگ ہوئی، معاہدہ ہوا، دشمن کی فوج بکھر گئی لیکن ہمارا میسور آدھا ہو گیا۔

راج آئینگر: امریکہ میں اپنی کھوئی عزت کارنوالس کو دوبارہ حاصل کرنے کے لئے اس نے مملکت میسور پر سازشی طریقہ سے فتح حاصل کرلی اور اپنی عزت کمپنی سرکار میں بحال کرلی۔

علی میاں: پیشوا جی اور نظام، میسور کی آدھی سلطنت میں حصہ حاصل کر کے خوش ہو گئے ہوں گے۔

آئینگر: یہاں پر نظام سے زیادہ طاقتور پیشوا بہت اہم ہے۔ ادھر میسور کمزور ہو گیا۔ ادھر مرہٹوں کو انگریزوں نے طاقتور بننے نہیں دیا۔ اپنی سہولت کے ساتھ جنگ ختم کی۔

علی میاں: پہلے میسور کی جنگوں میں انگریزوں نے جو بے عزتی اٹھائی تھی اب بدلہ لے کر تسلی کرلی۔

آئینگر: ہماری ریاست کو بہت بڑا نقصان اٹھانا پڑا، سلطانی فوج کی ہتک ہوئی، علاقائی اور معاشی توازن بگڑ گیا۔ ریاست کے اناج کا ذخیرہ کہلانے والا زرخیز خطہ ونڈیگل علاقہ دوآبہ انگریزوں کے قبضہ میں چلے جانے سے سلطان کو دلی صدمہ پہنچا ہے۔ پیارے بچوں کے بچھڑ جانے کا غم اور فکر انہیں کھائے جارہا ہے۔ ان بچوں کو واپس لانے تک سلطان نے سارا عیش و آرام ترک کر دیا ہے۔ اب وہ زمین پر سو رہے ہیں۔ ولایتیوں کے پھیلاؤ کو روکنے میں سلطان نے جو بہادرانہ اقدام کئے تھے وہ پورے نہیں ہوئے۔ ان کی امیدوں پر پانی پھر گیا۔ جنوبی ہندوستان کی ایک اہم اور طاقتور سلطنت کا شیرازہ بکھر گیا اور ہمیں کافی نقصان اٹھانا پڑا۔

ی میاں: پھر بھی سلطان ہمت نہیں ہاریں گے۔ کچھ چمتکار کر دکھائیں گے۔ دنیا کو دکھادیں
ے کہ وہ کیا ہیں اور کیسے ہیں، ہمت مرداں۔ (آئینگر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتا ہے)

ینگر: تم نے سچ کہا علی۔ ظاہری طور پر ایک دوسرے پر بھروسہ کی پالیسی پر چلتے ہوئے دکھائی تو
ے رہے ہیں۔ لیکن سچ یہ ہے کہ انگریزوں نے انہیں جو نقصان پہنچایا ہے اس کو وہ نہیں بھلا پائے اور نہ
معاف کیا۔

ی میاں: اب چھوٹی سلطنت بہت مضبوط ہو گئی ہے بھائی، رعایا بہت خوش ہے۔

ینگر: سچ ہے، فوج، بحری بیڑہ، تجارتی کاروبار، اور زرعی ترقی نے گزشتہ شکست کے کلنک کو مٹادیا
ہے۔ رعایا کے دلوں میں ایک نیا بھروسہ پیدا ہوا ہے۔ شہزادوں کے واپس آنے پر بادشاہ مطمئن ہیں،
ن۔۔۔

ی میاں: لیکن کے کیا معنی بھائی؟

ینگر: جس طرح ارما کی نگاہ بھینسے پر، قصاب کی نگاہ بکرے پر ہوتی ہے۔ اسی طرح انگریزوں کی
ہوں میں یہ خوشحال میسور پھر سے کھٹک رہا ہے۔

ی میاں: باپ رے پھر مصیبت!

ینگر: بھارت کا نیا گورنر جنرل رچرڈ ولزلی، پچھلے گورنر جنرل سر جان شور جیسا اچھا آدمی نہیں
ہے۔

ی میاں: ہماری رعایا، ہماری سلطان کے ساتھ ہے بھائی۔

ینگر: ہمارے سلطان یقینی طور پر عوام میں مقبول ہیں۔ ان کے سپاہی میدان جنگ میں وفا اور ضابطہ
کے لئے مشہور ہیں۔ رعایا کی کمک کے بغیر کوئی بھی اقتدار میں رہنے والا اتنی جنگیں نہیں کر سکتا تھا اور ان
جانا ناممکن تھا۔

ی میاں: پال لور کی جنگ میں۔۔۔

آئینگر: اس جنگ میں کرنل بیلی وبیرڈ کو شکست دے کر کرنل برائٹ وہائٹ کو جھکا کر، پیشوا اور نظام کی فوجوں کو بجلی کی سرعت سے محاصرہ کر کے، جنرل میڈوز کے خلاف چلائی گئی کارروائی کو دیکھا جائے تو سلطان ایک بہادر اور چالاک سپاہی ثابت ہوتے ہیں اور اس پر فخر کیا جا سکتا ہے۔

علی میاں: سلطان خود بہت کچھ جانتے ہیں۔ جاننے والوں کو دل سے چاہتے ہیں۔ ان کی مدد کرتے ہیں۔

آئینگر: اسی لئے ان کی سرپرستی میں کئی عالم و ادیب ادب کے کارنامے انجام دے رہے ہیں۔ ان کی حوصلہ افزائی کی جا رہی ہے۔ خود سلطان مذہب، فن، سائنس اور طب وغیرہ علوم وفنون سے اچھی طرح واقف ہیں۔ مختلف زبانیں جانتے ہیں۔ دنیا کی بہت سی اہم کتابیں ان کے کتب خانے میں موجود ہیں۔ نئے طور طریقوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی دلچسپی رکھتے ہیں۔ اپنے انتظامیہ میں مغربی طور طریقوں کو اپنایا ہے۔ بھارت کے تمام راجاؤں میں ہمارے سلطان ممتاز ہیں جو کسان زمین جوتتا ہے وہی اس زمین کا مالک ہے۔ ان اراضی اصلاحات سے وہ کسانوں کے دوست بن چکے ہیں۔ میسور کو خوشحال بنانے اور ترقی کی راہ پر گامزن کرنے اور اسے ایک طاقتور ریاست بنانے میں دن رات جٹے ہوئے ہیں۔ عوام کو اس سے زیادہ اور کیا چاہئے۔

علی میاں: ہم کو کچھ اور نہیں سلطان کی شخصیت چاہئے وہی ہمارے لئے سب سے بڑی دولت ہیں۔

آئینگر: کس کو؟ (میر صادق اور ترمل رایا کو اسی طرف آتے ہوئے دیکھ کر) یہ دونوں آپس میں مل چکے ہیں اب ریاست کو ایک اور نحوست گھیرنے والی ہے۔۔۔

علی میاں: اگر ان کی بری نظریں ہم پر پڑیں تو اچھا نہیں ہوگا، چلو جلدی سے جگہ خالی کریں۔

آئینگر: چلو۔۔۔ چلو۔۔۔ (دونوں چلے جاتے ہیں)

(میر صادق اور ترمل رایا داخل ہوتے ہیں)

مل رلیا: ابھی امساواس، پورنیم وغیرہ کا حساب لگاتے رہیں گے تو میر صادق تمہارے وے کے لائق لوگ، اگر ان کے قدم ڈگمگا گئے تو بس سلطان کو مطلع کر کے پورنیا تمہیں قربان دے گا، تم کسی پر بھی اپنا جادو چلا سکتے ہو لیکن تمہارا جادو پورنیا پر نہیں چلے گا وہ تو ایک غیر معمولی ہمن ہے۔

ر صادق: وہ بچہ۔۔۔کبھی نہ سچا

مل رلیا: جی، تھوڑا ہوش میں رہ کر بات کیجئے، میں بھی برہمن ہوں، ہمیں اپنے طور پر وڑویں تو بہتر رہے گا زندہ رہو گے۔ اگر ہماری جڑوں تک پہنچنے کی کوشش کی تو اگر ہم تینوں برہمن ب ہو جائیں تو تمہارا قصہ ختم ہی سمجھو۔

ر صادق: میں تو مذاق کر رہا تھا۔ معاف کیجئے، غصہ مت کیجئے، اچھا اب موضوع پر آئے۔

مل رلیا: لو، آ گیا۔ سازش کی جڑ، شیطانوں کا سردار وغیرہ کہہ کر کمپنی بہادر کے سامنے پ نے بڑائی تو چھانٹ لی، ایک چھوٹا سا کھیل، کھیل کر سلطان اور پورنیا کے درمیان دشمنی کی دیوار ڑی نہیں کر سکتے؟

ر صادق: پورنیا کی کسی بات سے ٹیپو کو انکار نہیں۔ ان دونوں کے درمیان دشمنی ڈالنا مشکل ہے لیکن کوشش جاری رکھوں گا۔

مل رلیا: دیکھوں گا، کروں گا تم تو یہی کہتے رہتے ہو، میسور کی تیسری جنگ میں تم نے جو ازش کی تھی اس پر پورنیا نے اپنی توجہ مبذول کر دی ہے اور اگر یہ بات ٹیپو کو معلوم ہوئی تو وہ تمہیں اور ہمارے خاندان اور تمہارے سارے گروہ کے ٹکڑے ٹکڑے کروا دے گا۔ پھر چھوٹی سی سلطنت کا تخت ی نہیں یہاں تک کہ قبرستان بھی نہیں ملے گا۔

ر صادق: سچ۔۔۔سچ ہے۔ اس چلغوزہ پورنیا کو کسی بھی طرح سلطان سے دور کر کے اس کا ہدہ میں چھین لوں گا۔

ترمل: ورنہ خزانہ خالی ہو جائے گا۔ شاید آپ یہ بات جانتے ہوں گے۔

میر صادق :ہاں جانتا ہوں۔

ترمل رلیا: جمعہ کے خطبہ میں دہلی کے بادشاہ شاہ عالم کے بدلے ٹیپو سلطان کا نام لیا جانا یہ ثابت کر رہا ہے کہ وہ مستقبل میں شہنشاہیت کا اعلان کرنے والا ہے۔ ایک چھوٹا سا تیشہ پہاڑ کے پرزے پرزے کر دیتا ہے۔ ہاتھی جیسے جانور کو ایک چیونٹی ہلا کر رکھ دیتی ہے۔ ریاست کے سب سے بارسوخ اور بڑے آدمی دیوان تم ہو اور تمہیں اس بات کا اندازہ نہیں کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟

میر صادق: میں نے ہر جگہ بارود پھیلا رکھی ہے۔ ایک اشارہ پر یہ پھٹ پڑے گی موقع کا منتظر ہوں۔ عوام ہی پورنیا کو ہٹا دیں گے اور اس کا قصہ تمام کر دیں گے۔ دیکھئے میری حکمت دیکھئے میری کرامت اور مصلحت۔

ترمل: یہ لومڑی کی بات نہیں سفید شیر کی بات ہے۔

(دونوں ہاتھ ملا کر طنزیہ مسکراہٹ بکھیرتے ہیں)

منظر-24

(پورنیا کا مکان، مہارانی لکشم منی داخل ہوتے ہوئے دکھائی دیتی ہے)

رنیا: مہارانی جی! تشریف لائیں۔

ارانی: آپ کے دولت کدہ میں ہماری حاضری کچھ غیر متوقع ہی ہے نہ دیوان جی؟ سلطان کے کانوں
ہماری ملاقات کی خبر پہنچے گی تو شاید گمان کے دروازے کھل جائیں گے۔ شاید آپ کے دل میں یہ
گمان آرہا ہوگا کہ آپ کے اور سلطان کے درمیان جو شیریں اور بہترین تعلقات ہیں ان میں ہم کچھ
زش کر رہے ہیں۔

رنیا: ماں جی! آپ کھڑے رہ کر ہی باتیں کر رہی ہیں، تشریف رکھیں، اس غیر متوقع ملاقات کو میں
پنے تخیل سے معنی دینے کی مشکل میں پڑنا نہیں چاہتا، مہربانی سے یہ بتائیے کہ آپ ہم سے کیا توقعات
ت کر کے آئی ہیں۔

ارانی: بادشاہ مسلمان، تم ہندو ہو لیکن اس کے باوجود انہیں تم پر پورا یقین اور بھروسہ ہے۔ ٹیپو کا یقین
، تمہارے رہنے سے ریاست کی ہندو قوم کی فلاح و بہبود قائم ہے۔

نیا: ٹیپو سلطان خالص کرناٹک والے ہیں۔ ان کا من کائنات کی طرح وسیع ہے۔ سبھی زبانوں کو
، مذہب والوں کو رواداری کے ساتھ دیکھنے کی ایک بڑی خاصیت ان کے پاس ہے۔ ظنی ذہنیت کے
، دشمنی سے سلطان کو دھرم کے اندھے، بے رحم، مذہب کے دشمن کہتے ہوں تو یہ ایسا ہی ہے جیسے
یہ دیوتا پر مٹی پھینکی جائے ظاہر ہے سورج کا تو کچھ بگڑے گا نہیں، الٹے مٹی پھینکنے والوں کے چہروں
ہی مٹی پڑے گی۔

ارانی: کھنڈے راؤ، کرشنا راؤ، انچے شامیا کی واردات کو شاید دیوان جی بھول رہے ہیں۔

نیا: جس لوٹے میں دودھ پیا اسی میں زہر تھوکا، جس گھر میں کھایا اس سے دغل بازی کرنے والوں

کو بغاوت پر اکسانے والوں کو سزا دینا راج دھرم ہے اس قسم کی سزاؤں کے لئے ہر قوم کے افسران نشانہ
بنے ہیں۔

مہارانی: آپ کی اس ایمانداری کو دیکھ کر ہی حیدر علی نے آپ کو ایک چھوٹی سی ملازمت سے دیوان
کے عہدے تک پہنچایا، بادشاہ کا سارا خاندان آپ کو قدر و منزلت کی، عزت و احترام کی نگاہوں سے دیکھتا
ہے۔

پورنیا: میرا یہ جسم ان ہی کے نوالوں سے پل کر بڑا ہوا ہے ماں جی ان کی بھلائی کے لئے کوشاں رہنا
میرا اولین فرض ہے۔

مہارانی: آپ کی ایمانداری اور آدرش معمولی نہیں ہیں پورنیا جی یہی وجہ ہے کہ آپ دوسروں کی بہ
نسبت ٹیپو سلطان سے کافی قریب ہیں ساری مملکت کے انتظامیہ کے راز میں برابر کے حصہ دار ہیں۔ ان
سب باتوں میں الجھ کر میرے آنے کا مقصد ہی بھول گئی تھی پورنیا جی، چھوٹے شہزادے کو اب پانچ سال
پورے ہو چکے ہیں۔ اس کے جنم دن پر ایک خاص پوجا کا اہتمام کیا گیا ہے، پرساد بٹے گا، دان دھرم
کرنے کا ارادہ ہے اس بارے میں آپ ٹیپو سلطان سے ایک بات کہہ دیں۔

پورنیا: یہ سلطان سے کہنے والی کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ آپ کو اس بارے میں جو بھی سہولیات
درکار ہوں ان کی جانب سے میں خود ہی کر دوں گا۔

مہارانی: جب کہ ہمارے پاس کوئی ریاست نہیں ہے لیکن عوام ہمیں مہارانی کے نام سے ہی پکارتے
ہیں۔ ایسی بد قسمت عورت یکہ و تنہا ہے۔ اتنی بات اگر آپ کے حافظہ میں رہ گئی تو وہی کافی ہے۔ ہاں
ایک اور خوشخبری، پنڈت نے یقینی طور پر بتایا ہے کہ چھوٹے شہزادہ کی کنڈلی بڑی روشن ہے ریاست پر
حکومت کرنا اس کی قسمت میں ہے۔

پورنیا: ماں جی! آپ حیدر علی کے زمانے سے ریاست کو پھر سے واپس حاصل کرنے کے لئے کوشاں
ہیں۔ اب خفیہ طور پر انگریز سے معاہدہ بھی کر چکی ہیں۔ ٹیپو سلطان کے خلاف سرد جنگ چھیڑ چکی ہیں۔

ارانی: کیا یہ ساری باتیں ٹیپو کو معلوم ہیں؟

نیا: ہاں معلوم ہیں۔

ارانی: معلوم ہیں!

نیا: ماں جی! اس وسیع سلطنت کے کسی بھی کونے میں کچھ بھی ہو خبر دینے والے جاسوس کیا محل پڑوس میں در پیش واقعات کو معلوم نہیں کرائیں گے؟

رانی: اتنا سب کچھ جان کر خاموشی اختیار کرنے کا سبب؟

نیا: وہی سلطان کی سب سے بڑی خصوصیت ہے۔ حیدر علی نے راج گھرانے کے تعلق سے راج سے متعلق جو عزت رکھی تھی اس کو دھکہ نہ پہنچنا چاہئے۔ کسی بھی حالت میں مہارانی کے من کو دکھ نہ ،یہ راج ماتا فخر النساء کے سخت احکامات تھے اس سے سلطان بندھے ہوئے ہیں اور اسی پر عمل کے میں آپ کی ہر بات پر خاموشی اختیار کئے ہوئے ہیں۔

رانی: سیاسی سہولت پانے کے لئے کچھ بھی کیا جا سکتا ہے۔

نیا: میسور کی تیسری جنگ کے موقع پر اپنی فوج کے ساتھ کیمپ کیا ہوا کار نوالس محرم کی عید نے کے لئے ہندو مسلمانوں کو اکسایا۔ جشن میں آنے والے ہندو دیوی دیوتاؤں کے سامنے اس نے نکایا اور نذرانہ پیش کیا۔ وہ سیاسی چالبازی تھی۔ ہم میں پھوٹ ڈالنا ہی انگریزوں کا عین مقصد ہے۔ سلطان کا مقصد یقینی طور پر ایسا کچھ بھی نہیں۔

انی: یہ بات سمجھ میں نہیں آ رہی ہے کہ ہم اپنا دکھ کس کے ساتھ بانٹیں، جب ہم میسور کی نی بن کر محل میں داخل ہوئیں تھیں اس وقت ہم نے جو خواب دیکھے تھے وہ سب کے سب بہت بلنا چور ہو گئے۔ ریاست کے چھن کا غم پھر سے واپس حاصل کرنے کی ہٹ دھرمی اور اس کوشش کو ار کھنا ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں۔

یا: راج گھرانے کی ہستی کے لئے آپ کی کوشش، ریاست کو دوسروں کے حوالے کرنے کا سبب

بن سکتی ہے۔ آپ دانشور ہیں۔ سارے بھارت میں انگریزوں کی شیطانی طاقت کو توڑنے والی اگر کوئی شخصیت ہے تو وہ ٹیپو سلطان کی ہے۔ سرزمین کرناٹک کی آزادی کے وہ محافظ ہیں۔ بھارت کی آزادی کی جدوجہد کی بجلی ٹیپو ہیں۔ اگر وہ مٹ گئے تو سمجھئے کہ بھارت کی آزادی کا سورج بھی غروب ہو گیا، ہمارے میسور کے لئے روشن مستقبل چاہئے تو ٹیپو کا زندہ رہنا ضروری ہے۔

مہارانی: میسور وڈیر کی حکومت ختم ہو چکی ہے۔ ہم اس کا اندازہ نہیں کریں گے دیوان جی۔

پورنیا: میسور کی تیسری جنگ کے بعد دشمنوں کے ہاتھوں آدھی ریاست اور بہت بڑی دولت ہاتھ لگ چکی ہے۔ انگریزوں کی مدد کر کے آپ نے کیا حاصل کیا ماں جی! اب چوتھی جنگ کے گھنے بادل ریاست پر منڈلا رہے ہیں۔ فرض کیجئے کہ اگر اندرونی سازش کے باعث ہم نے جنگ ہار دی تو زوال یقینی ہے۔ پھر بچی ہوئی ریاست کے حصے بخرے ہو کر راج گھرانے کو بھی کچھ علاقہ مل سکے گا لیکن راج گھرانہ کو انگریزوں کے احسان تلے دب کر وفاداری کے ساتھ احکامات کے ماننے والے بن کر رہنا پڑے گا۔ اس بات کے گواہ سورج اور چاند ہی ہوں گے۔

مہارانی: مستقبل میں کیا ہوگا اس کے بارے میں سوچنے کی ضرورت نہیں لیکن ہم جانے سے پہلے ایک بات بتا دیں میسور کا خاندان راج گھرانہ ہے۔ وقت کی مناسبت سے ہمارے دشمن نہ بنیں، خاندانی پروہت بن کر راج رتھ کے ساتھی بن کر رہیں۔

(مہارانی لکشم منی چلی جاتی ہے)

منظر-25

(برٹش کیمپ)

چرڈ ولزلی: میں رچرڈ ولزلی برٹش گورنر جنرل آف انڈیا ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جو وچتے تو ہیں لیکن عمل نہیں کرتے۔ میں اپنے ہی مقصد کی دور اندیشی اور منصوبے پر عمل کروں گا۔ رجان شور کی پالیسیوں نے برٹش کو وہیں رکھا ہے جہاں وہ 1792 میں تھا۔ کارنوالس بھی ٹیپو کے ساتھ گزشتہ جنگ کے کاروبار میں غلط تھا اس کے باوجود بہت بڑے نقصان اور بربادی کے میسور پھر پنے طاقت کے بل بوتے پر ابھر آیا ہے اور اپنی شان برقرار رکھے ہوئے ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ ٹیپو ٹش حکومت کی امیدوں اور منصوبوں پر ایک کالے سایہ کی طرح ابھر رہا ہے کسی بھی قیمت پر ٹیپو کا تمہ ضروری ہے۔

(میر صادق کا داخلہ)

زلی: میر صادق: ہم آپ کا صدق دل سے استقبال کرتے ہیں۔ جنرل ہیارس اور جنرل میڈوز نے پ کے بارے میں بہت کچھ بتایا ہے۔ میں تمہارا سچا دوست ہوں، میں تمہیں میسور کا سلطان بناؤں گا۔

ر صادق: میرے سامنے تو یہ کہتے ہو دوسری طرف ٹیپو کے ساتھ جو اختلافات ہیں انہیں بھانے کے لئے بھی تیار ہو۔

زلی: تمہارا ٹیپو ہماری شرائط کو کہاں مان رہا ہے۔ برٹش ریذیڈنٹ کو ماننے کے لئے کہا لیکن نہیں مانا شن کنڑا ضلعوں کے بدلے ہمارے انتظامیہ کے دیگر ضلعوں کو حاصل کرنے کے لئے کہا نہیں مانا، گ اور وائی ناڈو کے علاقوں کو دینے میں تکرار چل رہی ہے اس کو سلجھانے کے لئے ایک کمشنر کی کمیٹی م کرنے کی صلاح رکھی۔ بات چیت کے لئے ہمارے میجر ڈوئیان کے استقبال کے لئے ایک بہت سخت لکھا ہے۔

میر صادق: ٹیپو سے وائی ناڈو چھوڑنے کی بات بھی کی، خط بھی لکھا ہے صاحب، مرغی کو ذبح کرنے کے لئے اس کو پوچھ کر مسالہ تیار نہیں کیا جاتا۔ جیسے جیسے وقت گزرے گا تاخیر ہوگی اور ٹیپو کی جنگی طاقت اتنی ہی بڑھے گی آپ جو علاقہ چاہتے ہیں اس میں فوج گھسائے اور اس پر قبضہ کر لیجئے۔ ٹیپو نے اگر مدافعت کی تو شری رنگاپٹن پر ہلہ بول دیجئے۔

ولزلی: میں نے ویسا بھی سوچا ہے۔ اس کو مان کر خاموش رہنے کی بات کروں گا۔ جنگی تاوان کے طور پر زیادہ سے زیادہ پیسہ وصول کروں گا۔ ٹیپو کے دربار میں مستقل ریذیڈنٹ کو رکھنے کے لئے دباؤ ڈالوں گا۔ ٹیپو کی ملازمت میں رہنے والے سارے فرانسیسیوں کو نکال دوں گا۔

میر: آپ یہ سب کرتے رہیں گے تو سانپ بھی نہیں مرے گا اور لاٹھی بھی نہیں ٹوٹے گی صاحب! ٹیپو کو مکمل طور پر صفایا کرنے کا انتظام کیجئے۔

ولزلی: کیا ہے، سب سے اعلیٰ فوج کی تیاری کا حکم مدراس کی حکومت کو دے رکھا ہے۔

میر: یہاں آپ حکم دیتے رہیے، وہاں آپ کے خلاف امداد باہمی کے منصوبے پر ٹیپو، باجی راؤ سندھیا سے تیاری کر رہا ہے۔

ولزلی: کیا یہ سچ ہے؟

میر صادق: پھر کیا ہے؟ اس منصوبے کے تحت مرہٹہ آپ کی امدادی فوج آپ کے دوست نظام پر حملہ کریں گے۔ تم نظام کی مدد کو جاؤ گے تو دونوں مل کر تم پر حملہ کرنے کا منصوبہ ہی نہیں فیصلہ کر چکے ہیں۔

ولزلی: آئی سی (I see)

میر صادق: چالاکی سے تم حیدر آباد سے فوجی ٹکڑی کو نکالنے کا انتظام کر کے اس کے بدلے انگریزی فوج رکھنے کا منصوبہ بناؤ۔ ٹیپو کے خلاف نظام کو اپنا طرفدار بنالو، مان لیجئے مرہٹوں کو اپنا طرفدار بنانے میں آپ کامیاب نہیں ہو سکیں گے۔

لی: مانتا ہوں، اس جنگ میں مرہٹہ غیر جانبدار ہیں تو ہمارے حق میں بہتر ہے۔ ایک بڑی فوج
ے پاس ہے اور بہت سے سیاسی تیاریاں بھی میں نے طے کر رکھی ہیں۔

صادق: ادھر ٹیپو تمہیں ہندوستان سے بھگانے کے لئے سودیشی اور ودیشی طاقتوں سے اپنا
خ بڑھا رہا ہے۔ رابطہ قائم کر رکھا ہے۔ لاہور میں افغان فوج آچکی ہے۔ ادھر فرانس کا نیپولین بونا
اپنے خط میں ٹیپو سلطان کو اپنا سب سے اعلا جگری دوست ٹیپو سلطان کہہ کر مخاطب کیا ہے، اور یہ
لکھا ہے کہ بھارت کے راجاؤں کو آزاد کرانے کے لئے میں بھی بہت بے چین ہوں اس نے اپنی
ادا اور کبھی نہ ہارنے والی فوج کے ساتھ بھارت آنے کی بات سے مطلع کی ہے۔

ن: یہ بات ہمیں معلوم ہے۔

صادق: افغانستان کا شہنشاہ زماں شاہ ایک زبردست فوج کے ساتھ ہندوستان آنے کا
دے چکا ہے۔ ڈھاکہ کا نواب نعیب اپنے بھائی شمس الدولہ، ایودھیا کا نواب وزیر علی شاہ کو دعوت
رازدارانہ اتحاد کا رکن بنالیا گیا ہے۔

: ہم آنکھ بند کر کے نہیں بیٹھے ہیں میر صادق۔

صادق: صاحب آپ ہی کی طرح باہر کی طاقتوں کو فتح کا لالچ، لوٹ کی شیفتگی، مذہب کا اثر
ر رہتا ہی ہے۔ اورنگ زیب کے زمانے میں ودیش میں پھوٹ پڑی، ٹیپو سلطان کے زمانے میں اتفاق
آ رہا ہے۔ ہوشیار اگر تھوڑی سی لاپرواہی برتی گئی تو ہندوستان کی تاریخ دوسرے طریقے سے
ے گی۔

: آپ کے چوکنا کرنے کا شکریہ۔

ادق: فرانسیسی کیپٹن رفاؤ ماریشیس سے ایک زبردست فوج لانے کا سلطان سے وعدہ
کیا ہے وہاں کے گورنر میلارتک سے ٹیپو کا سفیر ملاقات کر چکا ہے۔ فوج کے وہاں رہنے کی خبر
ہے۔ فوجی معاہدہ کے مطابق ساری کارروائی رازدارانہ ہونی چاہئے تھی اور یہ سلطان کا حکم تھا لیکن

اس کی پرواہ کئے بغیر گورنر نے اپنے اعلان سے جزیرہ کے لوگوں کو دعوت دی۔

ولزلی: انگریزوں کے خلاف اعلان جنگ کرنے اور انہیں بھارت سے باہر نکالنے میں دلچسپی ہے تو میسور فرانسیسیوں کی مدد کا منتظر ہے۔ اگر وہ میسوری فوج میں آنا چاہیں تو آؤ اور جمع ہو جاؤ یہی ہے نہ وہ اعلان؟

میر صادق: یہ تو چمتکار ہے۔

ولزلی: اس اعلان کو میں نے سونا، سوتا دیکر گورنر کے پاس بنوالیا ہے۔

میر صادق: آپ ہی ہیں؟

ولزلی: اس اعلان کا ذمہ دار ٹیپو ہوگا، اس کا ارادہ ہم جان گئے ہیں۔ ہم کو ٹیپو کے خلاف جنگ کرنے کے لئے بہانہ چاہئے اور یہ اعلان ایک اہم سبب ہوگا۔

میر صادق: شری رنگا پٹن کا محاصرہ کرنے پر ممکن ہے ٹیپو سلطان صلح کی تجویز شاید رکھے۔ یہ تجویز امن کے لئے نہیں بلکہ اپنی دفاعی قوت کو طاقتور اور مضبوط بنانے کے لئے ہوگی اس لئے صلح سے انکار کیجئے یا ایسی کڑی شرائط رکھئے جسے وہ پورا نہ کر سکے۔

ولزلی: میں نے صلح کے دو مسودے تیار کئے ہیں۔ 'اے' اور 'بی'

میر صادق: 'اے' کیا ہے؟

ولزلی: ساحلی علاقے برٹش کو چھوڑ دیے جائیں۔ ڈیڑھ کروڑ روپے جنگی تاوان کے طور پر ادا کیا جائے اور صلح کے شرائط کے پورے ہونے تک بڑے شہزادہ کو رہن رکھیں۔

میر صادق: بچوں کے رہن رکھنے کی بات سن کر وہ غصہ میں جنگلی ہاتھی کی طرح پاگل اور غصہ ور ہوگا۔ 'بی' شرط؟

ولزلی: بقیہ آدھی سلطنت اتحادیوں کے حوالے کر دی جائے تاکہ جنگی تاوان کے دو کروڑ روپیہ وصول کیا جا سکے۔

ر صادق: اور نوابوں کی طرح وہ پنشن حاصل کر کے زندگی گزارنے کے بدلے بہادروں کی
ح جنگ کر کے شہادت حاصل کرنے کے لئے ٹیپو آمادہ ہو جائے گا۔

لی: کیا ہماری طاقت کے سامنے ٹیپو سر نہیں جھکائے گا!

ر صادق: سوائے اللہ تعالیٰ کے اس کا سر کسی اور کے سامنے نہیں جھکے گا۔

لی: انگریزوں کی طاقت ور ندی کے دھارے کے خلاف اگر ٹیپو نے تیرنے کی کوشش کی تو وہ بچ
پائے گا۔

صادق: ٹیپو عزم مصمم کا پیکر ہے تنبیہوں کی پرواہ کرنے والا نہیں۔

لی: تاریخ میں ایسا بہادر بہت کم ملے گا۔

صادق: بہادر نہیں، بے وقوف کہیے، آپ کے ساتھ ہاتھ ملا کر وہ خوش رہ سکتا ہے۔ آپ
خلاف جدوجہد کرنے کے لئے ٹیپو نے نیک نیتی سے ساری کوششیں جاری رکھی ہیں، ایمان کی قسم
میسور کی چوتھی جنگ عظیم میں آپ کا یہ دوست شری رنگا پٹن کے قلعہ کو بغیر کسی مزاحمت کے
گولہ بھی اڑائے بغیر، بغیر کسی خون خرابہ کے آپ کے قبضہ میں دے دے گا۔ تاریخ بتاؤں گا یہ میرا
ہے۔ آپ نے جو وعدہ کیا ہے اسے پورا کیجئے۔ اب تو جلد از جلد ٹیپو کو ختم کیجئے۔ ہندوستان میں آپ
دمت قائم کیجئے۔

لی: ڈن! (ہنوا)

ل ہاتھ ملاتے ہیں)

صادق: آپ کی قوم کا پیدائشی دشمن فرانس کا بادشاہ نیپولین بوناپارٹ اگر اپنی فوج کے
ہندوستان آیا تو۔

ی: وہ کہاں سے آئے گا۔ ہمارا جنرل نیلسن نیل کے کنارے اس کو شکست دے چکا ہے۔

صادق: افغانستان کا زماں شاہ درانی اپنی فوج کے ساتھ لاہور میں جو پڑاؤ ڈالا ہے اس کا کیا ہو گا۔

ولزلی: لوٹ کر واپس جائے گا۔

میر صادق: کیوں چلا جائے گا؟

ولزلی : افغانستان کا بادشاہ فوج میں صرف شیعہ مسلمانوں کو بھیج رہا ہے۔ اس کی اطلاع ایران کے
شاہ کو دی جاچکی ہے اور وہ اپنے لوگوں کو بچانے کے لئے حملہ کر چکا ہے۔ اس جنگ میں اس بات کا فیصلہ
ہو جانا چاہئے کہ یا تو ہم رہیں گے یا ٹیپو۔

میر صادق: پھر دیر کس بات کی؟

ولزلی: میرا عظیم مقصد صرف ٹیپو سلطان کی سلطنت پر حملہ کرنے کا نہیں بلکہ میسوریوں کے غرور
کو توڑنا ہے۔ انہیں ہماری طاقت کو تسلیم کرنا ہو گا ہمارے سامنے ہتھیار ڈالنے ہوں گے۔

میر صادق: وہ تو اپنے آپ ہو جائے گا۔ پہلے آپ جنگی سفر کی تیاری کریں۔

ولزلی: جنگی سفر پر ضرور چلیں گے؟

میر صادق: کب؟

ولزلی: 11ر فروری 1799ء بڑی عظیم فوجیں میسور پر اچانک تین سمتوں سے حملہ آور ہوں گی۔
جنرل ہیارس کی سپہ سالاری میں مدراس کی فوج ویلور سے کوچ کرے گی۔ جنرل سٹیوراٹ کی سپہ
سالاری میں ممبئی کی فوج میسور کی طرف بڑھے گی۔ میرا بھائی کرنل آرتھر ولزلی کے کمانڈ میں برٹش اور
حیدر آباد کی متحدہ فوج آگے بڑھے گی۔ تاکہ میسور اور انگریزوں کی آخری لڑائی لڑی جاسکے، جنگ
۔۔۔۔ جنگ ۔۔۔۔

منظر-26

یر روشنی ہوتے ہی یونین جیک اور ٹیپو سلطان کے جھنڈے دکھائی دیتے ہیں۔ بندوق کی گولیوں کی ۔لوگوں کی چیخ وپکار، مرنے والوں کی آہ وبکا، بگل کی آواز، فوجوں کی گشت، اچانک میسوری جنگی ،کی آواز سنائی دیتی ہے۔ سلطان کی گھڑسوار فوج کا حملہ، توپوں کی گھن گرج، خوفناک جنگ، ار فوج چلی جاتی ہے، ٹاپوں کی آواز۔۔۔۔ خاموشی۔۔۔۔ پھر بگل کی آواز) (اندھیرا)

ں کے ہونے پر قلعہ کے اندرونی حصہ میں برہنہ تلوار لئے ٹیپو سلطان کا داخلہ، پورنیا، میر صادق یہ خاں ان کے پیچھے پیچھے چل رہے ہیں)

لطان: آج جنگ میں جو تجربہ ہوا ویسا کبھی زندگی میں نہیں ہوا۔ کافی دیر تک سخت مد کرنے کے باوجود جنگ کے نتائج ہمارے حق میں نہیں۔ بہت مایوسی سے فوج کو پیچھے ہٹا کر دستہ کی جگہ دشمنوں کو چھوڑنا پڑا۔

: اس طرح کا غیر ارادی تجربہ پچھلے تمام بہادروں کو ہو چکا ہے مہاراج! نفسیاتی طور پر اگر کھائیں تو پھر فتح حاصل کرنا مشکل ہے۔ شکست سے پیدا ہونے والی بے عزتی کو اگر برداشت کر لیا تو کیا وہ بہادری کی علامت ہے؟

طان: ہماری توپوں سے انگریز سپاہی بہت محفوظ ہیں پورنیا جی۔

ادق: رہنے دیجئے، کتنے دن چھپے رہیں گے؟ ایسی ترکیب کریں گے کہ باہر سے انہیں ملنے نہ پائے۔ باہر نکلنے کی کوشش کی تو بھون دیے جائیں گے۔

قلعہ کا بندوبست اچھی طرح مطمئن ہے۔ توپوں کے لئے گولہ بارود پہنچانے کا اچھا انتظام تو

-

ادق: ہوا ہے سلطان۔

غازی خاں: قلعہ کے محافظ بہادروں میں جوش وخروش ہے بہادر سردار بھی ہیں۔

ٹیپو سلطان: اب تک جو حالات بے قابو ہو چکے ہیں انہیں یاد کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہماری ہمت جوش وخروش کو ختم نہیں ہونا چاہیے۔ زندگی اور موت کی جدوجہد کے لئے تیار ہوں گے۔ آورش، وفاداری جب تک باقی ہے کوششوں کو آخر تک جاری رکھیں گے چھوڑیں گے نہیں۔

میر صادق: میر زندگی اور موت آپ کے ساتھ ہے سلطان اس بات کا گواہ اللہ ہی ہے۔

غازی: میں بھی سلطان۔ وقت آنے پر آپ کے لئے خون بہانے کے لئے بھی تیار ہوں۔

میر صادق: گستاخی معاف ہو سلطان اب اور زیادہ نقصان سے بچنے کے لئے انگریزوں سے امن وصلح کے لئے کوشش کی جا سکتی ہے۔ پورنیا جی یہ صرف میری رائے ہے۔

پورنیا: معقول رائے یا صلاح؟

ٹیپو سلطان: پورنیا جی۔۔۔؟۔۔۔۔!!

پورنیا: اس میں کیا غلطی ہے سلطان؟ جنگ کے بعد امن کی، صلح کی بات چیت تو ہوتی ہی ہے۔ اگر شرائط معقول اور عزت دار ہوں تو غور کیا جا سکتا ہے، ورنہ جدوجہد جاری رہے گی۔

ٹیپو سلطان: اگر آپ کی یہی صلاح ہے تو بات چیت کے میر صادق کو ہی مقرر کیا جائے۔

میر صادق: میں اس ذمہ داری کو اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔

ٹیپو سلطان: میر صادق، قلعہ کے دفاع کی پوری اہم ذمہ داری آپ کی ہو گی۔ ہر اہم واقعہ کی خبر فوری طور پر ہمیں بھیجتے رہئے۔ دفاع کے انتظامات بجلی کی سی سرعت کے ساتھ ہونی چاہئیں۔ اس کام سے نپٹ کر جنرل ہیارس سے ملاقات کریں۔

میر صادق: جی حضور۔

ٹیپو سلطان: میر صادق، ایک ریاست کی ذمہ داری صرف بادشاہ کی یا راجہ کی ہی نہیں ہوتی، اس کے ساتھ جتنے بھی لوگ ہیں ان سب کی ذمہ داری ہے۔ ریاست کسی راجہ کی خاص ملکیت نہیں

بادشاہ یا راجہ ریاست کا صرف نمائندہ ہوتا ہے۔ ریاست کو خطرہ لاحق ہو تو وہ صرف راجہ کو ہی ساری ریاست کے عوام کے لئے خطرہ ہوگی۔ دشمن جو شرائط صلح کے لئے ڈالیں گے ان کو ماننے تل ان باتوں کو اچھی طرح یاد رکھئے۔

(میر صادق سلام کر کے چلا جاتا ہے)

خاں جی! آپ نے ہمیں ہتھیار چلانے کی تعلیم دینے والے عزت مآب استاد ہیں۔ لائق احترام بھروسہ سپہ سالار، شہزادہ فتح حیدر کو ساری جنگی تعلیم سے سرفرازی کی ذمہ داری اٹھانے والے ہیں۔ اس ڈھلتی عمر میں بھی سرزمین کی دفاع کے لئے جنگ میں اترنے کا موقع آجائے تو ایک بند سپاہی کی طرح تیار ہو جائے۔

ماخاں: اس کو میں سلطان کا حکم ہی مانتا ہوں، اب اجازت دیجئے (سلام کر کے چلا ہے)

لطان: پورنیا جی، آج تک ہمارے والد کی طرح آپ ہمیں صحیح صلاح و مشورہ دیتے آئے بھی اسی لمحہ شہزادہ حیدر کو آپ کے سپرد کر رہا ہوں اس کا مستقبل سنوارنے کا ارادہ کیجئے۔

: ہو سکتا ہے، لیکن اس وقت آپ کی ان باتوں کا مطلب۔۔۔۔ مجھے۔۔۔۔

طان: مطلب نہیں سمجھے پورنیا جی، قلعہ سے باہر طائرانہ نظر ڈالئے، جس طرح طغیانی مانے سے ندیاں اہل کر سمندر میں مل جاتی ہیں اسی طرح دشمن کی فوجیں بھی جمع ہو رہی ہیں۔

: یہ تو بڑے تعجب کی بات ہے۔

طان: بتائے پورنیا جی! کہاں گئے ہمارے مستعد سپہ سالار قمر الدین، سید صاحب وغیرہ رواد؟ دشمن قلعہ کے قریب کیسے آگیا؟ دس دشاؤں سے بھی دشمن گھس آنے کی کوشش کریں روکنے والی طاقتور فوج ہماری تھی وہ کیا ہوئی؟ بغیر کسی مزاحمت کے دشمن کے فوجی ویسے کیسے ر ٹھکانہ کر رہے ہیں؟ کیا ہمارے سپہ سالار نامرد بن گئے ہیں؟ یا اپنی حرص و ہوس کا شکار ہو کر

اپنے ضمیر کو بیچ کر دشمن کا استقبال کر کے بہ حفاظت شری رنگاپٹن کے قلعہ کا محاصرہ کرنے کی دعوت دے رہے ہیں؟ ہماری افواج کی بہادری کے کارنامے، دشمن کو پہنچائے گئے نقصانات اور اس کے استحصال کی جھوٹی خبریں ہمیں کیوں دی گئیں؟ حملہ آور کی طاقت کے اعداد و شمار، ان کے آگے بڑھنے کے راستوں کی غلط اطلاعات کیوں دی گئیں؟ ہمارے لائق بھروسہ وفاداروں کی نیت اچانک کیوں بدل گئی ہے؟ جنرل سٹیوراٹ کے کمانڈ کی ممبئی کی فوج سدرا میشور کے قریب روک کر جنگی نواب محمد رضا کو ہم نے کھودیا۔ ملولی کے قریب جنرل ہیارس کا سامنا کر کے پیچھے ہٹنا پڑا، پہلے کیا کبھی ایسا ہوا تھا، جواب دیجئے؟

پورنیا: ان سب کا میرے پاس کوئی معقول جواب نہیں ہے مہاراج!

ٹیپو سلطان: ان سب کا جواب میرے پاس ہے پورنیا جی، جو لوگ ہمارے ساتھ راست طور پر جنگ کر کے فیصلہ کن جنگیں نہیں جیت سکے وہی انگریز آج ہمارے کئے قلعوں پر بغیر کسی مزاحمت کے انہیں اپنے قبضہ میں لے چکے ہیں۔ رشوت خور فوجی سالاروں کی رشوت خوری نے ہماری بہادر فوجوں کو اپنے بہادری کے کارناموں کو دکھانے کا موقع ہی نہیں دیا ہے۔ بغیر کسی مزاحمت کے انگریز فصیل کے قریب آکر مزاحیہ انداز میں اپنی طاقت کا مظاہرہ کر رہا ہے، ہمیں للکار رہا ہے، باہر کی کوئی طاقت ہمیں شکست نہیں دے سکتی اس کا اٹل بھروسہ کیا ہمیں نہیں تھا؟ آج کیا ہوا؟ آج ہماری اس شکستہ حالت کا ذمہ دار کون ہے؟ باہر کے دشمن یا اندر کے دھوکہ باز دشمن؟

پورنیا: خود غرضی، عدم اتحاد، سازش، فرقہ واریت، ہمارے دیش کی کمزوری اور بدقسمتی ہے اب ماضی اور مستقبل کے بارے میں سوچنے کا وقت نہیں ہے۔ حال کی فکر اہم ہے جو حالات اب ہمارے سامنے ہیں ان سے چھٹکارا حاصل کرنے کا راستہ تلاش کیجئے۔

ٹیپو سلطان: اب ہماری عزت نفس کے فنا ہونے کا وقت آگیا ہے پورنیا جی! جس سرزمین کو ہم اپنی جان سے بھی زیادہ پیار کرتے تھے اب وہ دوسروں کی ملکیت ہونے کے امکانات دکھائی دے رہے

ہمارے ہی لوگوں نے ہمیں دھوکہ سے قتل کروایا پورنیا جی!

نیا: اب یہ وقت باطنی دشمنوں کے جال کی تلاش کا نہیں، شہد کے چھتے میں ہاتھ ڈالنا آفت مول
ہے۔ دشمن قلعہ کے باہر ہے انہیں وہیں روکیں گے، اس بات کی کوشش کریں گے کہ قلعہ ان کے
میں نہ آسکے۔

لطان: وقت اور واقعات کسی کے ماتحت نہیں رہ سکتے، کسی کا انتظار نہیں کرتے، وقت کے
کے راستے کو بدلنا کسی کے بس کی بات نہیں!

یا: مردانہ کوشش ہے جی مہاراج، سمجھوتہ کی تجاویز کے لئے اگر سیولیاتی رد عمل ملا تو۔۔

لطان: وہ آپ کا خیال خام ہے، نہ ماننے والے شرائط کے سمجھوتے کے نیزہ کو ہم اپنی
نہیں دے سکتے۔

: آپ کے اس اٹل فیصلے کے بھیانک نتائج کا میں اندازہ لگا سکتا ہوں۔ اس خطرناک حالت میں
پ کا ساتھ چھوڑ کر دور چلا جاؤں؟

طان: بالکل، آپ کو جانا ہی چاہئے۔

: اتنے بے رحم نہ ہو جئے مہاراج، میری سوامی بھگتی پر کیا آپ کو بھروسہ نہیں؟ سلطنت خداداد
ت آئی ہوئی ہے اس کا سبب بننے والوں میں کیا آپ مجھے بھی ان میں سے ایک سمجھتے ہیں؟

طان: ایسا کہہ کر ہمارا دل مت دکھائے دیوان جی، میں نے جو باتیں کہیں ہیں وہ غیر
مند باتیں نہیں ہیں۔

: تو اور کیا ہے مہاراج؟ مجھے عہدہ، عزو جاہ اور اختیارات کا لالچ نہیں، میں ان کو اسی وقت
ا ہوں، ایک عام شہری کی طرح، اس آزمائشی گھڑی میں آپ کے ساتھ رہنے کی اجازت دیجئے،
ر علی خاں بہادر کے زمانے سے آپ کے خاندان کی خدمت انجام دیتا آرہا ہوں، مجھے آپ کی
ا زندگی، موت میں موت بانٹ لینے کا موقع عطا کیجئے۔

ٹیپو سلطان: ہمیں غلط مت سمجھئے دیوان جی، ہمارا میسور، وطن کی آزادی کی جدوجہد کا مرکز
ہے، انسانی حقوق کی حفاظت کے لئے جس زمین پر جہاد کیا گیا اس زمین کی عظمت و شہرت کو بھلا دینا
ہے۔ ہمارے وارثوں میں ہماری اس منزل کو پانے کے لئے ضروری عناصر، ہٹ دھرمی، طاقت، ان کی
رہنمائی، جوش و جذبہ کو ابھارنے کے لئے آپ کا زندہ رہنا ضروری ہے۔

پورنیا: ولی عہد فتح حیدر پر کیا آپ کو بھروسہ نہیں ہے مہاراج!

ٹیپو سلطان: ہے۔ لیکن؟

پورنیا: وضاحت کے ساتھ کہئے۔

ٹیپو سلطان: اگر انگریز جیت گیا تو کیا ہمارے ولی عہد بیٹے کی تخت نشینی کرے گا پورنیا جی، یقیناً
نہیں۔ ہمارے خاندان والوں کے لئے انہیں رتی برابر رحم، تکلف، ہمدردی اور بھروسہ بالکل نہیں۔
ہمارے خاندان کی بات رہنے دیجئے، ہمارے نام لیوا، اگر اپنی زبان پر ہمارا نام لائیں تو ایسوں کو بھی جہاں
تک ہو سکے ختم کر دیں گے، ہم سے انگریزوں کو سخت دشمنی ہے۔

پورنیا: کمپنی کے آقا، آپ سے بدلے کا برتاؤ کریں گے تو میرا احتجاج رہے گا ہی لیکن سامراج شاہی
کے ہاتھوں کٹھ پتلی کا کھلونا بن کر اس ریاست کی باگ ڈور سنبھالنے والوں سے میرا کوئی تعلق نہیں رہے
گا، میں اپنا ضمیر بیچنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔

ٹیپو سلطان: آخری فیصلہ مت کیجئے دیوان جی! وقت کی مناسبت سے فیصلہ کیجئے، حملے سے پہلے
قلعے سے نکلنے کی تیاری کیجئے، آپ کی خیریت ہمارے لئے کافی اہم ہے۔ پورنیا جی اگر ہم نے فتح حاصل کی
تو انشاءاللہ پھر ملیں گے ورنہ یہ ملاقات ہم دونوں کی آخری ملاقات ہی سمجھئے۔

پورنیا: (آنسو بہاتے ہوئے) او میرے مہاراج!

ٹیپو سلطان: او میرے جگری دوست (دونوں لپٹ جاتے ہیں)

(منظر میں تھوڑی سی تبدیلی دونوں طرف سے تیزی کے ساتھ ایک طرف سے غازی خاں اور دوسری

ے سے میر صادق داخل ہوتے ہیں)

ی خاں: میر صادق، دیوان میر صادق۔۔۔۔

صادق: کون؟

ی خاں: مجھ کو دیکھ کر بھی ان دیکھی کر کے کیوں جا رہے تھے؟

صادق: معاف کیجئے، قلعہ کی دیوار میں توپ کے گولوں کی ضرب کے باعث قلعہ کی دیوار ہوڑی دراڑ پڑ چکی ہے۔ سلطان کے حکم سے اس کی مرمت کرنے والوں کو لے کر جا رہا ہوں۔

ں خاں: صلح کی کوشش کیا ہوئی؟

صادق: ٹوٹ گئی، جواب دینے کے لئے 24 گھنٹوں کی مہلت جنرل ہیارس نے دی تھی، ھی ریاست اور جنگی تاوان کے 2 کروڑ ادا کرنے کے لئے سلطان نے نہیں مانا۔

ں خاں: تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ جنگ اب ناگزیر ہے، کئی سالوں سے قائم ہمارے دفاعی ان کا نام و نشان آپ کیوں بکھیر رہے ہیں؟ فوجی سرداروں کو کیوں بدل رہے ہیں؟ کیا فوج اور دار میں مفاہمت ہو سکتی ہے؟ کیا ہمیں جنگ جیتنا ہے یا ہارنا ہے؟

ادق: میں تو صرف سلطان کے حکم کی تعمیل کر رہا ہوں۔

خاں: ان احکامات کو واپس لینے کے لئے میں سلطان پر دباؤ ڈالوں گا۔ تبدیلی نہیں چاہئے ے موقع پر ان غیر یقینی احکامات اور ان تبدیلیوں کو روکا جائے۔

ادق: خان صاحب، اس میں میرا کوئی کردار نہیں ہے، میں سلطان کے احکامات کی کر رہا ہوں بس۔

خاں: مہتاب باغ کے دفاعی مرکز سے سید غفار کو واپس کیوں بلایا گیا، کیا وہ بھی سلطان م تھا؟

دق: اس میں کوئی شک؟

غازی خاں: آرتھر ولزلی کی فوجوں کو تہس نہس کر کے اس ولزلی کو اپنی جان بچا کر بھاگنے پر مجبور کرنے والے مستعد و چالاک سپاہی سید غفار کے برابر ہے وہ شوستری؟

میر صادق: میں چاہتا ہوں کہ سید غفار سلطان سے قریب رہیں۔

غازی خاں: کیا ہم نہیں ہیں، قلعہ کی حفاظت کے نظریہ سے مہتاب باغ کتنی اہم جگہ ہے اگر وہ دشمن کے قبضہ میں چلا گیا تو کیا ہوگا؟

میر صادق: آپ جیسے سپہ سالار کی گزارش یقیناً سلطان رد نہیں کریں گے، کل صبح سید غفار کو واپس بھیج دیں گے ٹھیک ہے۔

غازی خاں: سید صاحب انگریزی فوج کا رخ بدلنے والے ہمارے بہادروں کو سزا دے رہے ہیں کیا آپ کو پتہ ہے۔ جنرل ہیارس کی فوج کو آگے بڑھنے سے انہوں نے کیوں نہیں روکا اس کا اندرونی راز کیا ہے؟ اب یہ خبر پھیلی ہے کہ سلطان پیٹ کی دفاعی ذمہ داری اٹھا کر بغیر کسی شور شرابے کے انگریزوں کے حوالے سلطان پیٹ کر دیا گیا۔

میر صادق: وہ سلطان کے رشتہ دار ہیں، ان سے سوال کرنے کا اختیار مجھے نہیں ہے۔

غازی خاں: قمر الدین سلطان کے رشتہ دار ہیں۔ پریاپٹن کے قریب دشمن کی فوج پر حملہ کر کے فتح کا جھنڈا لہرانے والی فوج کو پیچھے ہٹنے کا کیوں حکم دیا گیا جانتے ہو؟ ملوگی کی جنگ میں ہماری فوجوں پر انہوں نے خود چڑھائی کی تھی ان میں بھگدڑ مچادی یہ سب کیا ہے؟ سنا ہے سلطان کی راست طور پر ملاقات کے لئے کسی کو نہیں چھوڑا جا رہا ہے۔ نہیں جانے دیجئے، سلطان کے معتمد شیوجی سے ملاقات کا تو موقع ہے؟ جانے دیجئے ہماری جاسوسی فوج کیا کر رہی ہے؟ سلطان کے علم میں یہ تمام باتیں کیوں نہیں لائی جا رہی ہیں؟

میر صادق: کچھ نافہمی ہوگئی، آئندہ ٹھیک کر لیں گے، غازی جی صبر سے کام لیجئے۔

غازی: قلعہ دار میر نادم کا رویہ بہت سے شکوک کو جنم دے رہا ہے میر صادق۔

ادق: کیا ایسا ہے؟ آئندہ احتیاط برتی جائے گی، تعجب کی بات ہے کہ آپ نے کتنی راز خبریں اکٹھی کی ہیں۔

خاں: کیا فوج میں میرے طرفدار سردار نہیں ہیں؟

ادق: آپ پرانے آدمی ہیں، بزرگ ہیں، رازدارانہ خبریں کیا آپ کو نہیں معلوم ہ گی، اچھا اب رات ہونے والی ہے صبح تشریف لائیے سلطان سے ملاقات کے لے چلیں گے۔

خاں: اچھی بات ہے۔

ادق: جاتے جاتے ایک اور بری خبر سنتے جائیے۔

خاں: وہ کیا ہے؟

ادق: دیوان چاچاپورنیاجی اور دو دن قبل ہی قلعہ سے روانہ ہو چکے ہیں۔

خاں: کیا یہ سچ ہے؟

ادق: ہاں عوام میں یہ خبر آگ کی طرح پھیل چکی ہے ان کی ہمت ٹوٹ چکی ہے اس خبر ں بے یار و مددگار کر دیا ہے ان کے دلوں میں خوف پیدا ہو چکا ہے۔ اپنی حفاظت کی فکر انہیں جارہی ہے۔ ان کی ضمیروں اور روحوں پر اندھیرا چھا گیا ہے۔ سب یہی سمجھ رہے ہیں کہ اب یں بچے گا۔

خاں: یہ خبر مجھ پر بجلی کی طرح گری ہے، سلطان کو صبر کی طاقت عطا کر مالک!

دق: سلطان کے خلاف سازش کرنے والوں کی ایک لمبی فہرست ہے کیا اس کو پڑھ کر

غاں: کوئی ضرورت نہیں، شیر لومڑیوں سے نہیں ڈرتا ہم جیسے کئی لوگ اپنے آقا کے جود ہیں۔ اپنا خون بہا کر سلطان کی حفاظت کریں گے (غازی خاں چلا جاتا ہے)

ادق: واپس مت آئے تیار ہو جائے عدم کے سفر کے لئے، اتنے سارے رازوں کے

جاننے والے کا زندہ رہنا کافی خطرناک ہے۔ کل صبح کا طلوع ہونے والا سورج تم نہیں دیکھو گے (اونچی آواز میں) جبار۔ خالد۔ آج رات غازی خاں کو (ختم کر دو ہاتھ کا اشارہ کر کے ہنستا ہے) ہاہاہاہا۔

(اندھیرا)

(دل دہلا دینے والے خطرناک دھماکے کی آواز، روشنی ہونے پر اسلحہ سے لیس ٹیپو سلطان کا داخلہ)

ٹیپو سلطان: راجہ خاں، یہ دھماکے کی آواز کیسی؟

راجہ خاں: بہت بڑا دھوکہ حضور، ہمارے گولہ بارود کے ذخیرہ کو آگ لگا دی گئی ہے۔

ٹیپو سلطان: کیا؟

(راج آئینگر داخل ہوتا ہے)

آئینگر: مہاراج قلعہ کی شمال مشرقی دیوار توپوں کے گولوں کی ضربوں سے گر چکی ہے۔

راجہ خاں: مہتاب باغ پر جنرل اسٹیوراٹ اور کرنل ہارٹن نے قبضہ کر لیا ہے۔ سلطان پیٹ دشمنوں کے قبضہ میں ہے۔

آئینگر: آپ کے چہیتے سپہ سالار سید غفار کو دھوکہ سے قتل کروا دیا گیا ہے غازی خاں اور بنسی لال کا قتل ہو چکا ہے۔

ٹیپو سلطان: کس نے؟ کس نے؟ یہ آفت برپا کی ہے؟

راجہ خاں: دیوان میر صادق نے

ٹیپو سلطان: او نمک حرام۔۔۔

آئینگر: اس سازش میں سپہ سالار قمر الدین، سید صاحب، دیوان غلام علی، قلعہ دار نادم اور بھی بہت سارے شامل ہیں مہاراج۔

ٹیپو سلطان: بہت۔۔۔ دردناک، دردناک خبر، ہمارے ہی آدمی ہم سے غداری کر رہے ہیں۔ لیکن ہمیں جھکنا نہیں ہے، اس سلطان کا زوال ہو سکتا ہے۔ شہر کا زوال نہیں ہو سکتا۔ قلعہ کی دیوار

ا ہے تو کیا ہوا مٹی کا ڈھیر ڈال کر مرمت کروائیں گے۔ آگ اگلنے والی بڑی توپوں کے منہ کھول کر
ے سپاہیوں کو داخل ہونے سے روکنے کی احتیاط برتی جائے۔ ہمارے سپاہی دشمنوں کے حملے سے
کھانے والے نہیں ہیں۔ کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہو جائیں تو کیا انہیں توڑ کر اندر آنا ممکن
سی اور جگہ پر گولہ بارود روانہ کر دیں گے۔

خاں: گری ہوئی دیوار کے قریب کے سپاہیوں کو تنخواہ کے بٹواڑے کے بہانے بلا لیا گیا
ان کے ہتھیار ہتھیار خانہ میں رکھ کر قفل لگا دیا گیا ہے۔ ہمارا ایک بھی سپاہی وہاں نہیں ہے۔ نشانے
ے ہوئے توپوں کے لئے گولہ بارود نہیں ہے۔ انگریزوں کے گھس آنے کے لئے پوری سہولت
دی گئی ہے وہاں پر مزاحمت کرنے والا کوئی نہیں ہے۔

: قلعہ کے دوسرے دفاعی ٹھکانوں پر سرداروں کے بدلے جانے پر سپاہیوں کی قیادت نہ
کے باعث افراتفری پھیلی ہوئی ہے۔

خاں: میر نادم نے قلعہ کے رازدارانہ پانی کے دروازوں کو بند کر کے میسوری فوج کی
ت کو روک رکھا ہے۔

: قمر الدین یہ اعلان کروا رہا ہے کہ وہ گرم کنڈہ کا نواب ہے۔

ماں: جنرل ہیارس نے حکم دے رکھا ہے کہ سلطان کو قتل نہ کر کے زندہ قید کر لیں،
ق یہ اعلان کروا رہا ہے کہ مملکت میسور کے مستقبل کا سلطان میں ہوں میں انگریزوں کا نہایت
ہوں۔

: فرانسیسی پیرو انگریزوں کے سامنے ہتھیار ڈالنے کی تیاری کر رہے ہیں۔

ال: دولت و اقبال مندی میں آپ کے برابر کے حصہ دار آپ کے نہایت قریبی
ی انسانیت مٹی میں مل چکی ہے خداوند۔

خان: یہاں جو تبدیلیاں ہوئی ہیں فوراً انہیں پورنیا کو مطلع کیا جائے راج آئینگر۔

آئینگر: معاف کیجئے سلطان سچ کیا ہے جھوٹ کیا میں نہیں جانتا، دیوان پورنیا کی گورنر جنرل ولزلی نے اس لئے تعریف کی ہے کہ وہ جو کہتے ہیں وہی کرتے ہیں اور اب وہ انگریزی فوج کے صلاح کار ہیں اور یہ خبر آگ کی طرح پھیل چکی ہے۔

ٹیپو سلطان: نہیں، یہ جھوٹ ہے، یقین نہیں آتا، ہمارے خاندان کو پورنیا جی نے کبھی دھوکہ نہیں دیا والد کی جگہ رکھنے والے کی ایمانداری پر شک کر کے ان کی ہتک نہیں کی جا سکتی۔

راجہ خاں: آپ فوراً تیار ہو جائے حضور فوج کی قیادت کو آپ اپنی کمان میں لے کر شہر کو بچائے۔

آئینگر: جنرل بیرڈ اپنے سپاہیوں کو شراب پلا کر محاصرہ کے لئے ان کے حوصلے بڑھا رہا ہے۔

راجہ خاں: انگریزوں کی فوج کے استقبال کی ساری تیاریاں، میر صادق اور سید صاحب کی قیادت میں مکمل ہو چکی ہیں۔

آئینگر: ہرا جھنڈا لہرا کر حملہ کرنے کے لئے انگریزوں کو میر صادق نے اشارہ دے دیا ہے۔ آج دوپہر تقریباً ڈیڑھ بجے دشمن کی فوج قلعہ میں داخل ہونی شروع ہو جائے گی مہاراج!

ٹیپو: کیا؟ پردے کے پیچھے اتنا کچھ چل چکا ہے؟ (میان سے تلوار نکال کر) گھس کر آنے والے دشمنوں کے سر اڑانے کے لئے دغا بازوں کے سینے چیرنے کے لئے ہماری یہ تلوار تیار ہے۔ ہمارے گھوڑے طاؤس کو تیار کیا جائے، ہم اپنے محافظ دستے کے ساتھ آگے بڑھیں گے آپ ہمارے پیچھے پیچھے آیئے، سب مل کر دشمن کا صفایا کریں گے۔

راجہ خاں: سلطنت خداداد۔۔۔ زندہ باد (نعروں کی آواز)

ٹیپو سلطان کی۔۔۔ فتح ہو!!

آئینگر: جے شری رنگا۔۔۔!!

آوازیں: جے شری رنگا۔۔۔!!

(ٹیپو سلطان آگے بڑھتے ہیں بقیہ لوگ ان کے پیچھے پیچھے روانہ ہوتے ہیں)

(اندھیرا)

نی کے ہونے پر انگریزوں کے ساتھ میر صادق جلدی جلدی داخل ہوتا ہے۔ ہاتھ میں تلوار لئے علی میاں دوڑ کر آتا ہے)

مادق: سرکار، سلطان انگریزوں کے ساتھ زبردست مقابلہ کر رہے ہیں، میں بھی جنگ جا رہا ہوں۔

ارے او دیوانے، جنرل بیرڈ کی فوج وہاں بھیجی جا چکی ہے۔ ان کا محاصرہ کر کے گولیوں کی ن کر رہے ہیں، مرنے کے لئے تو وہاں کیوں جا رہا ہے؟

سرکار! کیا آپ قید ہو گئے؟ یہ انگریز سپاہی؟

بے وقوف یہ میرا محافظ دستہ ہے۔

کیا کہا دیوان جی؟

ادق: سلطان کہو بچو! بادشاہ کہو، انگریز سپہ سالار میرے ساتھ ہیں میں جو کہوں گا وہ وہی ئے، ارے او نادان شہر میں جو اعلان کیا جا رہا ہے کیا تمہارے کانوں نے نہیں سنا؟

کیا کہہ رہے ہو سرکار۔

میسور انگریزوں کے قبضہ میں آ گیا ہے، میسور انگریزوں کے سامنے ہتھیار ڈال چکا ہے۔ مکمل رہ افواج کے قبضہ میں ہے۔ سارے قلعہ کے اطراف موت کا چکر بنا دیا گیا ہے۔ کوئی ہتھیار نہ نگریزوں سے مقابلہ نہ کریں، قلعہ کے دروازے کھول دئے گئے ہیں جو چاہیں اپنی جان بچا کر لتے ہیں، اس اعلان کو سن کر عوام اپنی جان بچانے کے لئے کیسے گھس رہے ہیں۔ کیسی افراتفری ہے کیا دکھائی نہیں دیتا؟

صرف اتنا ہی نہیں سرکار آپ کے دوست جنرل صاحب نے اپنے سپاہیوں کو میسوری فوج

کے ساتھ ساتھ قتل عام کا حکم دے دیا ہے۔

میر صادق: اچھا۔۔۔۔

علی: جی ہاں۔ ہتھیار ڈالنے والے جوانوں کو گولی مار رہا ہے۔ انگریز من مانی لوٹ مار کر رہا ہے۔ زنانہ کی عزت لوٹ رہا ہے۔ گھروں کو آگ لگا رہا ہے۔ شری رنگاپٹن شہر قبرستان میں بدل رہا ہے۔

میر صادق: ہونے دو، فاتح ایسا ہی کرتے ہیں میاں! سلطنت خداداد کو برباد ہونے دو، ٹیپو کو مرنے دو!

علی: لعنت ہے تم پر۔ تم انسان نہیں شیطان ہو۔ دیوان نہیں خونی درندے ہو، مومن نہیں کفر کا کیڑا ہو۔ جنگ آزادی کے شیر ببر سلطان ہیں، ہمارے مادر وطن کے دشمن تو تم ہو، شیر میسور ٹیپو سلطان، اگر جنگ میں شہید ہوئے تو لوگ ان کے مزار شریف پر پھول چڑھائیں گے اور میر صادق تمہاری قبر پر تھوکیں گے۔ چپل سے ماریں گے۔ میں سلطان کے لئے اپنی جان قربان کرنے جا رہا ہوں، دور ہٹو، میر صادق! غدار دھوکہ باز، نمک حرام، تھو ہے تم پر۔

(علی میاں چلا جاتا ہے، میر صادق حیران ہو کر داڑھی کھجاتا کھڑا رہ جاتا ہے۔ انگریز سپاہی علی میاں پر گولی چلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ میر صادق اشارے سے انہیں روک کر

میر: مرنے کے لئے جا رہا ہے، مارنے کی کوئی ضرورت نہیں۔۔۔ہا۔ہا۔ہا۔۔۔۔

(اندھیرا)

(روشنی ہونے پر بھیانک جنگ کا منظر، ٹیپو سلطان بہادری کے ساتھ انگریز سپاہیوں کے ساتھ لڑتے ہوئے دشمن کے سپاہیوں کو پسپا کر رہے ہیں)

راجا خاں: خداوند! ہمارے بہت سے سپاہی لڑتے ہوئے مارے جا چکے ہیں، ہم دشمن کی فوج کے درمیان گھر چکے ہیں۔ فرنگیوں کی بندوقوں کی گولیاں چاروں طرف سے آ رہی ہیں، یہ محفوظ جگہ نہیں ہے۔

لطان: فکر کی کوئی بات نہیں، دشمن کی طاقتور فوج کے ساتھ ہم اکیلے ہی لڑیں گے، جنگ کو ہم نے کبھی پیٹھ نہیں دکھائی ہے، شکست کا لفظ ہمارے کانوں کو بہت ہی سخت اور کرخت ہوتا ہے۔

: (داخل ہوتے ہوئے) مہاراج! انگریزوں کا جنگی بھوت موت کے روپ میں منہ کھولے گھس ہی آرہا ہے۔ جینے کا بھروسہ ختم ہو چکا ہے۔ آپ قلعہ چھوڑ کر کسی محفوظ مقام پر چلے جائیں۔

طان: جن لوگوں نے ہم پر بھروسہ کیا ہے کیا انہیں دشمنوں کی دشمنی کی آگ میں دوں؟ کیا میری جان دوسروں کی جان سے اہم اور قیمتی ہے؟

: بے شک! آپ ہمارے بادشاہ ہیں، ہماری عزت نفس کے تخت پر بیٹھ کر اختیار کی باگ ڈور ہوئے ہیں۔ سرزمین کی حفاظت، وطن کی آزادی کا اعلیٰ مقصد آپ کے پاس ہے۔ آدرش کے ی چنگاری آپ ہیں۔ آئندہ آنے والی آزادی سے پیار کرنے والی نسلوں کی رہنمائی کرنے والی پ ہیں۔ ہمارے خواب شرمندۂ تعبیر ہوتے ہیں تو ہماری امیدیں پوری ہوتی ہیں تو آپ کو زندہ اگر آپ مٹ جائیں گے تو ہماری زندگی صفر ہو جائے گی مہاراج!

ال: اب زندہ رہ کر کونسا کارنامہ انجام دینا ہے۔ جنگ کی تلواروں سے ہمارے قابل ں کو کھو دیا۔ جن سپہ سالاروں پر، سیاسی بزرگ ماہرین پر ہم نے بھروسہ کیا تھا انہوں نے ہمیں ، ہماری منزل، ہمارے عہد و پیمان کو شکست دے کر جھوٹا ثابت کیا۔ ہمیں بد بختی کی کھائی میں ، لیکن اپنے پروردگار سے ہماری ایک ہی دعا ہے کہ او آقا! او میرے مالک! میری ہمت و حوصلہ ی کو، بہادری کو آخری سانسوں تک برقرار رکھنا انہیں چھین مت لینا۔

میسور جیسی ایک چھوٹی سی مملکت کو ایک طاقتور سلطنت میں تبدیل کر کے دنیا کی توجہ اس کی زول کی اس کو اس قابل بنایا۔ مستقبل میں بھی اس سلطنت کو آپ کی ضرورت ہے۔

ں: ابھی آپ کے بہت سے قلعہ جات، آپ کی فوج، گولہ بارود کا ذخیرہ باہر حفاظت

کے ساتھ رکھ ہوئے ہے۔ جو ہمارے ہاتھوں سے نکل چکا ہے اس کو پھر سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔

ٹیپو سلطان: ہمارے والد نے محفوظ اور مخفی راستے بنوائے ہیں ان کا ہمیں پتہ ہے۔ راجہ خاں بچ کر نکل جانے میں کوئی مشکل نہیں لیکن ہمارا ارادہ ایسا نہیں ہے۔

راجہ خاں: اگر ایسا ارادہ نہیں ہے تو صلح کی شرائط کو مان لیجئے۔

ٹیپو سلطان: پھر آدھی ریاست، دو کروڑ کا جنگی تاوان دے کر ہم اپنی آزادی کو بیچ دیں راجہ خاں؟ اگر ہم زندہ رہیں تو خود مختار آزاد بادشاہ کی طرح زندہ رہیں گے اور آزاد حکومت کریں گے۔ ورنہ جنگ میں آزاد جنگجو کی موت مریں گے۔ ہماری تاریخ میدان جنگ میں شروع ہوئی تھی اور میدان جنگ میں ہی ختم ہونے دیجئے۔

آئینگر: مہربانی سے آپ اپنا فیصلہ بدل دیجئے مہاراج!

ٹیپو سلطان: گیدڑ کی صد سالہ زندگی سے شیر کی ایک دن کی زندگی بہتر ہے۔

آئینگر: یہ شیر جیسے بہادروں کے لئے بجلی جیسی بات ہے۔ مستقبل میں ہمیشہ کے لئے یہ مجاہدین آزادی کا نعرہ بن جائے۔

راجہ خاں: حضور! انگریز سپاہی ادھر ہی جھپٹ رہے ہیں۔

ٹیپو سلطان: (تلوار اٹھائے ادھر غور سے دیکھتے ہوئے)

اسد اللہ الغالب!

راجہ خاں: سلطنت خداداد!

آوازیں: زندہ باد!

آئینگر: جے شری رنگا!

آوازیں: جے شری رنگا!

آواز: ٹیپو سلطان کی فتح ہو!!

(ٹیپو سلطان کے آگے بڑھتے ہی دوسرے ان کا پیچھا کرتے ہیں، جنگ کا ماحول)

(اندھیرا)

آز: چارج، فائر، (گولی کی آواز)

(روشنی ہونے پر)

(ٹیپو سلطان کا داخلہ سینہ سے خون بہہ رہا ہے راجا خاں اور آئینگر پیچھا کرتے آتے ہیں)

بہ خاں: خداوند سینہ پر گولی لگی ہے۔

سلطان: زخم سینہ پر نہیں دل کی گہرائی میں ہوا ہے راجا خاں۔

نگر: شری ہری!۔۔۔ مہاراج کو تین گولیاں لگی ہیں اب کیا ہوگا؟

سلطان: ہندوستان میں سامراج کی تاسیس کے لئے جو رکاوٹ تھی اُسے دور کر دیا گیا، شیوں نے مادرِ وطن کو غلامی کی بیڑیاں پہنا دیں!

بہ خاں: صبر کیجئے بادشاہ۔

نگر: ایک بہادر بادشاہ زخمی ہو کر خون میں لت پت لاشوں کے درمیان کھڑا ہے، مجھ سے یہ منظر انہیں جاتا۔

بہ خاں: خداوند کو فوری اور اعلیٰ طبی علاج کی ضرورت ہے۔ آپ کا تعارف انگریزوں

ـ

سلطان: خاموش۔ ہم انگریزوں سے جان کی بھیک مانگیں؟ ہماری جان بچا کر ہمیں قید لے، پنجرے میں بند کر کے انگلینڈ کی گلیوں میں گشت کرواتے ہوئے "دیکھو یہی میسور کا شیر ہے"، ر ہماری طرف اشارہ کرتے ہوئے طنزیہ انداز میں قہقہہ لگائیں گے، راجہ خاں۔۔۔۔ زندگی فانی شہادت باقی ہے، جھوٹے کھانے کے لئے شیر کے پاس ہاتھ پھیلانے والے گیدڑ ہم نہیں ہیں۔

نگر: او، اس سرزمین کی خودداری!۔۔۔۔ ہم آپ کی اس عظمت کے سامنے سر جھکاتے ہیں۔

ٹیپو سلطان: گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہم اب بھی تلوار اٹھائے اٹل پہاڑ کی طرح کھڑے ہوئے ہیں، شری رنگاپٹن کے عالی شان قلعہ کی حفاظت کریں گے۔ ہندوستان سے انگریزی سامراج کی جڑوں کو اکھاڑ پھینکیں گے۔

(زخمی ٹیپو سلطان کو دیکھ کر ایک انگریز سپاہی ان کے ہیروں سے جڑی تلوار کی پیٹی پر ہاتھ ڈالتا ہے۔ سلطان تلوار سے اس کا ہاتھ اڑا دیتے ہیں۔ ایک اور سپاہی گولی مارتا ہے اور وہ کان کے اوپر لگ جاتی ہے۔ فوراً راجہ خاں اور راج آئینگر ٹیپو سلطان کو سنبھالتے ہیں۔ کھلی آنکھوں سے ہی روح پرواز کر جاتی ہے۔ موسلادھار بارش بجلی کی کڑک کی آواز کے درمیان آزادی کا شیر نر شہید ہو جاتا ہے)

(1) سٹیج کے کنارے سے میر صادق داخل ہو کر ٹیپو سلطان کی لاش کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے واپسی کے وقت علی میاں اپنے ہتھیار بند ساتھیوں کے ساتھ اس کا محاصرہ کر کے میر صادق کو قتل کرتا ہے۔

(2) سٹیج کے ایک اور کنارے کروڑ پنچھ کے جھنڈے کے سامنے مہارانی لکشم منی، بچہ ممڈی، کرشنا راج وڈیر کے ساتھ دکھائی دیتی ہے ان کے قریب پورنیا اور ترمل راؤ موجود ہیں۔

(3) سٹیج کے ایک اور طرف روشنی ہونے پر رچرڈ ویزلی ہاتھ میں شراب کا جام لئے کھڑا ہے۔

(بگل کی آواز)

Richard Welesly: 4th May 1799 is an historic day! The mighty power which threatening the very existance of the east India Company in India is no more. The iron wall which was hither to blocking the great Britain's ambition to establish christian empire in this country has fallen-the ferocious Tiger of Mysore---no---the Tiger of Hindustan. Tipu Sultan is dead---

INDIA IS OURS!!!

(اندھیرا)

© Karnataka Urdu Academy, Bangalore-560001

TIPPU SULTAN

KANNADA DRAMA
By
BASHEER

Translated
by
Prof.Mohammed Sibghathullah

Pages : *130+4*

Price : *Rs 100/-*

First Edition : *2000*

No. of Copies : *1000*

Printed at : *M/s. Span Printers, Bangalore.*

Published by : ***Hamid A. Safi***
Registrar, Karnataka Urdu Academy,
No. 14/3, Canara Finance Corporation Complex,
Nrupatunga Road, Banglore-560 001